بھول نہ جانا

ت م

آج موسم صبح ہی سے بہت خراب تھا۔۔ تیز ہواؤں کیساتھ بادل بھی گرج رہے تھے۔۔ اب عشاء کی نماز کے بعد بارش شروع ہوگئی تھی۔۔ یہ گھر دو کمروں ایک کچن اور چھوٹے سے صحن پر مشتمل تھا۔۔۔ سمیحہ عشاء کی نماز پڑھ چکی تھی اور اب وہ مضطرب سی اپنے باپ قاری عبد المتین کی واپسی کی منتظر تھی۔۔ اتنے خراب موسم میں بھی قاری عبد المتین نے مسجد جانا اور باجماعت نماز پڑھانا ضروری سمجھا تھا۔۔ حالانکہ اب اسکی طبیعت بھی ٹھیک نہیں رہتی تھی۔۔ اب سمیحہ اکیلے گھر میں صحن میں کھڑی اپنے باپ کی واپسی کا بے چینی سے انتظار کر رہی تھی۔۔ پہلے ہی وہ دل کے مریض تھے۔۔ اگر راستے میں اسے کچھ ہو گیا تو۔۔۔ اس سے آگے وہ سوچنا بھی نہیں چاہتی تھی۔۔ اسکا باپ کے علاوہ اور تھا ہی کون ؟؟۔۔۔ عشاء کی نماز سے فارغ ہونے کے بعد اب قاری عبد المتین ذکر واذکار میں مصروف ہوگئے تھے۔۔ قاری عبد المتین نے دیکھا کہ بارش تیز ہوگئی ہے تو اسے سمیحہ کی فکر ہوئی۔ وہ گھر میں

اکیلی تھی۔۔ اس نے گھر جانے کا فیصلہ کیا۔۔ اور اٹھ کھڑا ہوا۔۔ مسجد کے دروازے کو تالا لگا کر وہ سیڑھیاں اترنے لگا۔۔ قاری عبد المتین اس چھوٹے سے گاؤں کے واحد قاری صاحب تھے۔۔ پچھلے بیس سالوں سے وہ اس مسجد میں مسجد امام کے فرائض سر انجام دیتے آرہے تھے۔۔ محلے والے اسکی بہت عزت کرتے تھے۔۔ قاری عبد المتین چاہتا تھا کہ بس مرنے سے پہلے وہ اپنی اکلوتی بیٹی کو کسی محفوظ ہاتھ میں دے جائے۔۔ اب بڑھاپے میں یہی ایک فکر کھائے جا رہی تھی۔۔ کیوں کہ اسکے علاوہ اسکی بیٹی کا اور کوئی نا تھا۔۔۔۔۔۔

وہ اپنے دوستوں کے ساتھ اپنے باپ کے فارم ہاؤس گیا تھا۔۔ وہاں شراب و شباب کی محفل عروج پر تھی۔۔ دوستوں نے ہی اسکا انتظام کیا تھا۔۔ کیوں کہ وہ اتنے عرصے بعد جو پاکستان آیا تھا۔۔ اسی خوشی میں اسکے دوستوں نے اس محفل کا انعقاد کیا تھا۔۔ وہ مذہب سے دور لڑکا تھا۔۔ ماں انگریز تھی۔۔ جو اسکے باپ سے شادی کرنے سے پہلے مسلمان ہوگئی تھی۔۔ مگر صرف نام کی مسلمان ہوئی تھی۔۔ اسکی پرورش میں بھی اسی کا ہاتھ تھا۔۔ اسکا پورا بچپن ہی انگلینڈ میں گزرا تھا۔۔ وہیں تعلیم بھی حاصل کی۔۔ اسکی ماں ایک دو بار پاکستان آئی تھی مگر پھر واپس چلی گئی اسے پاکستان پسند نہیں آیا تھا۔۔ وہ اپنے بیٹے کیساتھ لندن میں ہی رہائش پذیر تھی۔۔ شوہر کبھی کبھار ملنے آجاتا تھا۔۔ اسے اپنی اس انگریز بیوی اور بیٹے سے محبت تھی۔۔ یہ اسکی دوسری بیوی تھی۔۔ پہلی شادی اسکی چچازاد کزن سے ہوئی تھی۔۔ پہلی بیوی سے اسکی بات اولاد تھیں۔۔ اور اس انگریز بیوی سے اسکا ایک ہی بیٹا تھا۔۔ جس سے اسے بہت

محبت تھی۔۔ اب جب کہ اسکی ماں فوت ہو گئی تو اسکے باپ نے اسے پاکستان واپس بلا لیا تھا اور اب وہ ہمیشہ کے لیے پاکستان آ گیا تھا۔۔ وہ نشے میں دھت گاڑی چلا رہا تھا۔۔ بار بار نشے کی زیادتی کی وجہ سے اسکی آنکھیں بند ہو رہی تھیں۔۔ فارم ہاؤس اس گاؤں سے چند کلو میٹر ہی دور تھا۔۔ اب وہ اپنی گاڑی سے واپس شہر جا رہا تھا۔۔ بارش میں شدت آ گئی تھی۔۔ گاؤں کے کچے راستے پانی میں ڈوب گئے تھے ۔۔ تبھی اچانک اسکی گاڑی آؤٹ آف کنٹرول ہوئی اس سے پہلے کہ وہ سنبھلتا گاڑی سیدھی درخت سے جا لگی۔۔ اسکے سر پر شدید چوٹ لگی تھی۔۔۔ بے ہوش ہونے سے پہلے اسکے کانوں میں کسی کی آواز پڑی تھی۔۔ کوئی کسی کو مدد کے لیے پکار رہا تھا۔۔ کسی نے گاڑی کا دروازہ کھولا تھا۔۔ اور اسکا ڈھلکا ہوا سر اوپر اٹھایا تھا۔۔۔۔۔۔۔ اور پھر اسکی آنکھیں بند ہو گئی تھیں۔۔۔۔۔۔۔۔ سمیحہ بے چینی سے اپنے باپ کا انتظار کر رہی تھی تبھی دروازہ کھلا اور قاری صاحب گاؤں کے چند لوگوں کیساتھ کسی زخمی کو اٹھا کر لا رہے تھے۔۔ اسے میرے کمرے میں لے چلو بچوں۔۔۔ سمیحہ نے کہا بابا یہ کون ہے؟؟؟ پتہ نہیں بیٹی۔۔ اسکی گاڑی کا ایکسیڈینٹ ہو گیا تھا۔۔ زخمی تھا بے چارہ تو میں اسے یہاں لے آیا۔۔ قاری صاحب نے ان سب کا شکریہ ادا کیا اور وہ چلے گئے۔۔ وہ سمیحہ سے بولا جاؤ بیٹا جلدی سے پانی گرم کر کے لے آؤ اور ہاں موم بتی بھی لے آنا کمرے میں اندھیرا ہے۔۔۔ جی بابا میں ابھی لائی۔۔ سمیحہ گرم پانی لے آئی اور ساتھ لے آئی تھی۔۔ سمیحہ نے موم بتی کی روشنی میں دیکھا وہ ایک بہت ہی خوبصورت نوجوان تھا۔۔ شکل و صورت سے ہی وہ انگریز لگتا تھا۔۔ وہ اپنے باپ سے بولی بابا کیا یہ مسلمان ہے؟؟ خدا کو

معلوم بیٹی ۔۔ بناں جانے کس کا جگر گوشہ ہے ۔۔ اللہ اسے صحت دے ۔۔۔ پوری رات عبد المتین اسکے پاس اسکے سرہانے بیٹھا رہا ۔۔ اسکے سر کا زخم صاف کیا۔ نماز کے بعد اسکی صحت کے اور اسکے راہ راست پر آنے کے لیے دعا بھی کی ۔۔ صبح ہو چکی تھی ۔۔ بارش بھی تھم چکی تھی۔ سمیحہ کچن میں ناشتہ بنا رہی تھی ۔۔ عبد المتین مسجد گیا ہوا تھا ۔۔ تبھی اس نوجوان کو ہوش آگیا ۔۔ یہ میں کہاں اور کس جگہ پر ہوں ؟؟ جہاں تک مجھے یاد پڑتا ہے تو میں حویلی جا رہا تھا راستے میں گاڑی بے قابو ہو گئ تھی پھر کوئی آیا تھا میری ہیلپ کرنے ۔۔ مگر وہ کون تھا ؟؟؟ کوئی ہے ؟؟ سنو ؟؟ کوئی ہے ؟ وہ آوازیں دینے لگا ۔۔۔ سمیحہ نے دیکھا کہ اسکا باپ ابھی تک نہیں آیا ہے تو وہ پریشان ہو گئ کہ اب کیا کرے ۔۔ وہ لڑکا بار بار پکار رہا تھا ۔۔ نا چاہتے ہوئے بھی سمیحہ کو اسکے پاس جانا پڑا ۔۔۔ اس نے دوپٹہ نماز کیطرح اوڑھ رکھا تھا ۔۔ وہ کمرے میں داخل ہوئی ۔۔ وہ نوجوان سمیحہ کو دیکھنے لگا ۔۔ سانولی اور عام سی شکل و صورت والی یہ لڑکی اسے خاص اچھی نہیں لگی تھی ۔۔ وہ خوبصورت تھا اسے خوبصورت لوگ ہی پسند تھے ۔۔ خوبصورتی اسکی کمزوری تھی ۔۔ اسکی منگیتر جو کہ اسکی چچازاد کزن تھی وہ بھی بہت خوبصورت تھی ۔۔ اور اسے بہت پسند تھی ۔۔ اس نے سمیحہ سے نگاہیں ہٹائیں ۔۔ جی فرمایئے ۔۔ سمیحہ نے کہا تو اس نے پوچھا مجھے یہاں کون لایا ہے ؟؟ ۔۔ وہ میرے بابا آپکو یہاں لائے تھے آپ بہت زخمی تھے ۔۔۔ کہاں ہیں وہ اس وقت ؟؟ مجھے اپنے گھر جانا ہے ۔۔ اور میری گاڑی کہاں ہے ؟؟ تبھی دروازہ کھلا اور عبد المتین صاحب اندر داخل ہوا ۔۔ وہ اٹھنے لگا تو عبد المتین نے کہا بیٹھے رہو بیٹا ۔۔ اب کیسی طبیعت

ہے تمھاری ؟؟-- جی میں اب بہتر ہوں--- میں نے آپ کو تھینکس بولنا تھا-- آپ نے میری اتنی ہیلپ تھی--- قاری صاحب یہ سن کر ہولے سے مسکرائے-- اس میں شکریہ کی کیا بات ہے بیٹے؟؟ انسان تو بس ایک وسیلہ ہوتا ہے خدا کیطرف سے-- وہ سمیحہ سے بولا جاؤ بیٹے ناشتہ لے آؤ ہمارے بیٹے کے لیے-- وہ جلدی سے بولا اسکی کوئی ضرورت نہیں ہے-- میں اب گھر جانا چاہتا ہوں--- چلے جانا بیٹے-- مگر ناشتہ کر کے-- ہمارے ہاں مہمانوں کو خالی پیٹ رخصت نہیں کرتے--- وہ نوجوان مسکرا کر بولا چلیں جیسے آپکی خواہش!!! مسکراتے ہوئے اسکے گالوں پر پڑتے ڈمپل اسے مزید خوبصورت بناتے تھے-- سمیحہ نے فوراً سے نگاہیں پھیری تھیں اور وہاں سے نکل گئی--- وہ میری گاڑی!!؟؟ فکر نا کرو بیٹے اسے مکینک ٹھیک کر رہا ہے--- آپ نے تکلف کیوں کیا؟؟ اسکی ضرورت نہیں تھی--- ضرورت تھی بیٹے-- ورنہ آپ کیسے اپنے گھر جاتے--- میں ہینڈل کر لیتا یا پھر ڈیڈ کو کال کر لیتا آپ نے خوامخواہ میں تکلیف کی--- مجھے بھی اپنا باپ ہی سمجھو--- کیا نام ہے تمھارا؟ ویسے کھاتے پیتے گھرانے سے لگتے ہو--- جی میرا نام زالان حیدر شاہ ہے-- میرے والد حیدر بہت بڑے سردار اور زمیندار ہیں-- میں نے انگلینڈ سے تعلیم حاصل کی ہے-- باور ابھی حال ہی میں والدہ کی فوتگی کے بعد ادھر آیا ہوں-- زالان حیدر شاہ نے اپنے متعلق قاری صاحب کو سب کچھ بتا دیا-- سمیحہ نے ناشتہ لگایا تو زالان حیدر شاہ قاری صاحب کیساتھ ناشتہ کرنے لگا--- ناشتے کے دوران بھی انکی اچھی گفتگو ہوتی رہی تھی--- کم ہی وقت میں زالان حیدر شاہ قاری صاحب سے بے حد مانوس ہو گیا تھا-- مکینک

گاڑی ٹھیک کر چکا تھا۔۔ زالان حیدر شاہ نے قاری صاحب کو شکریہ ادا کیا اور پھر دوبارہ ملنے کا وعدہ کر کے وہ روانہ ہو گیا۔۔۔ پھر یہ معمول رہنے لگا۔۔ ذالان عبد المتین کو اپنا محسن سمجھتا تھا وہ جب بھی فارم ہاؤس جات تو وہیں سے عبد المتین کے گھر بھی ضرور چکر لگاتا۔۔ اور ساتھ میں اسکے اور اسکی بیٹی کے لیے تحائف بھی لے جاتا۔۔۔ عبد المتین اسے وقتاً فوقتاً نماز پڑھنے کی تلقین کرتا رہتا تھا۔۔ وہ جب بھی اسکے گھر آتا تو عبد المتین اسے اپنے ساتھ مسجد لے جاتا تھا اور وہیں وہ عبد المتین کیساتھ نماز پڑھتا ۔۔۔ اب حویلی میں زالان حیدر شاہ اور ربیعہ شاہ کی شادی کی تیاریاں ہونے لگی تھیں۔۔ حویلی میں تیاریاں عروج پر تھیں۔۔ ذالان بھی بے حد خوش تھا۔۔ تبھی ایک رات اچانک اسے کال آگئی۔۔ ہیلو!! جی کون بات کر رہا ہے؟؟ دوسری طرف سمیحہ تھی وہ رو رہی تھی۔۔ میں قاری صاحب کی بیٹی سمیحہ بات کر رہی ہوں۔۔ آپ رو کیوں رہی ہیں؟؟ خیریت ہے؟؟ خیریت ہی تو نہیں ہے۔۔ بابا کی طبیعت بہت خراب ہو گئی ہے۔۔ آپ پلیز جلدی سے آجائیں۔۔ ورنہ انھیں کچھ ہو جائے گا۔۔۔ اپ روئیں مت میں آرہا ہوں۔۔ آج ذالان بہت خوش تھا کیونکہ آج ربیعہ کا مایوں تھا مگر قاری صاحب کا سن کر وہ پریشان ہو گیا تھا۔۔ وہ جلدی سے روانہ ہو گیا تھا۔۔ سب گھر والے اسے روکتے رہ گئے تھے۔۔ وہ کیسے رکتا۔۔۔ وہ اسکا محسن تھا اگر آج وہ زندہ تھا تو صرف اور صرف قاری صاحب کیوجہ سے۔۔۔ اب باری اسکی تھی تو وہ کیسے اسے یوں چھوڑ سکتا تھا۔۔۔ وہ گاؤں پہنچا تو دروازے پر ہی اسے سمیحہ مل گئی تھی۔۔ جو رو رہی تھی۔۔ زالان حیدر شاہ نے جلدی سے گاؤں کے کچھ لوگوں کیساتھ مل

کر قاری صاحب کو گاڑی میں ڈالا اور پھر شہر روانہ ہو گیا۔۔۔ سمیحہ بھی ساتھ تھی۔۔ ڈاکٹر اسے ایمر جنسی وارڈ لے گئے تھے۔۔ سمیحہ زارو قطار رو رہی تھی اگر اسکے بابا کو کچھ ہو گیا تو پھر وہ کہاں جائے گی۔۔ اسکا اسکے باپ کے سوا اور تھا ہی کون؟؟ ذالان اسکی دلجوئی کرنے کے لیے اسکے پاس آیا تھا۔۔ آپ پلیز مت روئیں انشاء اللہ قاری صاحب بالکل ٹھیک ہو جائیں گے۔۔۔ وہ روتے ہوئے بولی میرے بابا ہی میرا واحد سہارا ہیں۔ اگر انھیں کچھ ہو گیا تو پھر میں کہاں جاؤں گی۔۔۔ ذالان حیدر شاہ افسوس سے اسے دیکھنے لگا۔۔۔ عبد المتین نے ہوش میں آتے ہی زالان کو بلایا تھا۔ سمیحہ پاس ہی بیٹھی اسکا ہاتھ پکڑے رو رہی تھی۔۔۔ قاری صاحب اب آپکی طبیعت کیسی ہے؟؟ قاری صاحب مسکرایا ادھر آؤ بیٹے میرے پاس۔۔۔ ذالان عبد المتین کے پاس آکر بیٹھ گیا۔۔۔ قاری صاحب نے اسکا ہاتھ پکڑتے ہوئے ایک آس سے کہا میرے بیٹے میری ایک خواہش پوری کرو گے؟ جانتا ہوں کہ یہ تم پر زور زبردستی ہو گی شاید تم مجھے خود غرض بھی سمجھو۔۔ میں تم پر زور زبردستی اپنا فیصلہ نہیں تھوپنا چاہتا مگر کیا کروں حالات ہی ایسے ہو گئے ہیں۔ میں مجبور ہوں بیٹا۔۔ میں تمھارے علاوہ کسی پر بھی یقین نہیں کر سکتا۔۔۔۔ قاری صاحب آپ حکم تو کریں۔۔ اس نے قاری صاحب کا ہاتھ پکڑ لیا ۔۔ میرے بچے میری سمیحہ سے نکاح کر لو ابھی اور اسی وقت۔۔۔۔ میرے علاوہ اسکا اور کوئی نہیں ہے میں صرف تم پر ہی بھروسہ کرتا ہوں۔۔ میں سمجھتا ہوں کہ تمھارے علاوہ میری بیٹی کا اور کوئی خیال نہیں رکھ سکتا۔۔۔ بات تھی یا پھر بم جو ذالان حیدر شاہ کے سر پر پھٹا تھا۔ سمیحہ نے بھی حیرت سے

سر اٹھا کر زالان حیدر شاہ کو دیکھا تھا۔۔ ذالان حیدر شاہ نے بھی سر اٹھا کر سمیحہ کو دیکھا تھا۔۔ کہاں یہ سانولی سی لڑکی سمیحہ اور کہاں وہ خوبصورت ربیعہ ۔۔۔ اسکا یکدم دل اچاٹ ہوا تھا۔۔ دل نے کہا کہ فوراً سے انکار کردو یہ لڑکی تمھارے لائق نہیں ہے۔۔ عبد المتین نے ذالان حیدر کو خاموش دیکھ کر اسکے آگے ہاتھ جوڑ دیے تھے۔۔ خدا کے لیے بیٹا مجھ بوڑھے پر یہ احسان کردو۔۔ انکار مت کرو۔۔ میری یہ آخری خواہش سمجھ کر پوری کردو۔۔ تاکہ میں سکون سے مر سکوں۔۔ یہ سن کر سمیحہ رو پڑی تھی۔۔ خدا کے لیے بابا ایسی باتیں نا کریں آپ کے علاوہ میرا ہے ہی کون؟؟ ذالان حیدر شاہ نے جلدی سے قاری صاحب کے جڑے ہاتھ نیچے کیے تھے۔۔ خدا کے لیے قاری صاحب مجھے شرمندہ ناں کریں۔۔ ٹھیک ہے میں نکاح کے لیے تیار ہوں۔۔ زالان حیدر شاہ نے دل پر پتھر رکھ کر کہا تھا۔۔ وہ کیسے اسے انکار کرتا وہ اسکا محسن تھا۔۔ اس احسان کے بدلے اب وہ اسکی بیٹی سے نکاح کر رہا تھا۔۔ تھوڑی دیر بعد انکا نکاح ہو رہا تھا۔۔ مولوی صاحب نے الفاظ دہرائے سمیحہ متین بنت عبد المتین آپکا نکاح ذالان حیدر شاہ ولد حیدر شاہ سے بعوض حق مہر بیس لاکھ روپے یہ نکاح قبول ہے؟؟۔۔ سمیحہ نے نظر اٹھا کر ذالان حیدر شاہ کو دیکھا اس نے تو خواب میں بھی ناں سوچا تھا کہ ایسا خوبصورت نوجوان اسکا ہمسفر بنے گا۔۔ وہ بہت خوبصورت تھا دولت مند تھا۔۔ اسکے پاس سب کچھ تھا مگر اسکے پاس کیا تھا؟؟ کچھ بھی تو نہیں۔۔۔ اور یہ زالان حیدر شاہ کا اس پر احسان ہی تو تھا کہ وہ اس جیسی معمولی سی لڑکی سے نکاح کر رہا تھا۔۔ اس نے سر جھکا کر کہا جی قبول ہے۔۔ قبول ہے قبول ہے۔۔۔ یہی الفاظ ذالان

حیدر شاہ سے پوچھے گئے تھے ذالان حیدر شاہ ولد حیدر شاہ آپکا نکاح سمیحہ متین بنت عبد المتین کیساتھ بعوض حق مہر بیس لاکھ روپے یہ نکاح قبول ہے ؟؟؟ ذالان حیدر شاہ نے سر اٹھا کر سمیحہ متین کو دیکھا جو سر جھکائے بیٹھی تھی ۔۔ اسکی نظر اسکے گود میں رکھے اسکے سانولے ہاتھوں پر پڑی تھی ۔۔ وہ زیادہ خوبصورت نہیں تھی تو بدصورت بھی نہیں تھی ۔۔ اسکا چہرہ پرکشش تھا ۔۔۔ اسکے سامنے ربیعہ شاہ کا چہرہ لہرایا ۔۔ دل نے چاہا کہ فوراً سے انکار کر دے ۔۔ خوبصورتی اسکی کمزوری تھی ۔۔ مگر پھر سامنے موت سے لڑتے عبد المتین کو دیکھا تو وہ بے بس سا ہو گیا ۔۔ اس میں انکار کرنے کی ہمت نا ہوئی جی قبول ہے ۔۔ قبول ہے قبول ہے ۔۔۔ تین بار یہی الفاظ دہرائے اور وہ سمیحہ متین سے سمیحہ زالان حیدر شاہ بن گئی ۔۔۔ گواہوں میں گاؤں کے چند لوگ شامل ہوئے تھے ۔۔ جنھیں عبد المتین بہت اچھے طریقے سے جانتا تھا ۔۔۔ سب نے اٹھ کر ذالان حیدر شاہ کو مبارکباد دی ۔۔ جسے نا چاہتے ہوئے بھی ذالان حیدر شاہ نے بے دلی سے قبول کیا ۔۔ وہ لوگ چلے گئے تو عبد المتین نے ذالان حیدر شاہ کا ہاتھ پکڑ کر بولا بیٹا میری بیٹی کا بہت خیال رکھنا ۔۔ اسکی آنکھوں میں کبھی آنسو نا آنے دین ایک میری لاڈلی بیٹی ہے اللہ نے کئی سالوں بعد مجھے بیٹی سے نوازا تھا ۔۔ مجھے اس سے محبت ہے ۔۔ یہ روتی ہے تو مجھے تکلیف ہوتی ہے ۔۔ قاری صاحب آپ فکر ناں کریں میں انھیں خوش رکھنے کی پوری کوشش کروں گا ۔۔ یہ سن کر قاری صاحب مسکرایا ۔۔ تبھی اچانک اسکی سانسیں اکھڑنے لگیں ۔۔ سمیحہ اور ذالان پریشان ہو گئے تھے ۔۔ ذالان حیدر شاہ جلدی سے ڈاکٹر کو بلا کر لایا تھا مگر شاید قاری صاحب کی

اتنی ہی زندگی تھی۔۔ بیٹی کے فرض سے سبکدوش ہوتے ہی وہ اپنے خالق حقیقی سے جا ملا تھا۔۔ سمیحہ رو رہی تھی اسکا جان سے پیارا بابا اسے چھوڑ کر جا چکا تھا۔۔ ذالان حیدر شاہ نے کفن دفن کا انتظام کیا تھا۔۔ عبدالمتین کو دفنانے کے بعد وہ سمیحہ کے پاس آیا تھا جو بری طرح سے رو رہی تھی۔۔ وہ جانتا تھا کہ اسکا دکھ بڑا ہے۔۔ اسے اس وقت اسکی ضرورت تھی۔۔۔ وہ اسکے باپ سے وعدہ کر چکا تھا۔۔۔ حویلی سے اسے بار بار فون آرہے تھے۔۔۔ کہ تم کہاں چلے گئے ہو ادھر تمھارا نکاح ہونے والا ہے۔۔۔ وہ انھیں حقیقت نہیں بتا سکتا تھا تو سو یہی کہا کہ ایک دوست کی فوتگی ہوگئی ہے وہیں پر ہے۔۔۔ مگر جلد ہی آجائے گا۔۔ وہ تین دن سمیحہ کے پاس رہا تھا۔۔ وہ جیسی بھی تھی اسکی بیوی تھی۔۔ اس سے نکاح کر چکا تھا۔۔ سمیحہ اسکی قربت میں سب بھول گئی تھی۔۔ چوتھے دن وہ جناح کے لیے تیار تھا۔۔۔ کیونکہ روت کو اسکا ربیعہ شاہ کیساتھ نکاح تھا۔۔ وہ اسے تیار دیکھ کر بولی آپ جا رہے ہیں؟؟ ہاں بالکل!! مگر میں ادھر کیسے اکیلی کیا کروں گی۔۔۔؟ جو بھی۔۔ مثلاً جو پہلے کرتی تھی۔ آپکا کیا مطلب ہے؟ کیا آپ مجھے اپنے ساتھ لیکر نہیں جائیں گے؟؟ تم پاگل ہو؟۔۔ تمھیں وہاں لے جا کر میں نے اپنا تماشہ نہیں بنوانا۔۔ نکاح میں نے مجبوراً کیا تھا۔۔ اور ویسے بھی میری منگنی میری کزن سے ہو چکی تھی۔۔ آج رات تو میرا اس سے نکاح ہے۔۔ مجھے وہ پسند ہے اور میں اس سے محبت بھی کرتا ہوں۔۔ یہ تو ایک ان چاہا رشتہ ہے مجھے مجبوراً نکاح کرنا پڑا کیونکہ قاری صاحب میرے محسن تھے۔۔ تو انھیں انکار نا کر سکا۔۔ سو سوری۔۔۔ میں یہ رشتہ نہیں نبھا سکتا اگر تم چاہو تو میں جاتے ہوئے تمھیں

اس رشتے سے آزاد کر کے جاؤں گا۔۔ کتنے سفاکی سے وہ یہ سب کہہ رہا تھا۔۔ سمیحہ کے آنسو زار و قطار بہہ رہے تھے۔۔ ذالان حیدر شاہ کیساتھ بتائے گئے ان تین دن اور راتوں میں وہ کتنی بڑی خوش فہمی میں مبتلا ہو گئی تھی۔۔ بھلا وہ خوبصورت اور دولت مند نوجوان اس سانولی سی عام سی لڑکی کو کیوں کر قبول کرتا۔۔۔ پھر زالان حیدر شاہ سمیحہ متین کو چھوڑ کر چلا گیا۔۔ اور پھر پلٹ کر بھی نا آیا کہ کسی کیساتھ وہ نکاح کر کے آیا ہے۔۔ یہ بھی نا سوچا کہ وہ کہاں اور کس حال میں ہو گی۔۔ حالانکہ وہ جانتا بھی تھا کہ اب اسکا اسکے علاوہ اس دنیا آمین اور کوئی بھی نہیں ہے۔۔ مگر وہ بے حس ہو چکا تھا۔۔ ربیعہ شاہ کیساتھ شادی کر کے اب وہ اسکے ساتھ ملکوں ملکوں کی سیر کر رہا تھا۔۔ اور ایک وہ تھی۔۔ اکیلی تنہاء جس کا اسکے رب کے سواء اور کوئی بھی ناں تھا۔۔ نماز میں بیٹھتی تو آنسو زار و قطار بہہ نکلتے۔۔ مگر دوسری طرف وہ تو اپنی زندگی اور اپنی بیوی کیساتھ بہت خوش و خرم زندگی گزار رہا تھا۔۔ اس نے تو سمیحہ متین کو بھلا ہی دیا تھا۔۔ اسکے مرے ہوئے باپ سے کیا گیا وعدہ بھلا چکا تھا۔۔ مگر وہ نہیں جانتا تھا کہ کسی کے خاموش آنسو اسکا پیچھا کر رہے تھے۔۔ اور جب یاد آیا تو تب تک بہت دیر ہو چکی تھی۔۔ اور اب باری اسکے رونے اور تڑپنے کی تھی۔۔۔۔

یہ سرونٹ کوارٹر کا ایک چھوٹے سے کمرے کا منظر ہے۔۔ جہاں پر دو بیڈ، ایک چھوٹی سی رائٹنگ ٹیبل، ایک کرسی، ایک الماری اور ایک بک شیلف تھی۔۔ یہ چھوٹا سا کمرہ آدھا تو ٹرافیز اور میڈلز سے بھرا ہوا تھا۔۔ اور یہ تمام میڈلز اور ٹرافیز تھیں """ وفا حیات """ کیں۔۔ جو وہ سکول سے لیکر یونیورسٹی

تک امتحانات اور مختلف مقابلوں میں لیتی آ رہی تھی۔۔ اسکا اس دنیا میں اور کوئی نا تھا اسکی نانی ہی اسکا سب کچھ تھی۔۔ وہ بہت محنتی اور لائق فائق طالبہ تھی۔۔ اسکی نانی شاہ حویلی میں ملازمہ تھی۔۔ انکے باپ دادا اس حویلی کے ملازم رہ چکے تھے۔۔ مگر حمیرا بیگم اب آگے یہ سب دیکھنا نہیں چاہتی تھی۔۔ اسی لیے اب وہ اپنی نواسی کو اعلیٰ تعلیم دلوا رہی تھی۔۔ یہ خود وفاحیات کی بھی خواہش تھی کہ وہ ڈاکٹر بنے۔۔ وہ اس مہنگی یونیورسٹی میں پڑھ رہی تھی جہاں شاہ حویلی کے بچے اور امیر ماں باپ کے بچے پڑھتے تھے۔۔ وفاحیات نے اپنی قابلیت کی بنیاد پر اسکالرشپ حاصل کی تھی۔۔ وہ خوبصورت نین و نقش والی پرکشش لڑکی تھی۔۔ جو چیز اسے سب سے زیادہ خاص بناتی تھی وہ اسکے مسکرانے سے گالوں پر پڑنے والے ڈمپل تھے۔۔ کیلی گرافی میں وہ خوب مہارت رکھتی تھی۔۔ کئی بار اس نے مقابلوں میں بھی حصہ لیا تھا اور اول آئی تھی۔۔ اسکا آدھا کمرہ اسکی بنائی گئی کیلی گرافیز سے بھی بھرا پڑا تھا۔۔ وہ اپنی نانی جان کی لاڈلی تھی۔۔

شاہ حویلی کی لڑکیاں اس سے جیلس ہوتی تھیں۔۔ ایک تو وہ بہت ہی خوبصورت اور انتہائی ذہین تھی اور دوسرا وہ اسی مہنگی یونیورسٹی میں پڑھتی تھی۔۔ یعنی انکی ملازمہ ہو کر وہ انکا مقابلہ کر رہی تھی۔۔ یہی بات انھیں غصہ دلاتی تھی۔۔ مگر وہ لوگ کیا کرتے انکے بس میں تو کچھ بھی نا تھا۔۔ وہ اپنی قابلیت کی بنیاد پر ہی ان سب سے آگے تھی اور انکا مقابلہ کرتی تھی۔۔

اور وہ لوگ اسی حسد میں اسکا پوری یونیورسٹی میں مذاق اڑاتے اور اسے اپنی ملازمہ اور نوکرانی کی بیٹی کہتے۔۔۔ اور کبھی کبھار جب وہ اپنی پڑھائی کر رہی ہوتی۔۔ تو وہ لوگ اسے اپنے چھوٹے موٹے کاموں کے لیے اسے بلا لیتے تاکہ وہ پڑھ نا سکے۔۔ حالانکہ حمیرا بیگم نے اسے حویلی کے کاموں سے دور رکھا ہوا تھا۔۔ وہ چاہتی تھی کہ وفا حیات اپنی تمام تر توجہ اپنی پڑھائی پر دے اور پڑھ لکھ کر ڈاکٹر بن جائے۔۔ مگر دوسری طرف وہ حاسدین تھے جن سے وفا حیات کی یہ کامیابیاں دیکھی نہیں جا رہی تھیں۔۔۔ وہ اسے اپنی ملازمہ ہی سمجھتے تھے اور اس سے چھوٹے موٹے کام کروا کر وہ اسے یہ یاد دہانہ بھی کرواتے کہ وہ صرف ایک ملازمہ ہی ہے اور ملازمہ ہی رہے گی۔۔ وفا یہ سب اپنی بوڑھی نانی جان کیوجہ سے برداشت کر جاتی تھی۔۔ ایک تو وہ بوڑھی ہو گئی تھیں اور دوسرا وہ اکثر بیمار رہتی تھیں انکے گھٹنوں میں درد رہتا تھا جس کیوجہ سے وہ کام نہیں کر سکتی تھیں۔۔ اگر زیادہ کام کرتی تو ساری رات گھٹنوں میں درد کیوجہ سے وہ تکلیف میں ہوتی۔۔ اور وفا حیات سے اپنی نانی جان کی یہ تکلیف دیکھی نہیں جاتی تھی اسی لیے وہ بھی حویلی کے کچھ کام کر کے اپنی نانی جان کا بوجھ کچھ کم کرتی۔۔

وہ ظالم لوگ جان بوجھ کر اسکی کمزور بیمار سی نانی جان سے کام کرواتے تھے۔۔ حالانکہ گھر میں اور بھی بہت سی ملازمائیں تھیں۔۔ مگر یہ سب وفا کو تکلیف دینے کے لیے کرتی تھیں۔۔ اور وہ چپ چاپ یہ سب برداشت کر لیتی تھی۔۔ کیونکہ اسے ہمیشہ نانی جان نے صبر کرنے کی ہی تلقین کی تھی۔۔

وہ چپ چاپ سب برداشت کر بھی لیتی تھی مگر ایک طعنہ تھا جو اسے بات بار دن میں کئی بار کئی موقعوں پر سنایا جاتا۔۔ اور وہ طعنہ کسی چابک کیطرح اسکے جسم کے آر پار ہو کر اسکی روح کو چھلنی کر دیتا۔۔ وہ طعنہ تھا ناجائز اولاد ہونے کا!!!!!

یہی کہ وہ ناجائز اولاد ہے۔۔ اسکی ماں منہ اندھیرے میں بھاگ گئی تھی پھر جب اپنا منہ کالا کر کے واپس آئی تو اپنے ساتھ ایک ناجائز بچی کو لیکر آگئی۔۔ وہ بچی جس کے باپ کا نام تک اسے پتہ نہیں تھا کہ وہ کس کی اولاد ہے۔۔۔؟؟؟

آمنہ حمیرا بیگم کی بیٹی تھی۔۔ جب یہ سب کر کے وہ واپس حویلی آئی تو وہ لوگ اسے حویلی سے دھکے دیکر نکالنے لگے۔۔ مگر حمیرا بیگم کی منتوں اور سماجتوں پر آمنہ کو چھوڑ دیا گیا۔۔۔ مگر اس حویلی کی عورتوں نے اسے ہرگز بھی نا بخشا تھا۔۔ وہ اسے اس گناہ پر ذلیل کرتے تھے جو اس نے کیا ہی نا تھا۔۔۔ جب آمنہ زندہ تھی تو اسکی زندگی اجیرن بنادی تھی اور جب وہ بے چاچاری مر گئی تو اب اسکی بیٹی کے پیچھے ہاتھ دھو کر پڑ گئے تھے۔۔۔ حویلی کی عورتیں تو اسکی پڑھائی کے بھی خلاف تھیں کہ کل کو ماں کارنامہ دے آئی تھی۔۔ ڈر ہے کہ کہی کسی دن بیٹی بھی کسی مرد کیساتھ نا بھاگ جائے اور منہ کالا کر کے کسی کا بچہ نا اٹھا کر لے آئے۔۔ ہماری حویلی تو بدنام ہی ہو جائے گی۔۔ قریب تھا کہ وہ لوگ اسے پڑھنے نا دیتے مگر پھر ذالان حیدر شاہ اسکی حمایت کو آگے آیا اور اسے پڑھنے دیا۔۔

وفا خاموشی سے ان کے طعنے سنتی تھی۔۔ اور پھر کمرے میں آکر وہ روتے ہوئے اپنے رب سے انکی شکایتیں کرتی۔۔ اسکے پاس اور کوئی ٹھکانہ نا تھا اور نا وہ اتنی با اختیار تھی کہ اپنی بوڑھی نانی جان کو لیکر کہیں چلی جاتی۔۔ یہ چھت ہی واحد سہارا اور جائے پناہ تھا اسکا۔۔۔ مگر اس نے تہیہ کر لیا تھا یہ اسکا آخری سال تھا۔۔ پھر وہ ڈاکٹر بن جائے گی تو اپنی نانی کو یہاں سے لیکر وہ بہت دور چلی جائے گی۔۔ اتنا کہ وہاں انھیں پہچاننے والا اور دکھ دینے والا اور کوئی نا ہو گا۔۔ وہ ہو گی اور اسکی پیاری سی نانی جان۔ اور ایک پیارا سا خوشیوں سے بھرا مستقبل!! مگر بعض اوقات وہ نہیں ہوتا جو ہم سوچ لیتے ہیں۔۔۔

وہ جائے نماز پر بیٹھی ہاتھ اٹھائے زارو قطار رو رہی تھی۔۔

اسلام علیکم

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ آپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں۔ تو

www.kitabnagri.xyz آن لائن ویب سائٹ آپ کو پلیٹ فارم فراہم کر رہی ہے۔

Kitab Nagri

اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، ارٹیکل یا شاعری پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو

ابھی ای میل کریں۔

logicalmoez@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک پیج اور ای میل کے ذریعے رابطہ کر سکتے ہیں۔

Posted On Kitab Nagri
Fb/Pg/Kitab Nagri
logicalmoez@gmail.com
whatsapp _ 0319 8276205

اے میرے مالک تیرے بندے ہمیں بہت ستاتے ہیں۔۔ بہت زیادہ!! مگر ہم صبر کا گھونٹ پی لیتے ہیں اس لیے کہ آپ نے اپنی کتاب میں فرمایا ہے کہ "" ان اللہ مع الصابرین "" بے شک آپ صبر کرنے والوں کیساتھ ہیں۔۔ اور ہم بھی اسی لیے صبر کیے ہوئے ہیں۔۔ یااللہ میری ماں نے جو کیا تو اسے اسکے گناہ پر معاف کر دے۔۔ یقیناً اگر اس نے یہ گناہ کیا ہے تو یہ بہت بڑا گناہ ہے۔۔ مگر تو رحمن و رحیم ہے۔۔ بخشنے والا غفورالرحیم ہے۔۔ میری ماں کو بھی بخش دے میرے اللہ ۔۔۔ اور مجھے صبر دے۔۔ کہ میں صبر سے کام لوں اور تو صبر کرنے والوں کیساتھ ہے۔۔۔

وہ ہاتھوں میں منہ چھپا کر پھوٹ پھوٹ کر رو پڑی۔۔۔ تبھی اسکی نانی جان اسکے پاس بیٹھ گئی۔۔ اور روتی ہوئی وفا کو اپنے سینے سے لگالیا۔۔۔ سہارا ملتے ہی وہ بلک بلک کر رو پڑی۔۔

نانی جان وہ مجھے بہت ستاتے ہیں۔۔ میرے صبر کا امتحان لیتے ہیں۔۔ میں کیا کروں نانی جان!! آخر میں بھی تو گوشت پوست کا انسان ہوں مجھے بھی تکلیف ہوتی ہے نانی جان۔۔۔ میرا کیا قصور ہے؟؟؟؟

مت روؤ میری بچی اور اپنی ماں کو برا بھلا مت کہو۔۔ تمھاری ماں بے قصور تھی۔۔ وہ بہت نیک اور صابرین تھی۔۔ قصوروار تو یہ امیر لوگ ہیں جو چھپ کے سے گناہ کرتے ہیں اور پھر اسے بھول جاتے

ہیں جیسے ان کا کوئی خدا ہی نہیں ہے۔۔ مگر وہ یہ بھول جاتے ہیں کہ یہ دنیا مکافات عمل ہے۔۔ جیسی فصل بوؤ گے ویسی ہی کاٹو گے۔۔۔

مت روؤ میری بچی۔۔ مت روؤ ہر اندھیرے کے بعد سویرا ہوتا ہے۔۔ اللہ سب دیکھ رہا ہے۔۔۔

نانی جان میرا ابا کون ہے؟؟ کیا نام ہے ان کا؟؟ کہاں ہے وہ شخص جس کی میں بیٹی ہوں۔۔ امی نے کیوں چھپایا مجھ سے میرے باپ کا نام؟

میں مجبور ہوں بیٹی نہیں بتا سکتی اسکا نام!! ہاں تمھاری ماں نے یہی ایک غلطی کر دی تھی کہ اس نے مجھ سے قسم لی تھی کہ میں تمھیں تمھارے باپ کا نام نا بتاؤں۔۔ ہاں تمھاری ماں نے اس ظالم شخص کا نام صیغہ راز میں رکھوایا۔۔ وہ خود تو ان طعنوں سے بچا ہوا ہے مگر تمھاری ماں اور تمھارے کردار کی دھجیاں اڑادی جاتی ہیں۔۔ بیٹی تم انھیں نظر انداز کر دیا کرو۔۔ بس آگے بڑھ جایا کرو۔۔ پیچھے مڑ کر مت دیکھو اس سے تمھیں سوائے تکلیف اور دکھ کے کچھ بھی حاصل نہیں ہو گا۔۔۔ یہ بھی تو سوچو میرا بچہ کہ اللہ تعالیٰ نے تمھیں کتنا نوازا بھی ہے۔۔ تمھیں اتنا کچھ نواز رکھا ہے جو ان امیروں کی اولاد کے پاس بھی نہیں ہے۔۔ بس اس رب کی ہمیشہ شکر ادا کرتی رہو۔۔

وفا نے اپنے آنسو صاف کرتے ہوئے سر ہاں میں ہلایا۔۔۔ مسلسل رونے کی وجہ سے اسکی آنکھیں اور چہرہ سرخ ہو گئے تھے۔۔

وہ اپنی نانی کو دیکھتے ہوئے ایک عزم سے بولی نانی جان میری جو نہی پڑھائی مکمل ہو گی۔۔ ہم یہاں سے چلے جائیں گے۔۔ بہت دور۔۔ اتنا کہ وہاں شاہ حویلی کا کوئی بھی فرد ہم تک نہیں پہنچ پائے گا۔۔

اسکی یہ معصوم باتیں سن کر حمیرا بیگم مسکرائی تھی۔۔ اور اسے سینے سے لگا کر اسکا ماتھا چوم لیا۔

وہ ہمیشہ اپنی نواسی کو صبر کرنے کا درس دیتی تھی مگر کبھی کبھار اسے اتنی تکلیف میں دیکھ کر اسے بھی تکلیف ہوتی تھی۔۔ وہ اندازہ لگا سکتی تھی کہ وفا کتنی اذیت اور تکلیف سے گزرتی ہے۔۔۔ یہ وہ اور اسکا اللہ ہی جانتے تھے۔۔ کاش کہ ایسا نا ہوتا!!!!!

تعارف!!!!!!!

شاہ حویلی میں حیدر شاہ کے پانچ بچے رہتے تھے چار بیٹے اور ایک بیٹی۔۔۔ پہلی بیوی سے اسکے چار بچے تھے تین بیٹے اور ایک بیٹی۔۔ دوسری بیوی جو کہ انگریز لڑکی تھی اس سے بھی ایک بیٹا تھا۔۔

بڑا بیٹا ہمدان شاہ تھا جس کے تین بچے تھے۔۔ بڑا فیصل شاہ تھا جس کی شادی چچازاد کزن ثناء سے ہوئی تھی۔۔ مگر چار سال سے وہ دونوں اولاد کی نعمت سے محروم تھے۔۔۔ بہت سے ڈاکٹرز کو دکھایا مگر بے سود۔۔۔

دوسرا شانزل شاہ تھا جو چچازاد کزن اسمارا کیساتھ بچپن سے منسوب تھا۔۔ اسمارا ابھی پڑھ رہی تھی ۔۔۔ تیسری بیٹی تھی نازنین شاہ وہ بھی پڑھ رہی تھی۔۔

پھر بیٹی تھی صغریٰ بیگم جس کے تین بچے تھے۔ بڑا فضیل تھا جسکی شادی فصیحہ سے پسند کی ہوئی تھی اس کے دو بچے تھے، طوبیٰ اور حسیب!! ایک بیٹی تھی ریشم جو ابھی پڑھ رہی تھی اور آخر میں رمل تھا ایک نمبر کا آوارہ لڑکا تھا۔۔۔

دوسرا بیٹا سعدان شاہ تھا جس کی چار اولاد تھیں۔۔ بڑی ثناء تھی جو فیصل شاہ کی بیوی تھی۔۔ پھر اسمارا تھی جو شانزل شاہ کیساتھ منسوب تھی۔۔ پھر بیٹا راحیل شاہ تھا اور پھر بیٹی زینش تھی جو ابھی پڑھ رہی تھی۔۔۔

تیسرا بیٹا زاران شاہ تھا جس کا ایک بیٹا زائر زاران شاہ اور ایک بیٹی ھدی شاہ تھی۔۔ اور آخر میں زالان حیدر شاہ تھا جس کی کوئی اولاد نا تھی۔۔ ربیعہ شاہ اسکی چچازاد کزن تھی جس سے زالان حیدر کو بہت محبت تھی۔۔ تین بار وہ ماں باپ کے عہدے پر فائز ہوئے مگر ہر بار بچے پیدا ہونے کے چند منٹ بعد ہی مر جاتے تھے۔۔ تیسری بار جب وہ امید سے تھی تو سیڑھیوں سے بری طرح سے گرنے سے اس نے اپنا بچہ تو کھو ہی دیا مگر وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ماں بننے سے بھی محروم ہو گئی تھی۔۔ ربیعہ شاہ اس خبر سے بہت روئی بھی تھی۔۔ اسے بچوں سے بہت محبت تھی۔۔ اسے بچے بہت پسند تھے اسی لیے وہ زالان پر دباؤ بھی ڈال رہی تھی کہ وہ دوسری شادی کر لے۔۔ مگر زالان حیدر شاہ نے انکار کر دیا کہ وہ ربیعہ شاہ سے بہت محبت کرتا ہے وہ دوسری شادی ہر گز بھی نہیں کرے گا چاہے اسے ہمیشہ بے اولاد ہی کیوں نا رہنا پڑے۔۔۔ جب ربیعہ شاہ کا دباؤ حد سے زیادہ بڑھا تب اسے اپنی پہلی بیوی سمیحہ متین یاد

اگئی۔۔ جسے وہ کئی سالوں تک بھلائے بیٹھا تھا۔۔ بچوں کی خاطر اس نے سمیحہ متین کو یہاں لانے کا فیصلہ کر لیا تھا۔۔ جب وہ گاؤں پہنچا تب تک سب کچھ برباد ہو چکا تھا۔۔ قاری عبد المتین کا وہ کچا سا گھر بند پڑا تھا۔۔ اور سمیحہ متین کہیں بھی نا تھی۔۔ لوگوں سے معلوم پڑا کہ اس سے نکاح کے اسکی سال بعد ہی سمیحہ متین مر گئی تھی۔۔ وہ سمیحہ متین کی قبر پر آیا تھا اور وہاں آ کر وہ پہلی بار کسی کے لیے رویا تھا۔ اتنا کہ شاید زندگی میں وہ کبھی بھی اتنا نا رویا تھا۔ وہ شرمندہ تھا شاید؟ یا پھر گلٹ ہی زیادہ تھا۔۔ شاید اسے یہی افسوس کھائے جا رہا تھا کہ ایک مرتے ہوئے شخص سے اس نے ایک وعدہ کیا تھا مگر وہ وعدہ بھی اس نے وفا نا کیا اور سمیحہ متین سے نکاح کر کے اسے بھلا دیا۔۔ اسے یہی دکھ کھائے جا رہا تھا کہ اسکے جانے کے بعد وہ کیسے رہی ہو گی۔۔ اسکا تو اسکے باپ کے علاوہ اور کوئی بھی نا تھا!! کس کے آسرے پر رہی ہو گی وہ؟؟ یہی گلٹ اسے اندر ہی اندر سے مار رہا تھا۔۔۔ ایک عورت کو اسنے اس بے رحم دنیا میں لوگوں کے رحم و کرم پر چھوڑ دیا تھا جو بدقسمتی سے اسکی بیوی تھی اسکے نکاح میں تھی۔۔ وہ دونوں بیویوں میں انصاف نا کر سکا تھا۔۔ آج بھی جب وہ اکیلے بیٹھتا تو اسے سمیحہ متین شدت سے یاد آتی۔۔ کاش کہ وہ انصاف کر پاتا؟ کاش کہ وہ ایسا نا کرتا۔۔؟ بہت سے کاش تھے۔۔۔ آخری بار اسے سمیحہ کا رونا گڑگڑانا یاد آیا تھا اس نے اسکی کتنی منتیں سماجتیں کی تھیں۔۔ مگر اس پھتر دل انسان پر کوئی بھی اثر نا ہوا تھا۔۔ کاش!! کہ وہ اسے یوں چھوڑ کر نا جاتا۔۔۔ شاید اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اسے اولاد جیسی نعمت سے محروم رکھا تھا۔۔ کیونکہ اس نے بھی کسی کی بیٹی کیساتھ اچھا نہیں کیا تھا اور بے شک اللہ بہت

بڑا مصنف ہے۔۔۔۔۔ زاران شاہ سے اپنے بھائی کی یہ اداسی دیکھی نہیں جاتی تھی۔۔ زاران شاہ کی بیوی ربیعہ شاہ کی بڑی بہن تھی اسے بھی اپنی چھوٹی بہن کی یہ اداسی دیکھی نہیں جاتی تھی۔۔ تب ان دونوں میاں بیوی نے یہ فیصلہ کیا تھا کہ وہ اپنے جگر گوشے زائر زاران حیدر شاہ کو انکی گود میں ڈال دیا ۔۔۔ زائر زاران شاہ کے آنے سے انکی یہ محرومی بھی ختم ہوگئی تھی۔۔ اب زائر زاران شاہ پر ہی یہ دونوں اپنی تمام تر محبتیں لٹاتے تھے۔۔ جو انھوں نے اپنی اولاد کیلیئے سنبھال کر رکھی ہوئی تھیں۔۔ زائر زاران شاہ کو ذالان حیدر نے انگلینڈ پڑھنے کے لیے بھیجا ہوا تھا زائر زاران شاہ ہو بہو زالان حیدر شاہ کی کاپی تھا۔۔ وہی حرکتیں، وہی عادتیں، وہی ناک نقشہ، کوئی دیکھتا تو یہی کہتا کہ یہ زالان شاہ کا ہی بیٹا ہے۔۔۔ پچھلے چار سالوں سے وہ انگلینڈ میں ہی مقیم تھا۔۔ وہ مغربی رنگ میں مکمل طور پر دھل گیا تھا۔۔ وہاں کی ہی عادات و اطوار اپنالی تھیں۔۔ وہ بہت ضدی واقع ہوا تھا۔۔ فوٹو گرافی اور گھڑ سواری اسکا پسندیدہ مشغلہ تھا۔۔ وہ ہر خوبصورت چیز کو اپنے کیمرے میں قید کرلیتا تھا۔ حسن اور خوب صورتی اسکی بھی کمزوری تھی ذالان حیدر شاہ کیطرح۔۔ مگر وہ مغرور بہت تھا۔۔۔ خوبصورت لڑکیاں اسکی دوست اور گرل فرینڈز تھیں۔۔ وہ خوبصورت تھا اور دولت مند بھی۔۔ یہی اسے مغرور بناتی تھیں۔۔ کہ اسکی پرسنالٹی دیکھ کر لڑکیاں خود بخود اسکی طرف کھینچی چلی آتی تھیں۔۔۔ آج تک اسے کسی نے بھی ریجیکٹ نہیں کیا تھا۔۔ جو اس نے چاہا تھا وہ پالیا تھا۔۔ اب اسکی پڑھائی مکمل ہونے کے بعد ذالان حیدر شاہ اسے بار بار واپس پاکستان آنے کا کہہ رہا تھا۔۔ چار سال کا عرصہ ہو چکا تھا اب وہ لوگ مزید

اس سے دوری برداشت نہیں کر سکتے تھے۔۔۔ مجبوراً زائر زاران شاہ کو ہامی بھرنی پڑی۔۔۔ کیونکہ شانزل اور اسمارا کی شادی کی ڈیٹ فکس ہو گئی تھی اسی لیے اب زائر زاران شاہ کو مجبوراً واپس آنا پڑ رہا تھا ۔۔۔ پوری حویلی میں شادی کی تیاریاں زور و شور سے جاری تھیں۔ پیسہ پانی کی طرح بہایا جا رہا تھا ۔ شادی سے پہلے ہی حویلی میں جمع ہونا شروع ہو گئے تھے۔۔ ملازماؤں کی دوڑیں لگی ہوئی تھیں۔۔ اور ایسے میں وہ لوگ حمیرا بیگم اور اسکی نواسی کو چھوڑ دیں ایسا ممکن تھا؟؟ یہ کیسے ہو سکتا تھا؟ مدیحہ، نادیہ اور آپا صغریٰ انکی بڑی دشمن تھیں۔۔ ایک لمحہ بھی سکون کا انھیں نا رہنے دیتی تھیں۔۔ مگر۔ ہاں صبیحہ شاہ اور ربیعہ شاہ دونوں بہنیں پڑھی لکھی ہونے کے ساتھ ساتھ اچھے اخلاق والی بھی تھیں۔۔۔ ان دونوں بہنوں نے کبھی بھی ان کو طعنہ نہیں دیا تھا اور نا انکا دل دکھایا تھا۔۔۔ اور یہی خوبی صبیحہ کی بیٹی ھدی میں بھی تھی وہ باقی کزنوں سے بہت اچھی لڑکی تھی۔۔ اور اسکا رویہ بھی وفا کیساتھ بہت اچھا تھا۔۔۔۔

اس وقت وہ اپنے چھوٹے سے باغیچے میں کھڑی برش اور کلرز ہاتھوں میں پکڑے وہ کینوس پر رنگ بکھیر رہی تھی۔۔ اس نے "الحکیم" حکمت والا لکھا تھا۔ وہ مسکرائی تھی "الحکیم" ہاں میرا اللہ بڑی حکمت والا ہے۔۔ وک جو بھی کرتا ہے اس میں اللہ کی کوئی نا کوئی حکمت ضرور ہوتی ہے۔۔ اور ہم یہ سمجھتے ہیں کہ ہمارے اللہ نے ساتھ نا انصافی کی ہے۔۔ مگر ہم کم عقل اور کم علم انسان ہیں جو اسکی پوشیدہ حکمت کو نہیں سمجھتے۔۔۔ اس کی مخروطی انگلیوں پر مختلف کلر لگ کر خشک ہو چکے تھے۔۔۔

اب وہ اپنی انگلیاں الحکیم پر پھیر رہی تھی۔۔۔ تبھی ملازمہ وہاں آئی تھی۔۔ بڑی بی بی تمھیں بلا رہی ہیں جلدی سے آجاؤ۔۔ ملازمہ یہ کہہ کر وہاں سے چلی گئی۔۔ وفا حیات الحکیم کی کیلی گرافی کو دیکھتے ہوئے بولی آپ دیکھ رہے ہیں ناں اپنی بندیوں کی حرکتیں!! پھر وہ مسکرائی چلیں آپکی محبت میں میں سب کچھ برداشت کرلوں گی۔۔ آخر کار آپ الحکیم ہیں۔۔ ضرور اس میں بھی آپکی کوئی حکمت پوشیدہ ہے۔۔ اس نے محبت اور احتیاط کیساتھ وہ کیلی گرافی اٹھائی اور اسے اٹھا کر اندر کمرے میں ایک جگہ پر باقی کیلی گرافیز کیساتھ احتیاط سے رکھ دیا۔۔۔ اس نے اپنا اسکارف ٹھیک کر کے پن اپ کیا اور پھر حویلی کے اندرونی حصے کیطرف بڑھ گئی۔۔۔

ہال میں ہی تمام خواتین اور لڑکیاں جمع تھیں۔۔ سامنے ہی مہنگے جوڑے اور جیولری رکھی تھی جسے وہ اب پسند کر رہے تھے۔۔

وفا نے ایک نظر ان سب پر ڈالی اور نادیہ کے پاس آگئی۔۔

آپ نے مجھے بلایا؟؟

نادیہ نے اسے دیکھا اور بولی پوچھ تو ایسے رہی ہو کہ جیسے مجھ پر احسان کر رہی ہو۔۔ کہاں تھی تم صبح سے؟؟

وہ سر جھکا کر بولی جی وہ!! کمرے میں !!!

اور کیا کر رہی تھی کمرے میں؟؟

اب سب خواتین کپڑوں اور جیولری کو چھوڑ کر وفا حیات کو ہی دیکھ رہے تھے۔۔۔

وہ!!میں تیاری کر رہی تھی۔۔۔

نازنین نے وہیں سے لقمہ دیا۔۔بھاگنے کی تیاری!!!

نازنین کی بات پر سب نے ہی قہقہہ لگایا تھا سوائے صبیحہ ربیعہ اور ھدی کے۔۔۔

اہانت کے مارے وفا کا چہرہ سرخ پڑ گیا تھا۔۔

وہ میں پڑھ رہی تھی۔۔میرے فائنل کے ایگزامز ہونے والے ہیں۔۔۔

پڑھ لکھ کر کونسا تم نے تیر مار لینا ہے۔۔بالآخر تم نے ہماری ملازمہ ہی بننا ہے نا!!!صغریٰ آپا نے نفرت سے زہر اگلا تھا۔۔

وفا سر جھکا گئی تھی۔۔اسکی برداشت سے باہر ہو رہا تھا۔۔ تبھی اسکے کانوں میں یہ آیت گونجی """واللہ سریع الحساب""" بے شک اللہ جلد حساب لینے والا ہے۔۔۔

اس بار مدیحہ نے کہا اور یہ اتنے سارے کام کون کرے گا۔؟؟ تیری ماں کرے گی یا پھر تیرا وہ بھگوڑا باپ کرے گا۔۔

لڑکیاں ہنسی تھیں۔۔

وفا کا چہرہ مزید جھک گیا تھا۔۔۔

اتنے سارے کام پڑے ہیں۔۔ کون کرے گا یہ سارے کام؟؟ اور تو اور رات کو زائر بھی آرہا ہے۔۔ حویلی مہمانوں سے بھری ہوئی ہے۔۔ مگر مجال ہے جو یہ مہارانی کوئی کام کرلے !!

ریشم نے وہیں سے ہی ہانک لگائی بائی داوے وفا حیات صاحبہ جب پرچے پر والد کا نام آئیگا تو کیا لکھو گی؟؟ والد کا نام!!! نا معلوم؟؟؟ ریشم نازنین کے ہاتھ پر تالی مار کر ہنس پڑی تھی۔۔

وفا کی آنکھوں میں آنسو چمکے تھے۔۔۔ تبھی ربیعہ کو اس پر ترس آگیا تھا اور اسے وہاں سے ہٹانا چاہا۔۔

جاؤ بیٹا جاکر زائر کا کمرہ صاف کردو۔۔ رات کو زائر آنے والا ہے۔۔ کمرے کی چابی سکینہ سے لے لینا۔۔

وفا نے جھکے سر کیساتھ کہا جی!! اور وہاں سے چلی گئی۔۔

کونے میں آکر اسکے رکے ہوئے آنسو بہہ نکلے تھے۔۔ وہ پھوٹ پھوٹ کر رو پڑی تھی۔۔۔

تھوڑی دیر رونے کے بعد اس نے اسکارف سے اپنا چہرہ تھپتھپا کر اپنے آنسو صاف کیے اور خود کو نارمل ظاہر کرتی وہ کچن میں چلی آئی۔ جہاں پر اسکی نانی جان باقی ملازموں کیساتھ کھانا بنا رہی تھی۔۔ وفا کو کچن میں دیکھ کر وہ بولی۔۔ تم یہاں کیوں آئی ہو بیٹی؟؟ جاؤ کر پڑھو۔۔ کل تمھارا پیپر ہے ناں؟؟

وہ نانو نادیہ بی بی نے زائر صاحب کا کمرہ صاف کرنے کا کہا ہے۔۔

میں کرلونگی بیٹا تم جاؤ جاکر پڑھو۔۔

وفا نے محبت سے اپنی نانی جان کا ہاتھ پکڑ کر اسے محبت سے چومتے ہوئے مسکرا کر بولی نانی جان میں کر لونگی۔۔ آپ پریشان نا ہوں۔۔ ٹھیک ہے ؟؟؟ وہ اپنی نانی جان کا ہاتھ تھپک کر مسکرا کر بولی۔۔ وہ اپنی نانی کو مطمئن کر کے سکینہ سے چابی لیکر زائر زاران شاہ کے کمرے میں آئی اور اسکا کمرہ صاف کرنے لگی۔۔۔

وہ صفائی سے فارغ ہوئی تو مدیحہ، نادیہ، اور آپا صغریٰ نے اسے دوسرے کاموں لگا دیا۔۔ تاکہ وہ پڑھائی نا کر سکے۔۔۔ اتنی نفرت ؟؟

ہاں اسی لیے کہ وہ ہر بار پوزیشن لیکر انکے نالائق بچوں سے آگے نکل جاتی تھی۔۔

وہ تمام کاموں سے فارغ ہوئی تو ریشم نے اسے اپنا ایک مہنگا ڈریس دیتے ہوئے کہا کہ وہ اسے جلدی پریس کر کے دے۔۔ کیونکہ وہ لوگ زائر زاران شاہ کو ائیر پورٹ سے لینے جا رہے ہیں۔۔۔ نازنین وہیں صوفے پر ہی لیٹی بولی او ئے !! اسکے بعد میرے لیے ایک کپ چائے کا بنا کر لے آنا۔۔۔

وفا خاموشی سے ریشم کا ڈریس لیکر وہاں سے چلی گئی۔۔ ڈریس استری کرنے کے بعد وہ نازنین کیلئے چائے بنا کر لے آئی تھی۔۔ چائے نازنین کو پکڑائی۔۔ اسکے ہاتھ سے وہ گرم چائے کا کپ لیتے ہی نازنین نے وہ کپ غصے سے پھینک دیا تھا جس سے گرم چائے آدھی پاس کھڑی وفا حیات کے پاؤں پر جا گری تھی۔۔ میں نے کب سے کہا تھا تمھیں چائے بنانے کو ؟؟ تم ابھی لیکر آئی ہو۔۔ جاؤ جا کر اب یہ چائے اپنی بد کردار ماں کو پلاؤ۔۔ نازنین یہ کہتی ہوئی وہاں سے اٹھ کر اپنے کمرے کیطرف چلی گئی۔۔

اتنی تکلیف تو پاؤں پر گری اس گرم چائے سے بھی نہیں ہوئی تھی جتنی نازنین کے الفاظوں سے ہوئی تھی۔۔۔ اسکی دائیں پاؤں کی انگلیاں بری طرح سے جل گئی تھیں۔۔۔ سفید انگلیاں اب سرخ ہو گئی تھیں۔۔

اسلام علیکم

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں۔ تو

www.kitabnagri.xyz آن لائن ویب سائٹ آپ کو پلیٹ فارم فراہم کر رہی ہے۔

اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، ارٹیکل یا شاعری پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو

ابھی ای میل کریں۔

logicalmoez@gmail.com

Kitab Nagri

آپ ہمارے فیس بک پیج اور ای میل کے ذریعے رابطہ کر سکتے ہیں۔

Fb/Pg/Kitab Nagri

logicalmoez@gmail.com

whatsapp _ 0319 8276205

وہ کچھ دیر تک یونہی سر جھکائے کھڑی رہی۔۔ اسکی آنکھیں آنسوؤں سے دھندلا رہی تھیں۔۔ ضبط سے اسکا چہرہ سرخ پڑ گیا تھا۔۔۔ وہ کچن میں آکر بیسن پر سر جھکائے رو رہی تھی۔۔ اسکے آنسو بیسن پر گر رہے تھے۔۔ اتنی بے عزتی؟؟ اتنی ذلت؟؟؟ وہ کافی دیر تک یونہی سر جھکائے روتی رہی۔۔ وہ نانی جان کے سامنے رونا نہیں چاہتی تھی کیوں کہ اسکی نانی کو دکھ ہوگا۔۔

اسی لیے وہ اپنے سارے آنسو یہیں بہا دینا چاہتی تھی۔۔ وہ دل کھول کر روئی پھر نل کھول کر وہ اپنا چہرہ دھونے لگی۔۔

زاران، زالان، فیصل، اور شانزل زائر کو ائیر پورٹ سے پک کرنے گئے تھے۔۔ زائر ان چاروں سے گرم جوشی سے ملا تھا۔۔ راستے میں اس نے سب گنت والوں کے متعلق پوچھا تھا۔۔۔

سب خواتین، مرد حضرات، اور لڑکیاں تیار تھے۔۔ اور بے چینی سے دروازے پر کھڑے زائر زاران حیدر شاہ کا انتظار کر رہے تھے۔۔ ملازماؤں کے ہاتھوں میں گلاب کے پھولوں کی پتیوں سے بھری پلیٹیں تھیں۔۔

وفا نے شکوہ کناں نگاہوں سے ان سب کو دیکھا تھا اور پھر سرونٹ کوارٹر کیطرف بڑھ گئی۔۔ آج پوری رات اسے جاگ کر پڑھنا تھا کیونکہ آج کا سارا وقت ان لوگوں نے جان بوجھ کر برباد کر دیا تھا۔۔۔

زائر زاران شاہ جونہی حویلی میں داخل ہوا تو اس کا شاندار استقبال کیا گیا۔۔ گلاب کی پتیاں اس پر نچھاور کر کے اسے ویلکم کیا گیا۔۔ زائر سب سے پہلے ربیعہ شاہ کے گلے لگا تھا۔۔ جو اسکے آمد پر خوشی سے

رو رہی تھی۔۔ اور زائر شاہ اسے محبت سے اپنی باہوں کے حلقے میں لیے اسے چپ کروا رہا تھا۔۔۔ پھر اسکے بعد وہ صبیحہ اور باقی سب سے باری باری ملا۔۔۔

وہ کافی تھک چکا تھا اور ربیعہ شاہ کے کہنے پر ہی وہ آرام کرنے اپنے کمرے میں چلا آیا تھا۔۔۔

زائر زاران حیدر شاہ کو دیکھتے ہی نازنین، ریشم اور زینش کا سکون غارت ہو گیا تھا وہ تو پہلی ہی نظر میں اپنا دل ہار بیٹھی تھیں۔۔۔

ساری رات وہ پڑھتی رہی تھی یہی وجہ تھی کہ وہ سوئی بھی نا تھی۔۔ آنکھیں نیند سے بوجھل ہو رہی تھیں۔۔ وہ جلدی سے یونیورسٹی کیلئے تیار ہوئی اچھی طرح اپنا اسکارف سیٹ کیا۔۔ نانی جان نے جلدی سے ناشتہ دیا اس نے دیر ہونے کی وجہ سے دو تین لقمے لیے اور بیگ لیکر وہ نانی کے گلے لگتے ہوئے بولی نانی جان آپ میرے لیے دعا کیجئے گا۔۔ کہ میرا پیپر اچھا ہو۔۔

انشاءاللہ میری بچی۔۔۔ اللہ تمھیں تمھاری محنت کا خوب صلہ دے گا۔۔

نانی جان نے اسکے سر پر محبت سے بوسہ دیا۔۔ جاؤ بیٹا اللہ کی امان میں !!!

وہ اپنی نانی کیساتھ باہر نکلی تھی تبھی آپا صغریٰ نے ان دونوں کو راستہ روک لیا۔۔

اوہ بی بی یہ صبح صبح تیار شیار ہو کر کدھر جا رہی ہو؟؟

وہ بڑی بیگم صاحبہ آج میری نواسی کا پرچہ ہے۔۔

تو پھر؟؟ حویلی کے سینکڑوں کام ہیں کون کرے گا وہ؟؟ شادی والا گھر ہے۔۔ اتنے سارے مہمان آئے ہوئے ہیں۔ ناشتہ کھانا کون بنائے گا؟؟ تم کہیں بھی نہیں جارہی!! چلو رکھو یہ سب اور آ کر کام میں ہاتھ بٹاؤ۔۔

وفا نے اپنی نانی کو دیکھا۔۔۔

حمیرا بیگم جلدی سے آپا صغریٰ کے پاس آئی اور اسکے آگے ہاتھ جوڑتے ہوئے بولی۔۔ بڑی بیگم صاحبہ اسے جانے دیں۔۔ آج اسکا پرچہ ہے۔۔ اس نے بہت محنت کی ہے۔۔ اگر آج یہ نا گئی تو اسکی ساری محنت برباد ہو جائے گی۔۔ اللہ کا واسطہ ہے بیگم صاحبہ۔۔ اسے جانے دیں۔۔ میں سارے کام کر لوں گی۔۔ اسے بس جانے دیں۔۔

آپا صغریٰ نے نخوت سے وفا کو دیکھا اور بولی پڑھ لکھ کر کیا کر لے گی؟ وہی ہماری نوکری ہی کرے گی ناں؟؟ وہ حقارت سے سر جھکائے کھڑی وفا کو دیکھتے ہوئے بولی جیسی ماں ویسی بیٹی۔۔۔ ہونہہ!! آپا صغریٰ بڑبڑاتی ہوئی وہاں سے چلی گئی۔۔۔

نانی جان نے محبت سے اسکے سر پر ہاتھ رکھا اور بولی جاؤ بیٹا!! جا کر اچھے سے پرچہ دینا تمھاری نانی کی دعائیں تمھارے ساتھ ہیں۔۔ نانی اسے دعائیں دیتی حویلی کے اندر والے حصے کیطرف بڑھ گئی تھی

وہ جو کب سے سر جھکائے کھڑی تھی نانی جان کے جانے کے بعد اس نے اپنا سر اٹھایا۔۔ آنکھوں میں آنسوؤں کے بھرنے کیوجہ سے اسکی آنکھیں دھندلا گئی تھیں۔۔

آخر کب تک نانی جان ان ظالم اور بے حس لوگوں کے سامنے میرے لیے منتیں کرتی رہیں گی۔؟۔۔

دو آنسو آنکھوں سے نکل کر اسکے گالوں پر لڑھک گئے تھے۔۔ اس نے جلدی سے صاف کر دیا تھا۔۔۔ اس سے وہ منظر بھولا ہی نہیں جا رہا تھا جب اسکی بوڑھی نانی اس ظالم آپا صغریٰ کے سامنے اسکے لیے ہاتھ جوڑے کھڑی تھی۔۔ ضبط کہ انتہاء ہی تو تھی۔۔ اس نے اپنا دایاں پاؤں جس کی انگلیوں پر کل رات نازنین نے گرم چائے گرائی تھی اور اس پر آبلے پڑ چکے تھے۔۔ وہ پاؤں اس نے پوری قوت کیساتھ سامنے پڑے بڑے سے پتھر پر ٹھوکر دے ماری تھی۔۔ جس کی وجہ سے ان زخمی انگلیوں سے خون ابل پڑا تھا۔۔ اور اسکا جوتا رنگین کر رہا تھا۔۔ مگر یہ تکلیف تو کچھ بھی نا تھی ان لوگوں کی ہر روز دی ہوئی تکلیفوں کے آگے۔۔۔ وہ آگے بڑھ گئی تھی۔۔ گیٹ پر زالان حیدر شاہ جو کہ باہر سے جاگنگ کر کے واپس حویلی میں داخل ہو رہا تھا اسکی انگلیوں سے بہتا خون دیکھ کر بولا ارے بیٹا یہ تمھیں پاؤں پر کیا ہوا ہے؟؟

وہ جلدی سے بولی کچھ نہیں صاحب۔۔ بس ٹھوکر لگ گئی تھی۔۔

تو بیٹا جا کر پٹی کرالو خون بہت بہہ رہا ہے وہ پریشانی سے بولا تھا۔۔ نا جانے اسکا خون دیکھ کر اسے کیوں تکلیف ہو رہی تھی۔۔؟

وہ نم آنکھوں سے اذیت سے مسکرا کر بولی تھی کچھ نہیں ہوتا صاحب!! ہم سخت جان ہیں۔۔ اتنی جلدی نہیں مرتے۔۔ یہ کہہ کر وفا حیات گیٹ پار کر گئی۔۔

ذالان حیدر شاہ کی نگاہوں نے دور تک اسکا پیچھا کیا تھا نا جانے کیوں اسے یوں تکلیف میں دیکھ کر اسے بھی تکلیف محسوس ہوئی تھی۔۔ پھر وہ سر جھٹک کر اندر کی طرف بڑھ گیا۔۔۔

زائر زاران شاہ گھڑ سواری کا بے حد شوقین تھا۔۔ اسکے اسی شوق کو مد نظر رکھتے ہوئے زالان حیدر شاہ نے اپنے لاڈلے کیلئے ایک اصطبل بنوایا تھا جہاں پر اعلیٰ نسل کے قیمتی گھوڑے بندھے ہوئے تھے۔۔ جنکی خاص دیکھ بھال کی جاتی تھی۔۔

زائر زاران شاہ جب اپنا آرام مکمل کیا تو ذالان حیدر اسے اصطبل لے آیا تھا۔۔ وہ بڑی دلچسپی سے ان اعلیٰ نسل کے گھوڑوں کو دیکھ رہا تھا۔۔ پھر اس نے ایک کالے رنگ کا گھوڑا پسند کیا اور اس پر بیٹھ کر وہ گراؤنڈ میں گھوڑا دوڑانے لگا۔۔ زائر کو اس طرح خوش دیکھ کر ذالان حیدر شاہ کے ہونٹوں پر بھی مسکراہٹ دوڑ گئی تھی۔۔۔

ناشتہ اس نے پوری فیملی کیساتھ ہی ایک ٹیبل پر بیٹھ کر کیا تھا۔۔ پھر وہ تیار ہو کر رمل، فضیل، اور شانزل کیساتھ گھومنے نکل گیا۔

وہ اپنی رائے پیش کر رہا تھا۔۔ یہ پاکسان تو بہت بدل گیا ہے یار!! زائر سڑکوں کو دیکھتے ہوئے کہہ رہا تھا ۔۔ شانزل نے مسکراتے ہوئے کہا ہاں بھئی ہمارا پاکستان کافی ترقی کر چکا ہے۔۔

اس نے اپنے ساتھ اپنا کیمرہ بھی لے رکھا تھا اسے جو منظر خوبصورت لگ رہا تھا وہ اسے اپنے کیمرے کی آنکھ میں قید کر رہا تھا۔۔۔ کافی دیر تک وہ لوگ گھومتے رہے تھے اور پھر واپس حویلی اگئے۔۔۔

زائر کو ادھر آئے تین دن ہو چکے تھے۔

ان تین دنوں میں اسکا وفا سے سامنا نہیں ہوا تھا۔۔ کیونکہ اس دن کے بعد وفا وہاں نہیں گیا تھا۔۔ اگر کوئی اسے کام کے لیے بلاتا تو نانی جان انھیں کہہ دیتی کہ وفا کے پاؤں میں تکلیف ہے۔ اور پھر وہ کام خود جا کر کر لیتی۔۔ مگر وفا کو ادھر نا بھیجا۔۔ اسی لیے تا کہ وہ پڑھائی کر سکے۔۔۔ مگر کب تک اسے بچاتی پھر بھی ان عورتوں نے اسے بلوا ہی لیا۔۔ وفا کے تمام پیپرز ہی اچھے جا رہے تھے۔ جس پر وہ بے حد خوش تھی۔۔

آج رات اسمارا کا مایوں تھا۔۔۔ نانی جان وہیں حویلی کے کاموں میں مصروف تھی۔۔ اس نے وفا کو سختی سے منع کر دیا تھا کہ وہ کسی کے بھی بلانے پر حویلی میں نا آئے۔۔ بس اپنی پڑھائی پر دھیان دے۔۔۔ کونکہ وہ جانتی تھی کہ یہاں کے لوگ اسکی نواسی کو سوائے ذلیل کرنے کے اور کچھ نہیں کرتے۔۔ وہ نہیں چاہتی تھی کہ اسکی نواسی کو تکلیف پہنچے۔۔۔ یا پھر اسکی آنکھوں میں آنسو آئیں۔۔۔۔

فاریہ آپا صغریٰ کی دور کی رشتہ دار تھی۔۔ وہ بھی اپنے شوہر اور بیٹے ارصم کیساتھ شادی میں شرکت کرنے آئی تھی۔۔ اسکا اکلوتا بیٹا ارصم بہت خوبصورت اور خوش اخلاق لڑکا تھا۔۔ غرور نام کی کوئی چیز

اس میں نا تھا۔۔ حالانکہ وہ دولت مند ہونے کیساتھ ساتھ خوبصورت بھی تھا۔۔ پھر بھی غرور اسے چھو کر بھی ن گزرا تھا۔۔۔

فاریہ ایک دولت مند شخص کی بیوی تھی مگر پھر بھی اس میں غرور و تکبر نام کی کوئی چیز نا تھی۔۔ وہ ایک پڑھی لکھی اور سادہ سی عورت تھی۔۔ وہ ایک اچھی خاتون تھی۔۔ اس نے اپنے بیٹے کی تربیت بھی بہت اچھے طریقے سے کی تھی۔۔ اور اب وہ اپنے بیٹے کے لیے کوئی اچھی سی لڑکی ڈھونڈ رہی تھی

وفا دوپہر کی نماز پڑھنے کے بعد کلرز اور برش لیکر کر اس چھوٹے سے باغیچے میں چلی آئی۔۔ موسم بہت ہی اچھا تھا۔۔ آسمان پر ہلکے ہلکے بادل چھائے ہوئے تھی اور ٹھنڈی ہوا بھی چل رہی تھی۔۔ وہ اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے """ الودود """ پینٹ کر رہی تھی۔۔ اسکی مخروطی انگلیاں کینوس پر رنگ بکھیر رہی تھیں۔۔ """"الودود""" بہت محبت کرنے والا !!!

وہ اس سے مخاطب تھی آپکو پتہ ہے! آج میرا پیپر بہت ہی اچھا ہوا تھا۔۔ میں بہت خوش ہوں۔۔ بس کچھ وقت اور۔۔۔ پھر میں اپنے پاؤں پر کھڑی ہو جاؤں گی۔۔ میرے پیارے اللہ یہ میرے لیے صبر کا پھل ہے۔۔ اور انشاء اللہ میرے صبر کا پھل میٹھا ہی ہو گا۔۔۔۔

پینٹنگ مکمل کرنے کے بعد اب وہ برش کا پچھلا حصہ دانتوں میں دبائے ایک ہاتھ میں کلرز پکڑے وہ اپنی بنائی گئی پینٹنگ کو بڑے انہاک سے دیکھ رہی تھی۔۔ """الودود""" بہت محبت کرنے والا """ وہ یہ

کہہ کر دل سے مسکرائی تھی اور اسکے ہوں مسکرانے سے اسکے گالوں پر پڑتے ڈمپل واضح ہوئے تھے۔۔ اور یہ دلکش منظر یہاں سے گزرتے زائرزاران حیدر شاہ نے اپنے کیمرے کی آنکھ میں قید کر لیا تھا۔۔ کوئی اور بھی تھا جو ٹیرس پر کھڑا کب سے دلچسپ نگاہوں سے اس لڑکی کو دیکھ رہا تھا اس نے اپنے موبائل کے کیمرے میں یہ منظر قید کر لیا تھا۔۔ ارصم کو ماں نے بلایا تو وہ وہاں سے ہٹ گیا۔۔۔

البتہ زائرزاران حیدر شاہ وفا کیطرف بڑھ گیا تھا۔۔۔

آہٹ سن کر وفا چونکی تھی اور جب دیکھا تو سامنے زائرزاران شاہ کیمرہ ہاتھ میں پکڑے اسکی بنائی گئی پینٹنگ دلچسپ نگاہوں سے دیکھ رہا تھا۔۔۔

بہت خوبصورت!! مجھے خوبصورت چیزیں بہت پسند ہیں۔۔۔

وفا اسے دیکھ کر تیکھے چتونوں سے بولی۔۔۔ کون ہیں آپ؟؟ آپکا تعارف؟؟؟ یوں بنا اجازت یہاں کیسے آگئے ہیں آپ؟؟؟

وہ سر ہلاتے ہوئے بولا گڈ سوئسکچین!! میں کون ہوں؟؟ تو چلو پھر میں اپنا تعارف کرواتا ہوں۔۔ مائے نیم از زائرزاران حیدر شاہ! شاہ فیملی کا سپوت! اس حویلی کا وارث!! البتہ یہی سوال مجھے تم سے پوچھنا چاہیے تھا۔۔ تم غالباً سرونٹ ہو۔۔ اسی لیے سرونٹ کوارٹر میں کھڑی ہو۔۔ بٹ آئی ایم سرپرائزڈ یار!! کہ کوئی سرونٹ ادھر پڑھا لکھا بھی ہو سکتا ہے؟؟ اور دیکھو تو سہی موم ڈیڈ نے سرونٹس کو بھی اتنی کھلی چھوٹ دے رکھی ہے کہ اب وہ مالکوں سے سوال جواب کرنے لگے ہیں۔۔۔

وفا جلدی سے بولی آئی ایم سوری میں نے آپ کو پہچانا نہیں تھا۔۔۔

ہاں یہی تو بات ہے کہ تھوڑا سا پڑھ لکھ کیا لیا کہ تم لوگ خود کو ساتویں آسمان پر سمجھنے لگتے ہو۔۔۔ گر جتنا بھی تم سرونٹس پڑھ لکھ لو مگر پھر بھی رہو گے تو سرونٹس ہی نا!!!!

اسلام علیکم

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں۔ تو

www.kitabnagri.xyz آن لائن ویب سائٹ آپ کو پلیٹ فارم فراہم کر رہی ہے۔

اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، ارٹیکل یا شاعری پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو

ابھی ای میل کریں۔

logicalmoez@gmail.com

Kitab Nagri

آپ ہمارے فیس بک پیج اور ای میل کے ذریعے رابطہ کر سکتے ہیں۔

Fb/Pg/Kitab Nagri

logicalmoez@gmail.com

whatsapp _ 0319 8276205

زائر گویا اسکا مذاق اڑا رہا تھا۔۔ اتنا پڑھا لکھا انسان اور اتنی چھوٹی سوچ؟؟ اہانت کے مارے وفا کا چہرہ سرخ ہو گیا تھا۔۔ بالآخر ضبط کی حدوں کو چھوتے ہوئے اس نے اسے جواب دینا ضروری سمجھا تھا۔۔ آپ کو کوئی حق نہیں پہنچتا کہ آپ کسی کا یوں مذاق اڑائیں۔۔ ہم سرونٹس ہیں۔۔ مگر اسکا یہ مطلب نہیں کہ ہماری کوئی عزت نہیں یا پھر آپ ہماری عزت کی دھجیاں اڑائیں۔۔ ہمارے پاس بھی کوئی عزت نفس نامی چیز ہوتی ہے۔۔

یہ کہہ کر وفا نے اپنے کلرز سمیٹے اور اپنی ڈرائیونگ لیکر وہاں سے اپنے کمرے میں چلی گئی۔۔۔

زائر زاران حیدر شاہ خود سے گویا ہوا۔۔۔ سیریسلی!!!؟ ایک سرونٹ ہو ایسا بی ہیویر؟؟ زائر کو تو وفا پر اور اسکے ایٹیٹیوڈ پر غصہ ہی آ گیا تھا۔۔ کہ ایک ملازمہ اسے اتنا کچھ سنا کر جا چکی تھی۔۔۔ آئی ول سی یو سرونٹ؟؟ میں تمھیں دیکھ لوں گا۔۔ یہ کہہ کر زائر بھی اندر کیطرف بڑھ گیا۔۔۔

ارصم کی نگاہیں حویلی کی لڑکیوں میں سے وفا کو ڈھونڈ رہی تھیں۔۔ مگر وہ اسے کہیں بھی نظر نا آئی۔۔ اسکے تمام پیپرز بہت ہی اچھے گئے تھے۔۔۔ اب وہ مطمئن تھی۔۔ اسکی نانی جان اکیلے ہی حویلی کے سارے کام کر رہی تھی۔۔ اس نے سوچا کہ جا کر اپنی بوڑھی نانی کی ہیلپ کرے۔۔ ویسے بھی اب وہ فارغ تھی۔۔ پوری حویلی کو برقی قمقموں اور خوبصورت پھولوں سے سجایا گیا تھا۔۔ تمام خواتین نے رسم کی مناسبت سے یلو رنگ کے سوٹ زیب تن کر رکھے تھے۔۔ اسمارا پھولوں سے لدے پھدے جھولے پر بیٹھی تھی اور خواتین اسکی رسم ادا کر رہی تھیں۔۔ باقی لڑکیاں نیچے بیٹھی ڈھولکی بجا رہی

تھیں۔۔ اور کئی ایک گا بھی رہی تھیں۔۔ تمام مرد حضرات بیٹھک میں موجود تھے۔۔ لڑکوں نے سفید کلف لگے کپڑے پہنے ہوئے تھے۔۔ مگر زائر زاران شاہ نے یہ کہہ کر سفید سوٹ پہننے سے انکار کر دیا کہ اسے یہ سفید یونیفارم پہننے کا کوئی شوق نہیں ہے۔۔۔ اس نے کالے رنگ کی شلوار قمیض زیب تن کی تھی جس میں اسکی شخصیت سب میں نمایاں ہو رہی تھی اور وہ کلر اس پر خوب جچ بھی رہا تھا۔۔

وفا اپنی نانی جان کیساتھ ہاتھ بٹا رہی تھی۔۔ تبھی آپا صغریٰ نے اسے چائے بنانے کا حکم دیا۔۔ فاریہ کی نگاہیں کب سے کام کرتی وفا حیات پر تھیں۔۔ وہ اسکا بغور جائزہ لے رہی تھی۔۔ اسے یہ سیدھی سادی معصوم سی لڑکی اپنے ہینڈسم بیٹے ارصم کیلئے بہت پسند آئی تھی۔۔

تھوڑی دیر بعد ارصم بھی وہاں چلا آیا تھا۔۔ آپا صغریٰ کی نگاہیں تو اسی پر ہی جمی تھیں۔۔ اسکی یہ خواہش تھی کہ اسکی بیٹی ریشم کی شادی یا تو زائر زاران شاہ سے ہو یا پھر ارصم سے یہ دونوں ہی خاندان کے سب سے اچھے اور خوبصورت لڑکے تھے۔۔ دونوں ہی باہر سے پڑھ کر آئے تھے۔۔ آپا صغریٰ نے محبت سے ارصم کو اپنے پاس بلایا ارصم بیٹا ادھر آؤ میرے پاس آکر بیٹھو۔۔ جی!! ارصم مسکراتا ہوا آپا صغریٰ کے پاس بیٹھ گیا۔۔۔

کیسے ہو بیٹا؟؟؟

جی الحمدللہ بالکل ٹھیک ہوں۔۔۔

بڑے عرصے بعد یہاں آئے ہونا؟؟ آخری بار تم تب یہاں آئے تھے جب فیصل کی شادی ہوئی تھی۔۔ چار سال ہو گئے ہیں اور اب تم نے یہاں کا چکر لگایا ہے۔۔۔

وہ مسکرایا جی آنٹی۔۔ بس مصروفیات کی وجہ سے ٹائم نہیں پاتا۔۔

کیا کر رہے ہو آج کل؟؟

جی پڑھائی مکمل کرنے کے بعد اب پاپا کا بزنس سنبھال رہا ہوں۔۔۔

ماشاءاللہ ماشاءاللہ۔۔۔ آپا صغریٰ کیساتھ باقی سب خواتین نے بھی ارصم کو سراہا تھا۔۔۔

فاریہ مسکرا رہی تھی۔۔۔ آپا میں نا ارصم کیلئے دلہن ڈھونڈ رہی ہوں۔۔

یہ سنتے ہی زینش، ریشم اور نازنین کی نگاہیں ارصم کیطرف اٹھی تھیں۔۔۔ اور ارصم کی نگاہوں کے سامنے وفا کا معصوم سا چہرہ گھوم گیا تھا۔۔ وہ تصور میں ہی اسے سوچ کر مسکرایا۔۔۔

بھئی یہ تو بہت ہی خوشی کی بات ہے۔۔ اللہ سب کے نصیب اچھے کرے۔۔ سبھی نے آمین کہا تھا۔۔۔

تبھی وفا چائے کی ٹرے لیے وہاں آئی تھی۔۔ اور باری باری سب کو چائے کے کپ پکڑانے لگی۔۔

فاریہ کی نگاہیں اسی پر جمی تھیں۔۔۔ اسکارف کو اس نے اچھی طرح سے لپیٹ رکھا تھا۔۔ ارصم کی نگاہیں تو وہیں ہی اٹک گئی تھیں۔۔ ابھی ہی وہ اسی لڑکی کو سوچ رہا تھا۔۔۔

آپا صغریٰ کو چائے کا کپ پکڑانے کے بعد اب وہ فاریہ کو چائے کا کپ پکڑا رہی تھی فاریہ نے مسکراتے ہوئے اس کے ہاتھ سے چائے کا کپ لیتے ہوئے کہا شکریہ بیٹا!!!! پھر وہ آپا صغریٰ سے بولی آپا یہ پیاری سی بچی کون ہے ؟؟؟؟ پہلے تو نہیں دیکھا اسے ؟؟؟

آپا صغریٰ نفرت سے پھنکاری تھی۔۔ آمنہ کی بیٹی ہے۔۔۔۔

کون آمنہ ؟؟؟ فاریہ نے پوچھا تو مدیحہ نے کہا وہی بڑی بی کی بیٹی آمنہ !!! جو حویلی سے منہ اندھیرے بھاگ گئی تھی اور پھر جب منہ کالا کر کے واپس آئی تو اسکے ساتھ ایک ناجائز بچی بھی تھی۔۔ جو ابھی تمھارے سامنے کھڑی ہے۔۔

ارصم کی نگاہیں وفا کے چہرے پر ٹکی تھیں۔۔۔ جو چائے کا کپ اسے پکڑا رہی تھی۔۔ سیڑھیوں سے اترتے ہوئے زائر زاران حیدر شاہ نے بھی مدیحہ کی یہ ساری بات سنی تھی۔۔ اتنے سارے لوگوں کی موجودگی میں یہ سب الفاظ وفا کو زوردار تھپڑ کیطرح لگے تھے۔۔۔

وفا کا ہاتھ لرزا تھا۔۔ اور اسکے ہاتھ سے کپ چھوٹ گیا۔۔ ارصم چلتی سے پیچھے کو ہوا تھا اور بے اختیار وفا سے بولا تھا۔۔۔ بی کیئر فلی!!!۔۔۔

گرم گرم چائے آدھی اسکے پہلے ہی جلے ہوئے زخمی پاؤں پر گری تھی۔۔ اور کچھ چھینٹے ارصم کے کپڑوں پر بھی گرے تھے۔۔۔ ارصم نے پریشانی سے کہا آپ ٹھیک تو ہیں ؟؟

وفا کی آنکھیں دھندلا گئی تھیں۔۔ سر اٹھا کر ارصم کو دیکھا۔۔ ارصم تو وہیں بت سا بن گیا تھا۔۔ اسکی بڑی بڑی خوبصورت سی آنکھیں پانی سے لبالب بھری ہوئی تھیں۔۔ وہ تو ان آنکھوں میں ہی کھو گیا تھا ۔۔ ارصم کے دل کو کچھ ہوا تھا۔۔

سب ارصم کیلیئے پریشان ہو گئے تھے۔۔ آپا صغریٰ نے پریشانی سے کہا بیٹا تم ٹھیک تو ہو؟؟

ارصم جلدی سے بولا تھا۔۔ جی جی آنٹی آئی ایم فائن!! بٹ ان سے تو پوچھ لیں۔۔ شاید وہ ہرٹ ہوئی ہیں۔

آپا صغریٰ نے غصے سے کہا دھیان کہاں ہے تمھارا ہاں؟؟ ایک کام کا کہا تھا وہ بھی ڈھنگ سے کرنے نہیں آیا!! کم بخت صرف حرام کے لقمے ہی توڑتی رہنا۔۔ جاؤ دفع ہو جاؤ یہاں سے اپنی یہ منحوس شکل گم کرو یہاں سے۔۔۔۔

ضبط سے اسکا چہرہ سرخ ہو گیا تھا۔۔ فاریہ اور ارصم کو بہت دکھ ہوا تھا۔۔ وہ وہاں سے کچن کیطرف بھاگی تھی۔۔ ارصم کا دل بے چین ہوا تھا۔۔ اس نے اسکا زخمی پاؤں دیکھ لیا تھا۔۔

تبھی وہ کچھ سوچ کر اٹھا اور ان سے بولا میں یہ اپنا ڈریس واش کر کے آتا ہوں۔۔

ٹھیک ہے بیٹا۔۔۔

ارصم کچن کیطرف بڑھ گیا تھا۔۔

آپا صغریٰ نے زائر کو بلا کر اپنے پاس بٹھالیا تھا۔۔۔ زائر زاران شاہ نے گردن موڑ کر دیکھا تھا وہ ساری لڑکیوں کی نگاہوں کا مرکز بنا ہوا تھا۔۔ وہ مسکرایا۔۔ ایسا ہی تو ہوتا تھا۔۔ وہ جہاں بھی جاتا تھا لوگوں کی توجو کو اپنی طرف کھینچ لیتا تھا۔۔ اور اپنی اسی خوبصورتی پر اسے غرور تھا۔۔

وہ کچن میں آکر بیسن پر سر جھکائے پھوٹ پھوٹ کر رو پڑی تھی۔۔۔ آنسو زار و قطار بہہ رہے تھے۔۔ پاؤں میں جلن بڑھ گئی تھی۔۔ مگر یہ درد تو اس تکلیف کے آگے کچھ بھی نا تھا۔۔ جو یہ لوگ اسے ہر روز پہنچاتے تھے۔۔

ارصم دروازے پر ہی رک گیا تھا۔۔ اسے یوں روتا دیکھ کر اسے بے حد تکلیف ہوئی تھی۔۔ وہ بے چین ہوا اور آگے بڑھ کر وفا کے پاس آیا۔۔ آئی ایم رئیلی ویری سوری!! آپ میری وجہ سے ہرٹ ہوئیں۔۔ میں بہت شرمندہ ہوں کہ میں آپکی اس تکلیف کی وجہ بنا۔۔۔ آئی ایم سوری۔۔

روتی ہوئی وفا ارصم کی آواز سن کر چونک کر پلٹی اور اپنے پیچھے اس نے ارصم کو کھڑا پایا۔۔ وہ سرخ آنکھوں اور سرخ چہرے سے ارصم کو دیکھنے لگی۔۔

ارصم کو بے حد افسوس ہوا تھا۔۔ آئی ایم سوری اگین۔۔ میں نے پا کو ہرٹ کیا۔۔۔ اسکی نظر اسکے زخمی پاؤں پر پڑی تو وہ جلدی سے بولا اوہ مائی گاڈ!!! آپکا پاؤں تو بہت زخمی ہو چکا ہے۔ آپ آئیں میرے ساتھ۔۔ میں آپ کو ہاسپٹل لے چلتا ہوں۔۔۔

اسکی کوئی ضرورت نہیں ہے میں ٹھیک ہوں۔۔۔

بٹ آپکا زخم !!!

وہ اپنا لہجہ سخت کرتے ہوئے بولی میں نے کہا ہے نا کہ میں ٹھیک ہوں۔۔۔

لیکن آپکا پاؤں ؟؟

پلیز جائیں یہاں سے۔۔۔ وہ درشتگی سے بولی۔۔۔۔

اوکے !! اوکے !! میں جاتا ہوں آپ ناراض نا ہوں۔۔ بٹ پلیز آپ اسکی پٹی کر دینا۔۔ وگرنہ زخم خراب ہو جائے گا۔۔۔۔۔

ارصم وہاں سے چلا گیا تو ایک بار پھر وہ پھوٹ پھوٹ کر رو پڑی تھی۔۔۔۔ اس نے کمرے میں آکر اپنے زخم کی مرہم پٹی کی تھی۔۔ پھر دوبارہ وہ حویلی نا گئی۔۔

ارصم اسکی طرف سے بہت فکر مند رہا تھا ساری رات وہ بے چین رہا تھا۔

فاریہ نے باتوں باتوں میں ربیعہ شاہ سے وفا کے متعلق تمام معلومات حاصل کی تھیں۔۔ کہ وہ جلد ہی ڈاکٹر بن جائے گی۔۔

وفا کے بارے میں یہ سب سن کر اسے ایک فخر سا ہوا تھا۔۔ ہاں وفا جیسی لڑکی ہی اسکے بیٹے ارصم کیلئے بیسٹ تھی۔۔ اسے ایسی ہی بہو چاہیے تھی۔۔ وہ گندے زہن والی خاتون نہیں تھی۔۔ ل وہ ان سب میں نہیں پڑتی تھی کہ وہ کیا ہے؟ کس کی بیٹی ہے؟ اسکی ماں نے کیا کیا تھا؟؟ وہ ایک اچھی خاتون تھی۔۔ جو امیر و غریب میں فرق نہیں کرتی تھی۔۔ اسے وفا اچھی لگی تھی اور اس نے فیصلہ بھی کر لیا تھا کہ

شانزل اور اسمارا کی شادی ہو جائے تو پھر وہ سیدھا جا کر حمیرا بیگم سے وفا کا رشتہ مانگے گی اسے یقین تھا کہ حمیرا بیگم اسے انکار نہیں کرے گی۔۔۔ مگر اس سے پہلے ارصم سے پوچھنا ضروری تھا۔۔

مسلسل کام کرنے کی وجہ سے اسکی نانی کے گھٹنوں میں شدید درد ہونے لگا تھا۔۔ ساری رات وہ تکلیف میں تڑپتی رہی تھی۔۔ اور وفا سے اپنی نانی کی یہ تکلیف برداشت نہیں ہو رہی تھی۔۔ وہ نانی جان کی تکلیف پر رو رہی تھی۔۔ وفا کو یوں روتا دیکھ کر حمیرا بیگم پیار سے بولی تھی ارے پگلی مت روؤ میں ٹھیک ہوں۔۔ رو کیوں رہی ہو؟؟

نانی جان یہ لوگ اتنے ظالم کیوں ہیں؟؟ حالانکہ انکے گھر میں اور انکے گھر میں کئی ملازم ہیں پھر بھی وہ جان بوجھ کر آپ بوڑھی سے ہی کام کراتے ہیں۔۔۔ نانی جان کیا نھیں خدا سے ڈر نہیں لگتا؟؟ اتنا ظلم ٹھیک نہیں ہے نانی جان !!!

حمیرا بیگم نے اسے خود سے لگالیا۔۔ میری بچی مت روؤ ہر مشکل کے بعد آسانی ہے۔۔ یہ وقت بھی گزر جائے گا۔۔ دنیا امید پر ہی قائم ہے۔۔۔

وفا نے نم آنکھوں سے سر ہاں میں ہلایا۔۔ جی نانی جان اسی امید پر ہی تو ہم جی رہے ہیں۔۔

نانی کے دلاسہ دینے کے بعد وہ کمرے سے باہر نکل آئی تھی۔۔ اس نے لمبی سانس لیکر خود کو مطمئن کیا۔۔ اور پھر کلرز اور برش لیکر وہ پینٹنگ بنانے لگی۔۔

اس نے اللہ کے ناموں میں سے ایک """ المتکبر """ پینٹ کیا تھا۔۔ وہ بڑی مہارت سے کینوس پر رنگ بکھیر رہی تھی۔۔ جب وہ اپنی پینٹنگ مکمل کر چکی تو وہ """ المتکبر """ کو دیکھتے ہوئے بولی میرے اللہ متکبر تو آپکی ذات ہے نا؟؟ پھر تیرے یہ بندے کیوں تکبر کرتے ہیں؟؟ اگر وہ امیر ہیں! یا پھر خوبصورت ہیں تو ان میں انکا کیا کمال ہے؟؟ مصور تو آپ ہیں نا؟ چاہے کسی کو خوبصورت بنائیں تو کسی کو بدصورت !!!

میرے اللہ تیرے یہ بندے بہت تکبر کرتے ہیں۔۔ وہ ہم جیسوں سے بہت نفرت کرتے ہیں۔۔

کیا ہمیں آپ نے پیدا نہیں کیا؟؟

میرے مالک وہ بہت ظالم ہیں۔۔ وہ ہم پر رحم بھی نہیں کرتے۔۔ ہمیں جانور سے بھی بدتر سمجھتے ہیں۔۔

ہم بھی تو آپکی ہی مخلوق ہیں نا؟؟ ہمیں بھی آپ ہی نے پیدا کیا ہے نا؟ مگر وہ ہمیں حقارت سے دیکھتے ہیں ۔۔

وہ نم آنکھوں سے المتکبر والے آرٹ کو دیکھتے ہوئے اس سے شکوے شکایات کر رہی تھی۔۔

صبح آپا صغریٰ نے حمیرا بیگم کو کام کیلیئے بلا لیا تھا۔۔ حمیرا بیگم آرام کر رہی تھی حکم ملتے ہی وہ فوراً اٹھ گئی تو وفا جلدی سے بولی تھی نانی جان آپ آرام کریں میں جا کر سارے کام دیکھ لونگی۔۔۔

مگر بیٹا تم اکیلی کیسے سارے کام کرو گی؟؟

ہو جائیگا نانی جان آپ فکر مت کریں۔۔۔

حمیرا بیگم خاموش ہوگئی تھی۔۔ آج واقعی میں اسکی طبیعت ٹھیک نہیں تھی۔۔ اسی لیے وہ خاموش ہوگئی تھی۔۔ وفا نے اسے بستر پر واپس لٹایا اور اس پر چادر ڈال کر وہ کمرے سے نکل ائی۔۔ اس نے اسکارف اچھی طرح سے اوڑھا اور اسے پن اپ کر کے وہ حویلی کے اندرونی حصے کیطرف بڑھ گئی۔۔۔

وہ آپا صغریٰ کے پاس آئی۔۔

آپ نے مجھے بلایا تھا؟؟ فاریہ اور ارصم بھی وہیں موجود تھے۔۔۔

ارصم کی نگاہ وفا کے زخمی پاؤں پر جا پڑی تھی جہاں پر پٹی بندھی ہوئی تھی۔۔ ارصم کو افسوس سا ہوا تھا۔۔

ہاں جا کر مہمانوں سے جوس پانی کا پوچھو اور پھر کچن میں مٹھائی رکھی ہے اسے جا کر پیک کرو۔۔۔ اور کچھ پلیٹوں میں سجا دینا۔۔

وفا نے جھکے سر کیساتھ کہا جی!!

وفا پلٹی تو فاریہ نے اسکا زخمی پاؤں دیکھ کر کہا آپا اسکا پاؤں زخمی ہے۔۔

آپا صغریٰ نخوت سے بولی ارے کچھ نہیں ہوتا اسے ان چھوٹے موٹے زخموں سے۔۔ بڑی سخت جان ہے۔۔ یہ تو معمولی سا زخم ہے۔۔ کچھ نہیں ہوتا۔۔۔

وفا اپنے آنسو دھکیلتی کچن کیطرف بڑھ گئی تھی۔۔۔

وہ مٹھائی پلیٹوں میں سجا رہی تھی تبھی ارصم ادھر ادھر دیکھتا کچن میں داخل ہوا تھا۔۔ وفا نے سر اٹھا کر اسے دیکھا تھا۔۔ ارصم کو دیکھ کر وہ اسے نظر انداز کرتی پھر سے اپنا کام کرنے لگی تھی۔۔۔

اب آپ کا پاؤں کیسا ہے؟؟؟ ارصم نے وفا کا پاؤں دیکھتے ہوئے پوچھا۔۔

وفا نے اسے کوئی جواب نا دیا تو ارصم نے آگے بڑھ کر پلیٹ سے ایک لڈو اٹھا لیا اور پھر سلپ پر جا بیٹھا۔۔ وہ منہ میں لڈو ڈالتے ہوئے بولا لگتا ہے کہ آپ نے مجھے ابھی تک معاف نہیں کیا ہے !!!

وہ اسے دیکھتے ہوئے بولے دیکھئے آپ میرے ساتھ زیادہ فری ناں ہوں۔۔ میرا اور اپکا ایسا کوئی تعلق نہیں ہے۔۔ کہ آپ میرے ساتھ یوں فرینک ہوں۔۔ جس کام کیلئے آئے ہیں۔۔ وہی کریں اور جائیں یہاں سے۔۔۔ مجھے ڈسٹرب نا کریں۔۔۔

ارصم مسکرایا!! لگتا ہے کہ آپ مجھ سے بہت زیادہ ناراض ہیں۔۔ چلیں ٹھیک ہے پھر جب تک آپ مجھے معاف نہیں کر دیتیں میں آپکا پیچھا نہیں چھوڑنے والا۔۔۔

وفا نے غصے سے لڈو پلیٹ میں پٹختے ہوئے کہا عجیب چیپکو آدمی ہیں آپ!! زبردستی کسی سے معافی منگوا رہے ہیں۔۔ حالانکہ میں آپ سے کیوں اور کس وجہ سے خفا ہونگی۔؟

ارصم مسکرایا۔۔ وہ کل میری وجہ سے آپ کے پاؤں پر چائے گر گئی تھی۔۔ اور آنٹی نے آپکو برا بھلا بھی کہا تھا۔۔ یقین جانیے کل رات سے میں بہت ڈسٹرب رہا ہوں۔۔ میں بہت شرمندہ ہوں۔۔ جب تک آپ مجھے معاف نہیں کریں گی۔۔ میں یہاں سے نہیں جانے والا۔۔۔

وہ جھنجھلا کر بولی عجیب ڈھیٹ انسان ہیں آپ!!زبردستی ہی کسی کو خود سے ناراض کر کے اس سے معافی طلب کر رہے ہیں!!زبردستی کسی کیساتھ چپک رہے ہیں آپ۔۔۔

تبھی ارصم کے حلق میں لڈو پھنسا تھا اور وہ بری طرح سے کھانسنے لگا۔۔

یہ دیکھ کر وفا پریشان ہو گئی تھی۔۔ اس نے جلدی سے فریج سے پانی کی بوتل نکالی اور گلاس میں پانی ڈال کر بری طرح سے کھانستے ہوئے ارصم کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا یہ لیں پانی پی لیں۔۔۔

ارصم نے سر نا میں ہلاتے ہوئے کہا نہیں میں تب تک پانی نہیں پیوں گا جب تک کہ آپ مجھے معاف نہیں کر دیتیں۔۔

عجیب پاگل آدمی ہیں آپ!!وفا غصہ ہی ہو گئی تھی۔۔

وہ بری طرح سے کھانس رہا تھا۔۔ تکلیف سے اسکا چہرہ بھی سرخ پڑ گیا تھا۔۔ اسکی حالت کو دیکھتے ہوئے وفا نے کہا چلیں میں نے آپکو معاف کیا۔۔۔ اب یہ پانی پی لیں۔۔۔

یہ سنتے ہی ارصم نے جلدی سے اسکے ہاتھ سے پانی کا گلاس پکڑا اور غٹا غٹ سارا پانی ایک ہی سانس میں پی لیا۔۔ اب وہ بہتر محسوس کر رہا تھا۔۔۔ وہ خالی گلاس وفا کو پکڑاتے ہوئے مسکرا کر بولا تھینک یو کہ آپ نے مجھے معاف کر دیا۔۔ وگرنہ میں بے چین ہی رہتا۔۔۔ ایک بات میں نے آج جانی ہے۔۔ آپکی بری بالکل بھی نہیں ہیں۔۔ آپکا دل بہت صاف ہے اور آپ دل کی بھی بہت اچھی ہیں۔۔ کسی کو تکلیف

میں نہیں دیکھ سکتیں۔۔ جس طرح آپکا ظاہر صاف ہے اسی طرح آپکا باطن بھی صاف ہے۔۔ اپ بہت پیاری لڑکی ہیں۔۔۔ مجھے معاف کرنے کے لیے تھینکس ونس اگین ڈاکٹر وفا حیات۔۔۔۔

وفا تو حیرت سے اسکے ان خوبصورت الفاظوں میں ہی کھو گئی تھی۔۔ وہ انہی الفاظوں کو سوچ رہی تھی کہ وہاں آپا صغریٰ نے انٹری ماری۔۔

لڑکی کیا کر رہی ہو؟؟

ارصم بھی جلدی سے سلپ سے اتر گیا تھا۔۔ اور وفا جلدی سے مٹھائی کی طرف متوجہ ہو گئی تھی۔۔

ارصم کو دیکھ کر آپا صغریٰ نے کہا بیٹا آپ ادھر کیا کر رہے ہو؟؟

وہ آنٹی میں پانی پینے آیا تھا۔۔ یہ کہہ کر ارصم جلدی سے کچن سے نکل گیا تھا۔۔۔

آپا صغریٰ نے اسے دیکھ کر کہا منحوس جلدی سے ہاتھ چلا ابھی اور بھی بہت سے کام کرنے ہیں تجھے ۔۔۔

جی میں کرتی ہوں۔۔۔

آپا صغریٰ وہاں سے نکل گئی۔۔

وفا بے اختیار ارصم کی باتوں کو سوچنے لگی۔۔ اور مسکرائی۔۔ عجیب پاگل آدمی ہے۔۔ زبردستی معافی منگوا رہا تھا۔۔ پاگل آدمی۔۔ وہ مسکرائی تھی آج پہلی بار کسی نے اسکے لیے اتنے اچھے اور خوبصورت الفاظ استعمال کیے تھے۔۔ یہ سوچ کر وفا مسکرائی تھی چلو کسی کو تو میں اچھی بھی لگی ہوں۔۔ کسی کو تو

یہ محسوس ہوا ہے کہ وفا حیات بری نہیں ہے۔۔۔۔۔۔ پھر ان سوچوں کو جھٹک کر وہ جلدی جلدی کام کرنے لگی۔۔ ابھی وہ کام سے فارغ ہی ہوئی تھی کہ آپا صغریٰ نے نیا آرڈر جاری کر دیا کہ جاؤ جلدی سے رمل کا ڈریس پریس کر دو۔۔ کب سے آوازیں لگا رہا ہے۔۔ وہ ایک ملازمہ کا نام لیتے ہوئے بولی

یہ افسانہ بھی پتہ نہیں کدھر مر گئی ہے۔۔ ایک کام کا کہا تھا وہ بھی نہیں کیا۔۔ ایک تو یہ ملازمائیں بھی بہت سر پر چڑھ گئی ہیں۔ انکی لگامیں ابھی کسنی ہی پڑیں گی۔۔ تم جاؤ اور جا کر جلدی سے رمل کا ڈریس پریس کرو ورنہ غصہ ہو جائے گا۔۔۔ جی!!! وفا اپنے ہاتھ دھو کر خشک کرتی سیڑھیاں چڑھ کر رمل کے کمرے کیطرف بڑھ گئی۔۔۔

اس نے جونہی رمل کے کمرے کا دروازہ کھولا تو سامنے کا منظر دیکھ کر اسکی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔۔ گھر کی ملازمہ افسانہ جو کہ وفا کی ہی ہم عمر تھی۔۔ وہ رمل کے بے حد قریب کھڑی تھی۔۔ دونوں انتہائی نازیبا حالت میں تھے۔ رمل شرٹ لیس تھا۔۔۔ وفا نے اپنے منہ پر ہاتھ رکھ کر اپنی آمد آنے والی چیخ روکی تھی۔۔ تبھی آہٹ پر وہ دونوں دروازے کے پاس کھڑے وجود کیطرف متوجہ ہوئے تھے۔۔۔ وفا کو دیکھتے ہی وہ دونوں جلدی سے الگ ہوئے تھے۔ رمل اسکی طرف لپکا تھا۔۔ وفا جلدی سے واپس پلٹی۔۔ اور وہاں سے فرار ہونا چاہا۔۔ مگر رمل نے پھرتی سے اسکا بازو پکڑ کر اسے دیوار سے لگایا تھا۔۔ اور غصے سے بولا کیا دیکھا ہے تم نے؟؟ وفا نے اپنی نظریں جھکالی تھیں کیونکہ اس وقت وہ اسکے سامنے شرٹ لیس کھڑا تھا۔۔۔

بولو!!!!وہ چیخا!!

تو وہ خوفزدہ سی بولی۔۔کک کک کچھ بھی نہیں!!!رمل بھائی۔۔۔

رمل اسکے خوبصورت سے چہرے پر نظریں گاڑھتے ہوئے غصے سے بولا میں تمھارا بھائی نہیں ہوں سمجھی تم؟۔۔۔اور خبردار جو تم نے کسی کو بھی اس بارے میں بتایا تو پھر اسکے انجام کی زمہ دار تم خود ہوگی۔۔۔رمل اسکے بہت پاس چہرہ کیے اب اسے بڑے غور سے دیکھ رہا تھا اور پہلی بار غور کرنے پر اس پر یہ انکشاف ہوا تھا کہ وفا بے حد حسین اور خوبصورت تھی۔۔وہ تو یک تک اسے دیکھے ہی جارہا تھا۔۔

تبھی وفا نے اسے پیچھے کیطرف دھکیلا تھا اور وہاں سے بھاگتی ہوئی نکل گئی۔۔۔

پیچھے رمل اپنی ٹھوڑی کھجاتے ہوئے کمینگی سے مسکرایا۔۔اسکے دماغ میں ایک غلیظ خیال آیا تھا۔۔یہ تو بہت ہی خوبصورت ہے۔۔میں نے پہلے کیوں نہیں اس پر دھیان دیا۔۔اب اگلی باری تمھاری ہے وفا حیات!!وہ مسکراتا ہوا واپس اپنے کمرے میں گیا اور دروازہ بند کر دیا۔۔۔

وفا خوف سے پیچھے دیکھتی تیزی سے سیڑھیاں پھلانگتی نیچے جارہی تھی تبھی اوپر آتے زائر زاران حیدر شاہ سے اسکی بری طرح سے ٹکر ہوگئی۔۔وفا جلدی سے بدک کر پیچھے کو ہٹی تھی۔۔۔

اسے دیکھتے ہی وہ غصے سے بولا تھا یو فول!!دیکھ کر نہیں چل سکتی۔۔اتنے بڑے ماتھے پر یہ بڑی بڑی آنکھیں کس لیے سجا کر رکھی ہوئی ہیں۔اسے استعمال کرنا بھی سیکھو۔۔۔۔

وفا اسے سائیڈ پر کرتی وہاں سے تیزی سے بھاگ گئی۔۔۔

زائر تو اسکی اس حرکت پر ہی جل اٹھا تھا۔۔ ایڈیٹ نانسنس، زرا تمیز نہیں ہے اس سرونٹ میں۔۔ دیکھ لو گا اسے بھی۔۔۔ وہ اوپر کیطرف بڑھ گیا تھا۔۔۔

کچن میں آکر وہ گہرے گہرے سانس لینے لگی۔۔۔ اسے آج رمل سے بے حد خوف آیا تھا۔۔ اسکی آنکھوں میں ایسا کچھ تھا جس نے وفا حیات کو خوفزدہ کر دیا تھا۔۔ مگر اسے افسانہ سے ایسی ہرگز بھی توقع نہیں تھی۔۔

تھوڑی دیر بعد جب افسانہ کچن میں ائی۔۔ تو وفا نے اسے دیکھتے ہی اسے بازو سے پکڑ کر اسے جھنجھوڑتے ہوئے غصے سے کہا۔۔ کیا کر رہی تھی تم رمل بھائی کے کمرے میں۔۔؟؟ تم جانتی بھی ہو کہ تم کیسی فاش غلطی کرنے جا رہی ہو؟؟؛ اگر تمھارے بوڑھے ماں باپ کو تمھاری اس حرکت کا پتہ چلا تو پھر کیا ہو گا؟؟

کیا ہو گا؟؟ افسانہ لاپرواہی سے بولی۔۔۔ لگنے دو پتہ جس کو بھی لگنا ہے۔۔ میں کسی سے بھی نہیں ڈرتی۔۔ رمل جی مجھ سے بہت محبت کرتے ہیں۔۔ انھوں نے مجھ سے وعدہ کی اہے کہ وہ مجھ سے شادی کریں گے۔۔ وہ مجھ سے بہت محبت کرتے ہیں۔۔۔ میں خود بھی تنگ آگئی ہوں اس غلامی بھری زندگی سے۔۔۔

اسلام علیکم

Posted On Kitab Nagri

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں۔ تو

www.kitabnagri.xyz آن لائن ویب سائٹ آپ کو پلیٹ فارم فراہم کر رہی ہے۔

اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، ارٹیکل یا شاعری پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو

ابھی ای میل کریں۔

logicalmoez@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک پیج اور ای میل کے ذریعے رابطہ کر سکتے ہیں۔

Fb/Pg/Kitab Nagri

logicalmoez@gmail.com

whatsapp _ 0319 8276205

Kitab Nagri

وفا نے اسے جھنجھوڑتے ہوئے کہا دوسروں کا محل دیکھ کر اپنی جھونپڑی نہیں بھولنی چاہیے افسانہ!! وہ تمھیں صرف استعمال کر رہا ہے۔۔ اسکے سامنے تمھاری کوئی ویلیو نہیں ہے۔۔ تم نوکرانی تھی اور نوکرانی ہی رہو گی۔۔۔ وہ جسٹ تمھیں اپنے جنسی تسکین کیلئے استعمال کر رہا ہے۔۔ سمجھنے کی کوشش کرو افسانہ۔۔۔ ابھی بھی وقت ہے پلٹ آؤ۔۔ کہیں پھر پلٹنے میں تمھیں دیر نا ہو جائے۔۔۔ یہ امیر

لوگ ہم جیسی غریب لڑکیوں کو صرف اپنی خواہش کیلیئے استعمال کرتے ہیں۔۔ اور پھر جب دل بھر جاتا ہے تو پھر ٹشو پیپر کیطرح استعمال کر کے پھینک دیتے ہیں۔۔ اپنی حد کر اس نا کرو افسانہ۔۔۔ اپنی حیثیت مت بھولو۔۔۔

افسانہ نے جھٹکے سے اپنا بازو اسکی گرفت سے جھٹکتے ہوئے کہا تم بھی ہماری طرح نوکرانی ہی ہو۔۔ اور تم میرا دماغ خراب نا کرو۔۔ رمل جی مجھ سے جھوٹ نہیں بول سکتے۔۔ وہ مجھ سے بہت محبت کرتے ہیں ۔۔ اور جلد ہی وہ مجھ سے نکاح بھی کر لیں گے۔۔۔

وفا آنے یہ سن کر افسوس سے سر نفی میں ہلاتے ہوئے کہا تم سمجھ نہیں رہی۔۔۔

میں سب سمجھ رہی ہوں وفا بی بی۔۔۔ دو کلاسیں کیا پڑھ لیں مجھے سمجھا رہی ہو۔۔۔ میں اپنا برا بھلا اچھی طرح سے جانتی ہوں۔۔ آئندہ میرے راستے میں آنے کی کوشش مت کرنا۔۔ سمجھی تم؟؟

افسانہ اپنی چوٹی لہراتی ہوئی کچن سے نکل گئی۔۔ وفا نے اپنا سر پکڑ لیا یا اللہ میں اس لڑکی کو کیسے سمجھاؤں وہ آدمی اسکی معصومیت کا فائدہ اٹھا رہا ہے۔۔ یا اللہ اسے ہدایت دے۔۔۔۔۔

آج مہندی کا فنکشن تھا۔۔۔

فنکشن اپنے عروج پر تھا۔۔ آپا صغریٰ نے وفا کو مہندی لانے کا کہا۔۔ وفا اپنی ہی دھنی میں جا رہی تھی۔۔ تبھی کسی نے اسے بازو سے پکڑ کے اسے پکڑ کیساتھ لگایا تھا۔۔ وفا اس حملے کے لیے تیار نہیں تھی۔۔ وہ بوکھلا گئی تھی۔۔ اس سے پہلے کہ وہ چیخ مارتی کسی نے زبردستی اسکے منہ پر ہاتھ رکھ کر اسکی

نکلنے والی چیخ کا گلہ گھونٹا تھا۔۔ وفا کی نظر سامنے کو اٹھی تھی اور جس شخص کو دیکھا تھا وفا کا خون خشک ہو گیا تھا۔۔۔ وہ رمل تھا۔۔۔۔۔ وہ اپنے ہونٹوں پر انگلی رکھتے ہوئے کہا۔۔۔

ششششش!! آواز نہیں نکالنا۔۔۔

وفا کی بڑی بڑی آنکھیں خوف سے مزید بڑی ہو گئی تھیں۔۔۔ اسکا دایاں بازو رمل کی گرفت میں تھا۔۔ اور بایاں ہاتھ اسکے ہونٹوں پر جما تھا۔۔ وفا پوری کوشش کر رہی تھی اسکا ہاتھ اپنے ہونٹوں سے ہٹانے کی۔۔ مگر اسکی یہ کوشش ناکام گئی تھی۔۔

رمل اسکے چہرے کو بڑے غور سے دیکھ رہا تھا۔۔ تم تو واقعی میں بے حد حسین ہو۔۔۔ میں نے پہلے کیوں نہیں دھیان دیا تم پر۔۔۔ امیزنگ یار!!! وہ اسکی آنکھوں کو اپنی نگاہوں کے فوکس میں رکھتے ہوئے کہا۔۔ یہ بڑی بڑی خوفزدہ سی ہرنی جیسی آنکھیں۔۔ آہ!! کیا بتاؤں میں تمھیں۔۔۔ تم نے تو مجھے گرویدہ ہی کر لیا یار؟؟؟ اب اتنی آسانی سے تمھیں چھوڑنے والا نہیں ہوں۔۔ چاہو تو کچھ وقت میرے ساتھ گزات سکتی ہو۔۔ پیسوں کی فکر مت کرنا۔۔ مت پیسہ ہے میرے پاس۔۔ مال دار کر دوں گا۔۔۔

یہ سن کر غصے سے اسکا چہرہ سرخ ہو گیا تھا۔۔۔

آہ دیکھو تو سہی تمھارا چہرہ بالکل کشمیری سرخ سیب کیطرح لگ رہا ہے۔۔ بہت خوبصورت!!

ریلنگ پر ہاتھ رکھے زرا سا نیچے کو جھکا زائر زاران حیدر شاہ جو کہ اپنے موبائل پر جینی سے بات کر رہا تھا۔۔ اسکی نظر اچانک ان دونوں پر پڑی تھی۔۔ وہ دل ہی دل میں حقارت سے گویا ہوا تھا یہ سرونٹ آج کل زیادہ ہی سر پر چڑھی ہوئی ہے۔۔

وفا نے اپنے ہونٹوں پر دھری رمل کے ہتھیلی کو زور سے کاٹا تھا۔۔ اسکی گرفت ڈھیلی پڑی تھی۔۔ جب وہ درد سے چلایا تو وفا نے پوری قوت کیساتھ اسے پیچھے کو دھکیلا اور وہاں سے بھاگ گئی۔۔

وفا کے یوں اسکے ہاتھ سے نکل جانے پر اسنے غصے سے پلر پر مکا دے مارا تھا۔۔۔ اور جواب میں اسے ہی تکلیف ہوئی تھی۔۔ اس نے اپنی ہتھیلی کو دیکھا جہاں پر وفا نے اپنے دانت گاڑھے تھے۔۔ وہ اپنی ہتھیلی پر اسکے دانتوں کے نشان کو دیکھتے ہوئے کہا اسکی تمھیں بھاری قیمت چکانی پڑے گی۔۔ وفا حیات!!! تم نے رمل کریم کی آفر کو ٹھکرایا۔۔ اور مجھے یعنی رمل کریم کو ریجیکٹ کیا اور اسے دھکا دیا۔۔ تمھیں اسکی سزا ضرور ملے گی۔۔ آئی پرامس یو۔۔۔

وفا کچن میں آکر گہری گہری سانسیں لینے لگی۔۔۔ یا اللہ میری حفاظت فرما۔۔۔ اس نے اپنے بہنے والے آنسو زبردستی روکے ہوئے تھے۔۔ اتنی اتواب وہ جنا کی گئی تھی کہ رمل کریم اب اسے اتنی آسانی سے چھوڑنے والا نہیں ہے۔ آپا صغریٰ کا کام یاد آتے ہی اس نے جلدی سے مہندی کا تھالیاں لیں اور کچن سے نکل آئی۔۔ وہ خوفزدہ سی پیچھے کیطرف دیکھتی جا رہی تھی اسے خوف تھا کہ کہیں پھر سے رمل نا آ جائے۔۔ اور بس یہیں پر اس سے غلطی ہوگئی۔۔۔ تبھی اسی اثناء میں سیڑھیوں سے نیچے کو آتے زائر

زاران حیدر شاہ سے پیچھے کو دیکھتی وفا کی زوردار ٹکر ہوئی تھی۔۔ خوف سے اسکی چیخ نکلی تھی اور مہندی کی تھالی زائر زاران حیدر شاہ کے سفید کاٹن کے سوٹ کو داغدار کرتی زمین پر جا گری۔۔۔

اپنے کپڑوں کا یہ حال دیکھ کر وہ پاگل ہوا تھا۔۔ وفا کو دیکھ کر وہ چیخا تھا۔۔ یو ایڈیٹ۔۔ اپنی آنکھیں تم نے ڈونیٹ کی ہوئی ہیں۔۔ یو فول!! میرا سارا ڈریس خراب کر دیا تم نے !!

آئی ایم سوری غلطی ہو گئی۔۔۔

بکواس نہیں کرو میرے ساتھ۔۔ وہ دہاڑا تھا۔۔۔ سرونٹ ہو کر تم مجھے آنسر کر رہی ہو؟؟

تبھی شور سن کر آپا صغریٰ کیساتھ اور بھی بہت سے لوگ وہاں جمع ہو گئے تھے۔۔

زائر کے کپڑے دیکھتے ہی آپا صغریٰ غصے سے بولی تھی منحوس یہ کیا کر دیا تم نے؟؟

وہ غلطی سے گر گئی۔۔ میں نے جان بوجھ کر نہیں کیا۔۔۔ ارصم اور فاریہ بھی وہیں آ گئے تھے۔۔۔

آگے جواب دے رہی ہو ہاں؟؟؟ آپا صغریٰ کا ہاتھ اٹھا تھا اور وفا کا گال لال کر گیا۔۔ مجمعے میں خاموشی چھا گئی تھی۔۔

بھرے مجمعے میں اسے تھپڑ ماری گئی تھی۔۔

بے غیرت ناجائز اولاد!! مردوں سے جان بوجھ کر ٹکراتی ہو تا کہ وہ تمھاری طرف متوجہ ہو۔۔ اور پھر کہتی ہو کہ غلطی ہو گئی۔۔ تمھاری ماں بھی ایسی ہی تھی۔ بدکردار آوارہ ۔۔۔ کسی آدمی کیساتھ اندھیرے میں بھاگ گئی اور پھر اپنا منہ کالا کر کے آ گئی اپنی ناجائز اولاد لیکر۔۔۔ ہماری زندگیاں حرام

کر دی ہیں۔۔ جیسی ماں ویسی بیٹی۔۔اب تم بھی اپنی ماں کے نقش قدم پر چل پڑی ہو مردوں کو پانی طرف راغب کرنے کیلئے ایسی حرکتیں کر رہی ہو۔۔۔

ارصم کو شدید غصہ آرہا تھا آپا صغریٰ پر جو زہر اگل رہی تھی۔۔اس وقت آپا صغریٰ اسے ایک آنکھ بھی نہیں بھا رہی تھی۔۔۔وہ بھرے مجمعے میں وفا کو ذلیل کر رہی تھی۔۔۔

عورتیں کھسر پھسر کر رہی تھیں۔۔یہ آمنہ کی بیٹی ہے؟؟

ہاں ہاں اسی کی ہی بیٹی ہے۔۔۔

پتہ نہیں اس کا باپ کون ہے؟؟

اللہ جانے بھئی کہ کس کی یہ اولاد ہے۔۔۔۔

ایسے اور کئی جملے تھے جو وفا کے سر پر ہتھوڑے کی طرح لگ رہے تھے۔۔اس کی آنکھیں بھر آئی تھیں۔۔اس نے اپنے گلا پر ہاتھ رکھے ایک نظر باتیں باری تمام تماشائیوں پر ڈالی تھی۔۔

ارصم نے افسوس سے سر نفی میں ہلایا تھا۔۔۔

وفا کی نظر آخر میں پس کھڑے زائر زاران حیدر شاہ پر اٹھی تھی۔۔ایک آنسو آنکھ سے پھسل کر اسکے گال پر گرا تھا اور وہاں سے بھاگتی ہوئی نکل گئی تھی۔۔

ارصم نے نفرت بھری نگاہوں سے آپا صغریٰ اور زائر کو دیکھا تھا۔۔۔

آپا صغریٰ نے زائر کے ڈریس کو دیکھتے ہوئے کہا جاؤ بیٹا جاکر دوسرا ڈریس چینج کر آؤ۔۔

جی پھپھو۔۔۔

آہستہ آہستہ سب وہاں سے چلے گئے

زائر کئی منٹ وہیں خاموش سا کھڑا رہا ایک لمحے کو اسے لگا کہ اس نے یہ سب غلط کر دیا تھا۔۔ مگر پھر جلد ہی اپنی سوچ کو جھٹک کر وہ اپنے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔۔۔

صحن میں ایک کونے میں آکر وہ اپنے باقی رکے ہوئے آنسو بہنے لگی۔۔ وہ چہرہ ہاتھوں میں چھپائے پھوٹ پھوٹ کر رو رہی تھی۔۔ تبھی ارصم اسے ڈھونڈتا ہوا وہی آگیا۔۔ وہ اسکے پاس زرا سا فاصلے پر بیٹھ گیا۔۔ آہٹ سن کر اس نے سر اٹھایا تو اپنے پاس ارصم کر بیٹھا پایا۔۔ وفا نے جلدی سے اپنے آنسو صاف کیے۔۔ اور بولی آپ یہاں کیوں آئے ہیں؟؟

ارصم اسکے سوال کو نظر انداز کرتے ہوئے اسکی سرخ آنکھیں دیکھ بولا۔۔ آپ رو رہی ہیں؟؟ میں جانتا ہوں کہ انھوں نے بہت برا کیا۔۔ زائر کو ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا۔۔ اور آنٹی صغریٰ نے تو حد ہی کر دی تھی۔۔ انھیں ایسا بالکل بھی نہیں کرنا چاہیے تھا۔۔ پلیز آپ نے روئیں۔۔ ورنہ پھر مجھے بھی رونا آجائے گا۔۔ پھر ہم دونوں مل بیٹھ کر روئیں گے۔۔ جب لوگ دیکھیں گے تو پھر مجھے کچھ مت کہنا۔۔۔ پھر رونا شروع کرتے ہیں۔۔ ارصم کو رونے کی تیاری پکڑتے دیکھ کر روتی ہوئی وفا نم آنکھوں سے ہنس پڑی تھی۔۔ گالوں پر پڑتے ڈمپل نمایاں ہوئے تھے اور ارصم اسکی اس ہنسی میں ہی کہیں کھو گیا تھا۔۔۔

آپکو مسئلہ کیا ہے میرے رونے سے ؟؟

بہت بڑا مسئلہ ہوتا ہے یار۔۔ اب میں کیا بتاؤں۔۔

وفا اسے دیکھنے لگی۔۔

وہ اسے دیکھتے ہوئے بولا مت رویا کرو یار!! مت دکھاؤ۔۔ اگر اسی طرح کمزور بنی رہی تو یہ لوگ تمھیں کچا چباڈالیں گے۔۔ اسی لیے اپنے اندر کانفڈینٹ پیدا کرو۔۔

وفا نے اسے دیکھتے ہوئے کہا آپ یہ سب مجھے کس حیثیت سے کہہ رہے ہیں؟؟

وہ مسکرایا ایک دوست ہونے کی حیثیت سے۔۔

مگر میں تو آپکی دوست نہیں ہوں اور نا میں نے آپ سے دوستی کی ہے۔

چلیں کوئی بات نہیں میں خود سے اور زور زبردستی سے آپکا دوست بن جاتا ہوں۔۔۔

یہ سن کر وہ ایک بار پھر ہنسی تھی۔۔ ارصم کے دل نے اعتراف کیا تھا بلاشبہ اسکی ہنسی بہت خوبصورت تھی۔۔

وہ ہنستے ہوئے بولی آپ بہت عجیب آدمی ہیں۔۔

وہ مسکرایا اسے یوں ہنستے ہوئے دیکھ کر بولا آپ یونہی ہنستی رہا کریں۔۔ بہت اچھی لگتی ہیں آپ۔۔

وفا حیرت سے ارصم کو دیکھنے لگی۔۔ ارصم کی چمکتی آنکھوں میں جو کچھ اس نے دیکھا تھا وہ گھبرا گئی تھی۔۔ وہ جلدی سے اٹھی اور اسے دیکھنے سے اجتناب کرتے ہوئے بولی میں چلتی ہوں نانی جان میر

انتظار کر رہی ہوں گی۔۔۔ وہ تیزی سے وہاں سے بھاگ گئی تھی۔۔ پیچھے ارصم اسکی اس حرکت پر مسکرایا تھا۔۔۔ وہ بھی اپنے بالوں پر ہاتھ پھیرتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔۔۔۔

وہ کیلی گرافی کا سامان لیے باغیچے میں آگئی تھی۔۔ آج وہ اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے، """الحفیظ""" حفاظت کرنے والا پینٹ کر رہی تھی۔۔ میرے مالک میں نے اس درندے کی آنکھوں میں حوس دیکھی ہے۔۔ مجھے اس کے شر سے محفوظ رکھنا۔۔ میں بہت خوفزدہ ہوں۔۔ میری حفاظت کرنا۔۔ میرے دل کو مضبوط بنانا کہ میں اس درندے کا مقابلہ کر سکوں۔۔۔۔

اس نے """الحفیظ""" کو مکمل پینٹ کر لیا تھا اور اب وہ اسکے نیچے اپنا نام لکھ رہی تھی۔۔ """وفا بنت آدم حیات""" تبھی ارصم وہاں اچانک آیا تھا۔۔

اسکی پینٹنگ دیکھتے ہی اسکے منہ سے بے اختیار نکلا تھا۔۔ واؤ۔۔ بیوٹیفل امیزنگ یار!!! یہ آپ نے بنایا ہے؟؟ سیریسلی بہت ہی بہترین اور خوبصورت ہے۔۔ ارصم اسکی بنائی گئی کیلی گرافی کو بہت غور سے دیکھ رہا تھا۔۔ آئی لائک اٹ۔۔۔ ب

وفا حیرانگی سے اسے دیکھنے لگی جو اسکی بنائی گئی کیلی گرافی کو بہت دلچسپی سے دیکھ رہا تھا۔۔ """وفا بنت آدم حیات""" وہ اسکا نام پڑھتے ہوئے بولا۔۔ واؤ کیا یہ تمھارا مکمل نام ہے؟؟ وہ آپ سے تم پر آیا تھا۔۔۔ بہت خوبصورت نما ہے۔۔ وفا آدم حیات۔۔۔۔۔

وفا اچانک سے ہوش میں آئی تھی۔۔ آپ میرے پیچھے یہاں بھی آگئے ہیں؟؟

وہ مسکرایا۔ جی بالکل۔۔ اب تو ہماری دوستی بھی ہو گئی ہے۔۔۔ اب تو میرا اپنی دوست کے گھر آنا جانا لگا رہے گا۔۔۔

آپ پاگل ہیں؟؟

وہ مسکرایا۔ جی بالکل بھی نہیں۔۔۔

پھر آپ کیوں زبردستی خود کو مجھ پر تھوپ رہے ہیں۔۔؟؟

اب ہم اتنے برے بھی نہیں ہیں میڈم!! خیر ویسے میں نے سنا تھا کہ آپکی نانو کی طب ٹھیک نہیں تھی۔۔ کیسی طبیعت ہے اب انکی؟؟

اب بہتر ہیں۔۔ آرام کر رہی ہیں۔۔۔

چلیں پھر کبھی ان سے انکی طبیعت پوچھ لوں گا۔۔

وفا نے کہا آپ کو یہاں نہیں آنا چاہیے تھا۔۔۔

کیوں؟؟

لوگ طرح طرح کی باتیں بنائیں گے۔۔

بنانے دو باتیں!! ارصم امین کسی سے بھی نہیں ڈرتا۔۔۔ اگر کسی نے تمھیں کچھ کہا تو میں انھیں دیکھ لونگا۔۔۔ وہ اندر کمرے میں چلا گیا۔۔

وفا بھی اسکے پیچھے کمرے میں چلی آئی۔۔

واؤ یار یہاں تو ٹرافیز اور میڈلز کی بھرمار ہے۔۔ وہ اسکی جیتی گئی ٹرافیز اور میڈلز دیکھنے لگا۔۔۔

ناقابل یقین یار!!! تم تو میری سوچ سے بھی بڑھ کر نکلی۔ آئی ایم ویری امپریس یار۔۔۔ وہ اب وہ بڑی دلچسپی سے اسکے تمام میڈلز اور ٹرافیز اٹھا کر دیکھنے لگا۔۔ ایک طرف اسکی بنائی گئی مختلف کیلی گرافیز رکھی تھیں۔۔ وہ تو حیران ہی رہ گیا تھا۔۔ کیا ہو تم لڑکی ؟؟

یہ تو بہت ہی خوبصورت ہیں۔۔ یہ سب تم نے بنائی ہیں۔۔۔ ؟؟

وفا نے سرہاں میں ہلایا۔۔

امیزنگ یار۔۔ ہم یہاں پاس ہی چند دنوں میں اپنا ذاتی گھر خرید رہے ہیں۔۔ پھر ہم پڑوسی بن جائیں گے۔۔ تب میں اپنے کمرے اور گھر کو سجانے کیلیئے تم سے یہ تمام کیلی گرافیز خریدنے آؤنگا۔۔ وہ """الواسع""" والی کیلی گرافی کو دیکھتے ہوئے وفا سے بولا تو وفا نے کہا میں یہ کسی کو بھی نہیں بیچوں گی۔۔ یہ میرے لیے بہت قیمتی ہیں۔۔۔

ہاں یہ میرے لیے بھی بہت قیمتی ہیں اسی لیے تو خریدنا چاہتا ہوں۔۔ مجھے امید ہے کہ آپ مجھے یعنی اپنے زبردستی کے دوست کو مایوس نہیں کریں گی۔۔۔ ارصم آخر میں ہنسا تو وفا بھی مسکرائی تھی۔۔

آپ سچ میں بہت عجیب آدمی ہیں۔

وہ مسکرا کر بولا کمنٹ کیلیئے شکریہ۔۔۔۔

وہ دونوں باہر نکل ائے۔۔ ویسے سچی بات ہے آپ ہیں بہت مختلف۔۔ سب سے منفرد۔۔ بہت اچھی، کیئر فل، ہمدرد، احساس کرنے والی، یہ لوگ بہت برا کرتے ہیں تمھارے ساتھ۔۔ بس کچھ وقت اور پھر میں تمھیں یہاں سے بہت دور لے جاؤں گا۔۔ جہاں صرف خوشیاں ہی خوشیاں ہماری منتظر ہونگی۔۔۔

کیا مطلب ہے آپکی اس بات کا؟؟

وفا چونکی تو وہ مسکرایا۔۔ میں ماما سے تمھارے بارے میں بات کروں گا۔۔ کہ وہ میرے لیے تمھاری نانو سے تمھارا ہاتھ مانگیں۔۔ نہیں بلکہ پوری کی پوری تمھیں مانگ لیں میرے لیے۔۔۔ آئی ہوپ کہ تمھاری نانو انکار نہیں کریں گی۔۔ پھر میں تمھیں اور تمھاری نانو کو یہاں سے بہت دور لے جاؤں گا۔۔۔

وفا کا منہ حیرت سے کھلا۔۔۔۔

فکر نا کرو میں تمھارے خوابوں کے آگے رکاوٹ نہیں بنوں گا۔۔ بلکہ میں ت۔ ھیں خود ڈاکٹر بناؤں گا۔۔ آئی پرامس یو۔۔ وعدہ ہے میرا تم سے۔۔۔

وہ حیرانگی سے اس شخص کو دیکھ رہی تھی صرف دو تین ملاقاتوں میں وہ اسے اتنا پہچان چکا تھا کہ اب وہ اسے اپنانے جا رہا تھا۔۔۔؟

وہ بولی آپ میرے بارے میں کچھ بھی نہیں جانتے!! میرے ماں باپ ؟؟؟ ارصم امین نے اسکی بات کاٹ دی۔۔ مجھے کچھ جاننا بھی نہیں ہے۔۔ مجھے تمھارے ساتھ زندگی گزارنی ہے تمھارے ماں باپ کیساتھ نہیں!! میں بس اتنا جانتا ہوں کہ تم ایک بہترین انسان ہو۔ مجھے تمھارے ماضی سے کوئی بھی لینا دینا نہیں ہے۔۔ مجھے صرف تم سے مطلب ہے۔۔ یہاں کس نے گناہ نہیں کیا ہے؟؟ یہاں سب گہنگار ہیں۔۔ کوئی دودھ کا دھلا نہیں ہے۔۔ میں بس اتنا جانتا ہوں کہ تم بہت اچھی اور پیاری لڑکی ہو۔۔ اور مجھے تم بہت پسند ہو۔۔

وفا حیرانگی سے اسے دیکھ رہی تھی۔۔ جو اسے امید کے جگنو پکڑا رہا تھا۔۔۔ ارصم نے مسکرا کر کہا میرا یقین کرو وفا میں تمھیں کبھی بھی گرنے نہیں دوں گا۔۔۔ اب میں چلتا ہوں اپنا خیال رکھنا پیاری لڑکی۔۔۔۔

وہ جاتے جاتے پلٹا اور ہاں ڈرنا اور گھبرانا چھوڑ دو۔ تم انکی غلام نہیں ہو۔۔ اپنے حق کیلیئے آواز اٹھانا سیکھو پاگل لڑکی!!! ورنہ اس طرح ہر کوئی تمھیں گراتا اور روندتا ہوا چلا جائے گا۔۔ پھر تم کبھی بھی نہیں اٹھ سکو گی۔۔

ارصم وہاں سے چلا گیا مگر وفا کیلیئے آگاہی کے نئے در وا کر کے گیا تھا۔۔۔ وہ گہری سوچ میں پڑ گئی تھی ۔۔۔ آج پہلی بار کسی نے یوں اسے سمجھایا تھا۔۔ ارصم امین برا نہیں تھا۔۔ وہ بہت اچھا تھا جو اسے بہت اچھے طریقے سے جان چکا تھا۔۔ یہ وفا کے دل نے بھی تسلیم کر لیا تھا۔۔ وہ سوچ رہی تھی کہ اسے

ارصم جیسے سہارے ہی کی تو ضرورت تھی۔۔ جو اسکے ہر قدم پر اسکا ساتھ دے۔۔ ایک تو یہ رمل کریم بھی اسکے پیچھے ہاتھ دھو کر پڑ گیا تھا۔۔ اب ماسوائے ارصم کو ہاں کرنے کے اسکے پاس اور کوئی چارا نا تھا۔۔۔ وگرنہ رمل جیسے بھیڑوں کی کمی نا تھی اس دنیا میں۔۔ جو اسے چیر پھاڑ کر رکھ دیتے۔۔۔ اس نے بہت سوچا اور بالآخر اس نتیجے پر پہنچی کہ وہ ارصم امین کو ہاں کر دے گی۔۔ مگر اس سے پہلے اسے اپنی نانی جان سے بات کرنا تھی اسے اپنے اعتماد میں لینا ضروری تھا۔۔۔ ارصم کی باتوں سے اسکے اندر ایک حوصلہ پیدا ہوا تھا۔۔

اسلام علیکم

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں۔ تو

www.kitabnagri.xyz آن لائن ویب سائٹ آپ کو پلیٹ فارم فراہم کر رہی ہے۔

Kitab Nagri

اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، ارٹیکل یا شاعری پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو

ابھی ای میل کریں۔

logicalmoez@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک پیج اور ای میل کے ذریعے رابطہ کر سکتے ہیں۔

Fb/Pg/Kitab Nagri

Posted On Kitab Nagri
logicalmoez@gmail.com
whatsapp _ 0319 8276205

آج رات اسمارا اور شانزل کا نکاح تھا۔۔

مہمانوں سے حویلی بھری ہوئی تھی۔۔ مرد حضرات مردان خانے میں تھے۔۔ اور ادھر رمل کریم کی نگاہیں بھٹک رہی تھیں اپنے شکار کو دیکھنے اور سے قابو میں کرنے کیلیئے۔۔ اس دن والے واقعے کے بعد وفا رمل کریم سے دور دور ہی رہنے لگی تھی وہ جس راستے سے آتا تو وفا وہ راستہ ہی چھوڑ دیتی۔۔ مگر وہ خبیث انسان تو اسکے پیچھے ہاتھ دھو کر پیچھے پڑ گیا تھا۔۔۔ وہ افسانہ کی طرح اسے بھی اپنا شکار کرنا چاہتا تھا ۔۔۔ مگر وہ افسانہ نہیں تھی وہ وفا آدم حیات تھی۔۔

وہ بادامی کلر کے کاٹن کے نفیس سے کامدار سوٹ میں ملبوس تھی۔۔ اسکارف کو اس نے اچھی سے اوڑھ رکھا تھا۔۔ وہ مہمانوں سے چائے پانی کا پوچھ رہی تھی۔۔ تبھی آپا صغریٰ اور فاریہ کیساتھ کھڑی ساجدہ جو کہ نکے دور پار کی رشتہ دار تھی۔۔ وہ وفا کو دلچسپ نگاہوں سے دیکھ رہی تھی۔۔ اور فاریہ سے اسکی نگاہوں کا طرزِ انداز چھپا نا رہ سکا تھا۔۔

بالآخر اس نے آپا صغریٰ سے پوچھ ہی لیا آپا یہ پیاری سی بچی کون ہے؟؟

آپا صغریٰ نخوت سے بولی یہ ؟؟ یہ منہوس آمنہ کی بیٹی ہے۔۔ وہی آمنہ جو ہماری نوکرانی تھی۔۔ آپا صغریٰ نے یہ کہہ کر یہ باور کرایا کہ وہ نوکرانی کی بیٹی ہے۔۔ کیونکہ آپا صغریٰ سے ساجدہ کا یوں اسے دلچسپ نگاہوں سے دیکھنا چھپا نا رہ سکا تھا۔۔ تبھی زہر خند لہجے میں بولی تھی۔۔۔

ساجدہ مسکرائی تھی ماشاء اللہ بہت پیاری بچی ہے۔۔ میں کب سے اپنے آصف کیلئے لڑکیاں ڈھونڈ رہی تھی۔ دیکھو تو سہی مجھے جس طرح کی بہو کی تلاش تھی اس میں ساری وہی خوبیاں موجود ہیں۔۔ مجھے ایسی ہی بہو چاہیے تھی۔۔ یہ میرے آصف کیلئے ایک دم پرفیکٹ رہے گی۔۔۔

ارے ساجدہ تم نے جا کر پسند بھی کسے کر لیا؟؟ نوکرانی کی بیٹی کو؟؟ تمھارے آصف کیلئے لڑکیوں کی کمی تھوڑی نا ہے ؟؟ ماشاء اللہ سے اتنا پڑھا لکھا اور خوبصورت بچہ ہے۔۔ بھلا اسکے لیے تمھیں یہ نوکرانی ہی ملی تھی ؟؟

ساجدہ بولی آپا ہم یہ ذات پات امیری غریبی نہیں دیکھتے۔۔ میرے لیے تو اتنا ہی کافی ہے کہ بچی ڈاکٹر بن رہی ہے۔۔ اور دیکھو تو سہی کتنی پیاری بچی ہے۔۔ سچ سے الگ تھلگ شرم و حیا والی۔۔ مجھے ایسی ہی بہو کی تلاش تھی۔۔ میں انشاء اللہ جلد ہی اسکی نانی کے پاس جا کر اسکا ہاتھ اپنے آصف کیلئے لونگی۔۔ اور مجھے یقین ہے کہ میرے آصف کو بھی یہ لڑکی بہت پسند آئے گی۔

آپا صغریٰ تو کلس کر رہ گئی تھی۔۔ اور دوسری طرف فاریہ کو بھی فکر لاحق ہو گئی تھی کہ کہیں وفا کا رشتہ ساجدہ نا لے جائے وہ تو کب سے اسے اپنے ارصم کیلئے پسند کر چکی تھی۔۔ اس نے فیصلہ کر لیا کہ کہیں اسے دیر نا ہو جائے آج رات وہ گھر جاتے ہی ارصم سے وفا کے متعلق بات کرے گی۔۔۔

ارصم کب سے وفا کو ہی ڈھونڈ رہا تھا۔۔ تبھی وہ اسے کچن کیطرف جاتی نظر آ گئی۔۔ وہ خفگی سے بولا۔۔ میں تمھیں کب سے ڈھونڈ رہا ہوں۔۔ وفا نا ہو گئی عید کا چاند ہو گئی۔۔

وہ مسکرائی کیوں ڈھونڈ رہے تھے مجھے خیریت ہے؟؟؟

ارصم مسکرایا میں نے شاید تم سے کوئی بات کی تھی؟؟

پتہ نہیں مجھے یاد نہیں آ رہا!! وفا۔ سے تنگ کرتے ہوئے بولی تو ارصم نے اسے آنکھیں دکھائیں۔۔ وہ مسکرائی۔۔

بتاؤ کیا سوچا ہے پھر تم نے؟؟ میں جلد از جلد اپنی مام کو تمھاری نانو کے ہاں بھیجنا چاہتا ہوں پھر ہم جلد ہی یہاں نیا گھر خریدیں گے۔۔۔ اور پھر میں تمھیں اور تمھاری نانو کو یہاں سے لے جاؤں گا۔۔۔ پھر ہماری دھوم دھام سے شادی ہو گی اور ہم ایک پرفیکٹ لائف انجوائے کریں گے میں ہونگا اور تم ہو گی۔۔

وفا تھوڑی دیر خاموش رہی پھر سنجیدگی سے گویا ہوئی۔۔

ارصم اسے ہی دیکھ رہا تھا۔۔۔

میں نے بہت سوچ بچار کی۔۔ پھر میں اس نتیجے پر پہنچی ؟؟؟

وفا خاموش ہو گئی تو ارصم تجسّس میں پڑ گیا۔۔ پھر کیا فیصلہ کیا تم نے ؟؟ اسکا دل دھڑک رہا تھا کہ کہیں وفا اسے انکار نا کر دے۔۔۔

یہی کہ ارصم امین وفا آدم حیات کو قبول ہے۔۔ پورے دل کیساتھ۔۔۔

رئیلی ؟؟ وہ بے یقین سا ہوا۔۔

وفا نے مسکرا کر سرہاں میں ہلایا۔۔

تھینک یو سو مچ وفا۔۔ تم نہیں جانتی کہ تم نے مجھے کتنی بڑی خوشی دی ہے۔۔ میں بیان نہیں کر سکتا۔۔ تھینک یو سو مچ ونس اگین۔۔ وہ بچوں کی طرح خوش ہو کر بولا۔۔ دیکھنا تمھیں اپنے فیصلے پر کبھی بھی پچھتاوا نہیں ہو گا۔۔ ارصم کی خوشی دیکھنے کے لائق تھی۔۔ میں ابھی جا کر مام سے بات کرتا ہوں۔۔۔ ارصم وہاں سے چلا گیا۔۔ اور وفا اسے جاتا دیکھ کر مسکرائی۔۔ پاگل آدمی۔۔۔ وہ سر جھٹک کر کچن کیطرف بڑھ گئی۔۔ وہ کچن کیطرف جا رہی تھی کہ زائر زاران شاہ صوفے پر بیٹھا صوفے کی پشت سے سر ٹکائے اپنا سر انگلیوں کی مدد سے دبا رہا تھا۔۔۔ شاید اسکے سر میں شدید درد تھا۔۔ وہ وفا کو دیکھ کر بولا۔۔ میرے سر میں بہت درد ہو رہا ہے۔۔ میرا سر دباؤ۔۔

وہ جھٹ سے بولی میں تمھاری نوکر نہیں ہوں۔۔ یہ کہہ کر وہ جانے کو پلٹی تو زائر غصے سے بولا سرونٹ ہو کر تم مجھ سے بکواس کر رہی ہو۔۔؟؟

وہ پلٹ کر بولی میں نے کہا میں تمھاری سرونٹ نہیں ہوں !!

وہ غصے سے بولا سرونٹ کی بیٹی سرونٹ ہی ہوتی ہے۔۔

وہ کمال مہارت سے بولی ہوتی ہوگی مگر میں نہیں ہوں۔۔ میں اپنی ماں کے پیٹ سے آزاد پیدا ہوئی تھی ۔۔ آئی سمجھ ؟؟ اور آئندہ مجھ سے ایسے لہجے میں بات مت کرنا۔۔ یہ کہہ کر وفا کچن میں چلی گئی۔۔۔۔ زائر زاران حیدر شاہ کا تو حیرت سے منہ ہی کھل گیا تھا۔۔ کہاں وہ روتی ہوئی خوفزدہ سی وفا حیات ؟؟ اور کہاں یہ آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر جواب دینے والی وفا؟؟ وہ غصے سے بولا یہ کس ٹون میں مجھ سے بات کر کے گئی ہے ؟؟ اسکی تو ؟؟؟ وہ غصے سے صوفے کو لات مارتا ہوئے اٹھ کر اپنے کمرے کیطرف بڑھ گیا۔۔ درد کی شدّت میں اضافہ ہو گیا تھا۔۔ شور و غل سے تنگ آکر وہ ک۔رے میں چلا آیا تھا اور آتے ہی آرام کی غرض سے بیڈ پر لیٹ گیا۔۔ اسے سکون چاہیے تھا۔۔ جو کسی بھی صورت اسے نہیں مل رہا تھا۔۔

جواب دیتے وقت وفا خوفزدہ بھی تھی۔۔ مگر خوش بھی تھی کہ اس نے دلیری سے سامنے والے کا مقابلہ کیا تھا۔۔ اب اسے مزید حوصلہ ملا تھا۔۔ اور یہ سب ارصم امین کے ہمت دلانے کیوجہ سے ہوا تھا۔۔ مگر کسی کو تکلیف میں دیکھ کر وہ کیسے سکون میں رہ سکتی تھی۔۔ ؟ اس نے مسیحائی کا پیشہ بھی اسی لیے تو اختیار کیا تھا تاکہ وہ دوسروں کی تکلیف دور کر سکے۔۔ کچھ سوچ کر اس نے گلاس میں پانی ڈالا اور

پین کلر لیکر وہ سیڑھیاں چڑھ کر زائر زاران حیدر شاہ کے کمرے کے پاس آگئی۔۔ اس نے دروازے پر ہلکی سی دستک دی۔

اسکی آواز آئی۔۔ کم ان!!

وہ آہستہ سے دروازہ کھول کر اندر داخل ہو گئی۔۔

وہ سر کو دونوں ہاتھوں سے تھامے لیٹا تھا۔۔ اسے دیکھتے ہی وہ غصے سے بولا۔۔ میرے کمرے کیوں آئی ہو ایڈیٹ؟؟

وفا بنا اسے جواب دیے پانی کا گلاس اور پین کلر اسکی طرف بڑھاتے ہوئے کہا یہ پین کلر لے لو اس سے افاقہ ہو گا۔۔

مجھے اس احسان کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔۔ دفع ہو جاؤ یہاں سے!! وہ سر کو دونوں انگلیوں سے دباتے ہوئے بولا۔۔

وفا نے کندھے اچکائے اور گلاس کیساتھ پین کلر پاس ٹیبل پر رکھتے ہوئے کہا۔۔ کھانا ہے تو کھالیں ورنہ میری بلا سے۔۔۔ وفا ایک کہہ کر کمرے سے نکل گئی۔۔۔

زائر زاران حیدر شاہ نے ایک نظر ٹیبل پر رکھے پانی کے گلاس اور پین کلر کو دیکھا پھر تکلیف سے برے ہوتے حال کو مد نظر رکھتے ہوئے اس نے پین کلر اور پانی کا گلاس اٹھالیا۔۔۔

آدھ کھلے دروازے سے یہ منظر دیکھ کر وفا حیات مسکرائی تھی اور وہاں سے چلی گئی۔۔ ابھی وہ بند قدم ہی آگے بڑھی تھی کہ اپنے کمرے سے نکلتے رمل کریم نے اسکا راستہ روک لیا۔۔ اور اسے اپنی گندی نگاہوں سے دیکھنے لگا۔۔۔

میرا راستہ چھوڑیں۔۔۔

وہ خباثت سے ہنسا!! تمھارا تو ہر راستہ اب مجھ تک ہی آکر ختم ہوتا ہے۔۔

وفا اسپاٹ لہجے میں بولی۔۔ میں نے کہا میرا راستہ چھوڑیں رمل بھائی۔۔

اگر نا چھوڑوں تو پھر؟؟ رمل نے اسکا بازو پکڑنا چاہا تھا۔۔

تبھی وفا کا زناٹے دار تھپڑ رمل کریم کا گال لال کر گیا تھا۔۔۔ پھر میں اپنا دفاع یوں کروں گی رمل بھائی!!!

وفا سے تھپڑ کھاتے ہی رمل کریم زخمی سانپ کیطرح پھنکارا تھا تمھاری اتنی ہمت؟؟ کمینی!!! میں تجھے چھوڑوں گا نہیں۔۔۔ وہ آگے بڑھا تو وفا نے کہا۔۔ غلطی بھی مت کرنا ورنہ میں چلا چلا کر سب کو اکھٹا کر لونگی۔۔ میں افسانہ نہیں ہوں جو تمھاری باتوں اور دھمکیوں کے آگے بچھ جائے گی۔۔ میں وفا آدم حیات ہوں۔۔ مجھ سے دور ہی رہنا!! وہ انگلی سے وارن کرتے ہوئے بولی سمجھ گئے رمل بھائی؟؟ یہ کہتی وفا حیات وہاں سے چلی گئی تھی۔۔

کمینی!! رمل کریم نے غصے سے پلر پر مکا دے مارا تھا۔۔ تمھاری اتنی جرات کہ تو رمل کریم پر ہاتھ اٹھایا۔۔ تیری تو!!! میں تمھیں چھوڑوں گا نہیں۔۔ سب کے سامنے تمھیں ذلیل و رسواء نا کیا تو پھر میرا نام بھی رمل کریم نہیں ہے۔۔ اس تھپڑ کی بہت بھاری قیمت چکانی پڑے گی تمھیں وفا حیات۔۔ بہت غرور ہے نا تمھیں۔۔ تمھارا یہ غرور خاک میں نا ملایا تو میرا نام بھی رمل کریم نہیں ہے۔۔ میرے ہاتھوں ہی تمھاری عزت ملیامیٹ ہو گی دیکھنا تم!! رمل غصے سے تن فن کرتا اپنے کمرے میں واپس چلا گیا۔۔۔

اسمارا اور شانزل کا نکاح ہو چکا تھا یہاں سے فارغ ہوتے ہی کب ارصم، فاریہ اور امین صاحب گھر آئے تو فاریہ نے ارصم کو کمرے میں بلا لیا۔۔۔

بیٹا

مجھے تم سے ایک ضروری بات کرنی تھی۔۔

جی موم مجھے بھی آپ سے ایک بہت ہی ضروری بات کرنی تھی۔۔ پہلے آپ کہیے۔۔

بیٹا میں نے تمھاری شادی کا فیصلہ کیا ہے۔۔

ارصم خوش ہو کر بولا موم میں بھی یہی کہنے والا تھا کہ مجھے شادی کرنی ہے۔۔

فاریہ مسکرائی۔۔ اور میں نے تمھارے لیے لڑکی پسند کر لی ہے۔۔

کیا؟؟؟؟ ارصم کو جھٹکا سا لگا۔۔ مگر موم؟؟؟؛

بیٹا وہ لڑکی بہت اچھی ہے۔۔ کیا ہوا کہ اسکی ماں نے یہ سب کیا!! مگر اس میں اس بے چاری کا تو کوئی قصور نہیں ہے نا؟؟ وہ بہت پیاری بچی ہے۔۔ اور عنقریب ڈاکٹر بھی بن جائے گی۔۔ اس میں بہت ساری خوبیاں ہیں۔۔

مگر مام؟؟؟؟

فاریہ اسکی بات کاٹ کر بولی

جانتی ہوں بیٹا کہ لوگ اسکے بارے میں کیا کہتے ہیں مگر ہمارا ان سے کیا کام؟؟ ہماری تو ایسی سوچ نہیں ہے نا؟؟ وفا بہت پیاری بچی ہے۔۔ ہیرا ہے ہیرا!!! اور ایسی لڑکی قسمت والوں کو ملتی ہے۔۔

مگر مام؟؟ اچانک وہ چونکا تھا۔۔ ایک!! ایک منٹ!! آپ نے ابھی کس کا نام لیا؟؟

وفا کا !!!

آپ وفا حیات کی بات کر رہی ہیں نا؟؟

ہاں بیٹا!!!

آہ موم!! ارصم ماں کے گلے لگ گیا۔۔ میں بھی ابھی اسی کے بارے میں بات کرنے والا تھا۔۔ لو یو موم آپکو کیسے پتہ چلا میری پسند کا۔۔؟؟ مجھے آپکی چوائس پر فخر ہے موم!! آپ نے میرے دل کی بات کہہ دی۔۔۔ لو یو سو مچ موم !!!

اور مجھے اپنے بیٹے کر فخر ہے۔۔۔

دونوں ماں بیٹا ایک دوسرے سے گلے لگے ہوئے تھے اور امین صاحب مسکرا رہے تھے۔۔

فاریہ بیٹھ کو خوش دیکھ کر مطمئن ہو گئی تھی ورنہ یہ پوچھتے ہوئے وہ کیا کچھ سوچ رہی تھی کہ ارصم شاید انکار نا کر دے۔۔ اب وہ جلد از جلد حمیرا بیگم سے وفا کا رشتہ مانگنے والی تھی۔۔۔۔

شادی اور ولیمے کے جھنجھٹ سے فارغ ہونے کے بعد زندگی معمول پر آئی تھی۔۔ وفا دوبارہ حویلی نا گئی تھی۔۔ رمل کے دل میں انتقام کی آگ بھڑک رہی تھی۔۔ اور وہ موقع کی تلاش میں تھا۔۔

آج فاریہ امین صاحب کیساتھ حویلی آگئی تھی۔۔ جب فاریہ نے انھیں اپنی آمد کا مقصد بیان کیا تو وہ سب حیران رہ گئے تھے۔۔

آپا صغریٰ تو باز پرس ہی کرنے لگ گئی تھی۔۔ کہ ہماری بچیوں کو چھوڑ کر تم نے جا کر اپنے بیٹے کیلئے اس نوکرانی کی ناجائز اولاد ہی پسند کر لی؟؟ ہماری بچیوں میں کونسی اور کس چیز کی کمی تھی؟؟ فاریہ اسے سمجھاتی رہ گئی۔۔ مگر آپا صغریٰ کی زبان کے آگے تو خندق تھی۔۔ فاریہ نے انھیں بتایا بھی کہ یہ ارصم کی پسند پر ہو رہا ہے۔۔ مگر آپا صغریٰ نے اسے اپنی ضد و انا کا مسئلہ بنا لیا تھا۔۔ اور ان سے ناراض ہو گئی ۔۔ یہی حال نادیہ اور مدیحہ کا بھی تھا۔۔ مگر فاریہ کو ان سب کی ناراضگی کی کوئی بھی پرواہ نہیں تھی۔۔ اسے صرف اپنے بیٹے کی خوشی عزیز تھی۔۔

فاریہ امین صاحب کیساتھ حمیرا بیگم کے پاس آئے اور اپنے آنے کا مدعا بیان کیا۔۔ حمیرا بیگم تو حیران ہی رہ گئی تھی۔۔ اسے اور کیا چاہیے تھا۔۔ اچھا کھاتا پیتا امیر گھرانہ تھا۔۔ اور وہ فاریہ کو اچھی طرح سے جانتی بھی تھی وہ بہت اچھی خاتون تھی۔۔۔

فاریہ نے ان سے وعدہ بھی کیا تھا کہ وہ اسکی نواسی کو بہت خوش رکھیں گے۔۔

رشتہ پکا ہو چکا تھا۔۔ باس ہفتے منگنی کا فنکشن رکھا گیا تھا۔۔ دراصل ارصم کو بہت جلدی تھی۔۔ وہ جلد از جلد وفا اسے شادی کر کے اسے یہاں سے لے جانا چاہتا تھا۔۔

رشتہ پکا ہونے اور منگنی کی ڈیٹ فکس ہونے کا سن کر ارصم کی خوشی کا کوئی ٹھکانہ نا تھا۔۔ اس نے یہ سمجھ لیا تھا کہ اب وفا حیات اسکی ہے صرف اسکی!! مگر اس بات سے بے خبر کہ قسمت اسکے ساتھ کیا کھیل کھیلنے والی ہے؟؟؟

صبح ناشتے کے دوران نادیہ نے ایک الگ ہی شوشہ چھوڑ دیا۔۔ جب وفا ناشتہ میز پر لگا رہی تھی تو نادیہ نے کہا۔۔ میں نے کچھ سوچا ہے۔۔۔ سب نادیہ کو دیکھنے لگے۔۔۔ وہ اپنی بات جاری رکھتے ہوئے بولی۔۔

فاریہ نے وفا کا رشتہ مانگا ہے اور میں سوچ رہی ہوں کہ ہمارے فیصل کی کوئی اولاد نہیں ہے۔۔ چار سال ہو چکے ہیں۔۔ کیوں نا ہم وفا کی فیصل سے شادی کروا دیں؟؟ گھر کی لڑکی ہے تو گھر میں ہی رہ جائے گی۔۔ باہر کیوں دیں۔۔

یہ سن کر وفا اک آدم اچھل کر حلق میں آ گیا تھا۔۔ یعنی کہ وہ لوگ اسے ہمیشہ کیلئے اپنے قابو میں رکھنا چاہتے تھے۔۔

ثناء سر اٹھا کر فیصل کو دیکھنے لگی۔۔

مدیحہ نے کہا کیسی باتیں کر رہی ہیں بھابھی آپ؟؟

کیوں اس میں برا ہی کیا ہے بھلا؟؟

تبھی ہمدان نے غصے سے کہا خدا کا کچھ خوف کرو نادیہ اللہ کے پاس تمھیں جانا بھی ہے ایک دن۔۔ وہ فیصل سے کئی سال چھوٹی ہے۔۔۔

ہاں تو کیا ہوا آج کل عمروں کو تھوڑی دیکھا جاتا ہے۔۔۔

کب سے ان سب کی باتیں سنتے فیصل نے غصے سے چمچ ٹیبل پر پٹخا۔۔ اور اٹھ کر غصے سے بولا امی آپ نے یہ سوچ بھی کیسے لیا؟؟ وفا میری چھوٹی بہن کیطرح ہے۔۔ اور آپکو بچوں کی اتنی جلدی بھی کیا ہے۔۔ ہماری شادی کو چار سال ہوئے ہیں کوئی چالیس سال نہیں۔۔ کہ آپ اتاولی ہو رہی ہیں بچوں کیلیئے۔۔ اللہ نے اگر میری قسمت میں اولاد لکھی ہے تو وہ مجھے ثناء سے مل جائے گی۔۔ خاد کیلیئے ایسی حرکتیں نا کریں۔۔ اور آپ یہ بھی سن لیں کہ ثناء سے بہت پیار کرتا ہوں میں دوسری شادی کسی بھی صورت نہیں کروں گا۔۔ فیصل کے جواب سے جہاں ثناء خوش ہوئی تھی وہیں وفا کا دل بھی مطمئن ہوا تھا۔۔ یہ کہہ کر فیصل وہاں سے چلا گیا مگر جاتے جاتے اس نے کچن کے دروازے پر کھڑی وفا کے سر پر

پر بڑے بھائی کیطرح ہاتھ رکھ کر اسے تسلی بھی دی تھی۔۔ جس پر وگ انم آنکھوں سے مسکرائی تھی۔۔۔ نادیہ تلملا کر رہ گئی تھی۔۔۔ سب اپنے ناشتے کیطرف متوجہ ہو گئے تھے۔۔۔

منگنی سے تین دن پہلے اچانک فاریہ کے والد کی طبیعت بگڑ گئی تھی۔۔ فاریہ کے والدین اور بڑی بہن اپنے بچوں کیساتھ امریکہ میں مقیم تھے۔۔ فاریہ کو ایمرجنسی میں جانا پڑ رہا تھا۔۔ وہ بہت پریشان تھی۔۔ مگر روانگی سے قبل وہ ارصم کیساتھ حمیرا بیگم کے پاس آئی تھی۔۔ اسے تسلی دینے کے وہ جلد ہی واپس آکر اپنی امانت لے جائے گی۔۔ مگر فی الحال اسکا امریکہ جانا بہت ضروری ہے۔۔ جہاں پر اسکا والد موت وحیات کی کشمکش میں مبتلا تھا۔۔

یہی بات ارصم نے بھی وفا سے کہی تھی۔۔ تم میری امانت ہو وفا!! میں بہت واپس آؤں گا تمھیں اپنے ساتھ ایک مضبوط رشتے میں باندھنے۔۔

اسلام علیکم

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں۔ تو

www.kitabnagri.xyz آن لائن ویب سائٹ آپ کو پلیٹ فارم فراہم کر رہی ہے۔

اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، ارٹیکل یا شاعری پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو

ابھی ای میل کریں۔

Posted On Kitab Nagri
logicalmoez@gmail.com
آپ ہمارے فیس بک پیج اور ای میل کے ذریعے رابطہ کر سکتے ہیں۔
Fb/Pg/Kitab Nagri
logicalmoez@gmail.com
whatsapp _ 0319 8276205

وفانم آنکھوں سے بولی تم وہاں جا کر مجھے بھول تو نہیں جاؤ گے ارصم ؟؟

ارصم مسکرایا تھا پاگل رو کیوں رہی ہو ؟؟ تم بھی بھولنے کی کوئی چیز ہو ؟؟ تم تو میرے دل میں رہتی ہو !! اور بھلا کوئی دل کے بغیر بھی رہ سکتا ہے ؟؟ اور میں کونسا ہمیشہ کیلئے جا رہا ہوں۔۔ بس دو تین دنوں کیلئے ہی تو جا رہا ہوں۔ جلد لوٹ کر آؤں گا۔۔۔ ویسے عقلمند لوگ کہتے ہیں کہ جو لوگ زیادہ دور ہوتے ہیں ۔۔ انکے لیے محبت اور انکی قدر بڑھ جاتی ہے۔۔۔۔

اچھا چلو اب مجھے اچھے طریقے سے مسکرا کر الوداع کرو۔۔ وگرنہ میں پورے سفر میں اداس رہوں گا۔۔ یہ آنسو مجھے ڈسٹرب کرتے رہیں گے۔۔۔ ارصم مسکرا کر بولا تو

وفانم آنکھوں سے مسکرائی۔۔

میرا انتظار کرنا میں جلد آؤں گا۔ ڈاکٹر وفا آدم حیات۔۔۔ اس نے وفا کے آنسو صاف کرتے ہوئے اسکا گال تھپتھپایا۔۔۔ پھر وہ چلا گیا اور وفا کو لگا کہ ارصم اس سے بہت دور چلا گیا ہے۔۔ اتنا کہ اب وہ اس تک کبھی بھی نہیں پہنچ سکے گی۔۔ ارصم کے چلے جانے کے بعد وفا چپ چپ سی رہنے لگی تھی۔۔ یوں دن گزرنے لگے۔۔ دن ہفتوں میں اور ہفتے مہینوں میں۔۔ دو مہینے ہو گئے تھے ارصم کو امریکہ گئے ہوئے مگر اب تک اسکی کوئی خیر خبر نہیں تھی۔۔ وہ انتظار کرتی رہی اور بالآخر مایوس ہو گئی کہ شاید وہاں جا کر ارصم اسے بھول گیا تھا۔۔ ہاں وہ کونسا اسکے لیے اہم تھی؟؟ کہ وہ اسے یاد رکھتا؟؟ اسکا دل دکھ سے بھر گیا تھا۔۔ اور یہی سب حمیرا بیگم بھی سوچ رہی تھی کہ اب اسکی نواسی کا کیا ہو گا؟؟ اب وہ کیا کرے؟؟ دن بہ دن اسکی صحت گرتی جا رہی تھی۔۔ بوڑھی عورت تھی۔۔ فاریہ کے رشتہ پکا کرنے پر یہ آس بندھی تھی کہ اب وہ سکون سے مر سکے گی کیونکہ وفا محفوظ اور مضبوط ہاتھوں میں تھی۔۔۔ مگر اب یہ آس بھی ٹوٹنے لگی تھی۔۔ تبھی ایک دن واش روم میں حمیرا بیگم بری طرح سے گر گئی ایسے کہ اسکے سر پر شدید چوٹ آئی تھی اور خون بھی بہت زیادہ بہہ رہا تھا۔ وہ بے ہوش پڑی تھیں۔۔۔ کافی دیر تک جب وہ واش روم سے نا نکلی تو وفا کو پریشانی نے آگھیرا۔۔ اس نے دروازہ کھٹکھٹایا آوازیں بھی دیں مگر جواب ندارد؟؟؟ وفا پریشان ہو گئی تھی اور جب چابی سے دروازہ کھولا تو سامنے کا منظر دیکھ کر اسکی چیخیں نکل گئیں وہ فوراً سے حویلی کیطرف بھاگی۔۔ دروازے پر ہی اسے زالان حیدر شاہ مل گیا تھا۔۔ اسے بری طرح سے روتے ہوئے دیکھ کر زالان نے کہا کیا ہوا بیٹا سب خیریت ہے نا؟؟

وہ!! وہ۔۔ نانو۔۔ نانو واش روم میں گر گئی ہیں۔۔ انکا بہت زیادہ خون بہہ رہا ہے وہ بے ہوش ہو گئی ہے خدا کیلیئے میری مدد کریں۔۔ میری نانو مر جائیں گی پلیز اسے بچا لیں۔۔۔ یہ سن کر زالان بھی پریشان ہو گیا تھا پھر اس نے روتی ہوئی وفا کے سر پر ہاتھ رکھا اور کہا آپ ہمت رکھو بیٹا آپکی نانو کو کچھ بھی نہیں ہو گا۔۔ ذالان حیدر شاہ حمیرا بیگم کی بہت عزت کرتے تھے انھوں نے ان سب بہن بھائیوں کو بچپن میں اپنی گود میں کھلایا تھا۔۔ وہ انکی گود میں ہی پل کر جوان ہوئے تھے۔۔۔

ذالان حیدر نے فیصل سے کہا کہ وہ گاڑی نکالے۔۔ فیصل نے فوراً نے حکم کی تعمیل کی تھی۔۔ پھر وہ حمیرا بیگم کو لیکر ہاسپٹل روانہ ہو گئے تھے۔۔ پورے راستے میں وفا روتی رہی تھی۔۔ اسکے آنسو ذالان حیدر کو تکلیف دے رہے تھے۔۔ ذالان حیدر شاہ اسے خود سے لگائے تسلیاں دے رہا تھا۔۔

حمیرا بیگم کی حالت بہت تشویشناک تھی ڈاکٹر اسے آئی سی یو لے گئے تھے اسکے سر پر شدید گہری چوٹ آئی تھی۔۔ ڈاکٹر نے کہ اکہ خون بہت زیادہ بہہ گیا ہے ہمیں خون کی اشد ضرورت ہے۔۔ فیصل نے فون کر کے اپنے دو تین دوستوں کو ہاسپٹل بلوا لیا تھا جنکا بلڈ گروپ بھی وہی تھا۔۔۔ زالان حیدر شاہ روتی ہوئی وفا کو سینے سے لگائے تسلیاں دے رہا تھا۔۔۔ فیصل نے کال کر کے گھر والوں کو ہاسپٹل میں ہیں حمیرا بیگم کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔۔۔

حمیرا بیگم کو تھوڑی دیر کیلیئے ہوش آیا تو اس نے ذالان حیدر شاہ کو بلوایا تھا۔۔ وفا بھی ساتھ چلی آئی تھی ۔۔ وہ اپنی نانو کے سینے سے لگ کر پھوٹ پھوٹ کر رو پڑی تھی ۔۔ حمیرا بیگم نے ذالان حیدر شاہ کو دیکھا اور بولی بیٹا اگر!! مجھے ۔۔۔ کچھ ہو جائے تو میری اس بچی کا بہت خیال رکھنا !!!

اماں بی آپ کیسی باتیں کر رہی ہیں ؟؟ اللہ نا کرے کہ آپکو کچھ ہو۔۔

وعدہ کرو ذالان کہ تم میری وفا کا اپنے بچوں کیطرح خیال رکھو گے ؟؟ ایک آگے باپ کیطرح اسکا خیال رکھو گے ۔۔ ایک مرتی ہوئی عورت کی یہ خواہش پوری کر دو۔۔ میری وفا کا میرے علاوہ اور کوئی بھی نہیں ہے اس دنیا میں !!!

ذالان حیدر شاہ کا دماغ بہت پیچھے چلا گیا تھا۔ اسے شدت سے قاری عبد المتین یاد آیا تھا۔۔ بیس بائیس سال پہلے قاری عبد المتین نے بھی اس سے ایک ایسا ہی وعدہ لیا تھا۔۔ مگر اس وعدے کے اکیا بنا؟؟ وعدہ خلافی کر ڈالی۔۔ بھلا دیا اس وعدے کو!! بھول گیا وہ سمیحہ متین کو!! اپنی بیوی سمیحہ ذالان حیدر شاہ کو۔۔۔ ایک آنسو ٹوٹ کر اسکے گال پر بہہ آیا تھا۔۔

وفا زارو قطار رو رہی تھی ۔۔ نانو پلیز آپ ایسی باتیں نا کریں۔ آپکو کچھ بھی نہیں ہو گا۔۔

وعدہ کرو ذالان تم میری بیٹی کا خیال رکھو گے ۔۔ جب تک ارصم واپس نہیں آ جاتا ۔۔ پھر ارصم کے آتے ہی اسکی امانت اسکے حوالے کر دینا۔۔

زالان نے کچھ سوچا تھا۔۔ اور پھر اٹھ کر باہر نکل آیا۔۔ حمیرا بیگم مایوس سی ہو گئی تھی۔۔۔ اس نے افسوس سے بند دروازے کو دیکھا۔۔

ذالان حیدر شاہ نے فیصل سے کہا فیصل تم اپنے دوستوں کو بلاؤ اور جلدی سے مولوی کا انتظام کرو۔۔

مگر چاچو کس لیے ؟؟؟

یہ سوال جواب کا وقت نہیں ہے تم جلدی سے وہی کرو جو کہا ہے میں نے میرے پاس وقت نہیں ہے۔۔۔۔جی چاچو۔۔ فیصل چلا گیا تھا۔۔

ذالان حیدر شاہ نے زائر زاران شاہ کو کال کی تھی۔۔ اور اسے مطلوبہ ہاسپٹل جلدی پہنچ جانے کا کہا تھا۔۔ زائر پریشان ہو گیا تھا کہ نا جانے ڈیڈ کو کیا ہو گیا ہے۔ وہ ہاسپٹل میں کیوں ہیں ؟؟؟

ذالان حیدر شاہ اندر آیا تھا۔۔ وہ حمیرا بیگم کے پاس بیٹھ گیا۔۔ اماں بی آپ مجھ پر بھروسہ کر سکتی ہیں۔۔ میں زائر کو اپنا سگا بیٹا ہی سمجھتا ہوں۔۔ اور میں آپ کو مطمئن کرنے کے لیے زائر کا وفا کے ساتھ نکاح کروا رہا ہوں۔۔۔ اب تو آپ مطمئن ہیں نا؟؟

وفا نے یہ سن کر چونک کر سر اٹھایا اور ذالان حیدر شاہ کو دیکھا تھا۔۔ جو یہ فیصلہ کر کے بہت مطمئن بیٹھا تھا۔۔

اماں بی وفا حویلی میں ایک مضبوط رشتے کیساتھ رہے گی۔۔ جونہی ارصم واپس آئے گا تو میں وفا کو اسکے حوالے کر دوں گا۔۔ اگر ایسا کچھ نا ہوا یعنی اگر ارصم واپس نا آیا تو میں وفا بیٹی کو اپنی بہو بنا لوں گا ہمیشہ کیلیئے۔۔

یہ سن کر حمیرا بیگم نے سکون کا سانس لیا تھا۔۔ فیصل اپنے دوستوں اور مولوی صاحب کو لے آیا تھا ۔۔ تھوڑی دیر بعد زائر بھی وہاں پہنچا تھا۔۔ جی ڈیڈ آپ نے مجھے بلایا؟؟ سب خیریت ہے نا؟؟

بیٹا میں تمھارا اور وفا کا نکاح کروا رہا ہوں۔۔

واٹ؟؟؟ نکاح؟؟؟

دیکھو بیٹا!!

مگر ڈیڈ میں یہ نہیں کر سکتا !!

میں جانتا ہوں بیٹا یہ ایک مرتی ہوئی عورت کی آخری خواہش ہے۔ پلیز مان جاؤ۔۔ پھر تم اسے آزاد کر دیا جونہی ارصم واپس آئے گا۔۔ ہم اسکا ارصم کیساتھ نکاح کر دیں گے۔۔ مگر فی الوقت اماں بی کو مطمئن کرنے کے لیے اس سے نکاح کر لو۔۔ اسے اپنا نام دے دو۔۔ تا کہ اماں بی کو محسوس ہو کہ وہ اب محفوظ ہاتھوں میں ہے۔۔۔۔

سوری ڈیڈ میں یہ نہیں کر سکتا۔۔

زائر جانے لگا تو ذالان حیدر شاہ نے اسکے آگے ہاتھ جوڑ دیے۔۔ میں نے کبھی بھی تم سے کچھ بھی نہیں مانگا۔۔ یہ میری پہلی اور آخری خواہش سمجھ کر پوری کر دو بیٹا۔۔ میں تمھارا زندگی بھر مشکور رہوں گا۔۔

وہ تڑپ اٹھا تھا۔۔ فوراً سے آگے بڑھ کر اسکے جڑے ہوئے ہاتھ نیچے کیے تھے۔۔ ڈیڈ یہ آپ کیا کر رہے ہیں۔۔؟؟ اپ مجھے شرمندہ کر رہے ہیں۔۔

تو مان جاؤ نا بیٹا!!

ٹھیک ہے ڈیڈ میں اس سے نکاح کر لونگا میں آپکو بتا رہا ہوں کہ میں جینی کو پسند کرتا ہوں اور اسی سے ہی شادی کروں گا۔۔

ٹھیک ہے مجھے قبول ہے۔۔ ب

مرتا کیا نا کرتا کہ مصداق کے مطابق اسے اپنے باپ کا یہ فیصلہ ماننا پڑا۔۔ اس نے کب سوچا تھا کہ اسکا نکاح یوں وفا جیسی لڑکی ہو گا۔۔ جسے وہ ہمیشہ سرونٹ ہی سمجھتا آ رہا تھا۔۔ مگر اپنے باپ کی خاطر اسے یہ کڑوا گھونٹ پینا ہی پڑا تھا۔۔۔

مولوی صاحب نے انکا نکاح پڑھانا شروع کیا تھا۔ وفا بنت آدم آپکا نکاح زائر زاران شاہ ولد زران حیدر شاہ سے بعوض حق مہر تیس لاکھ روپے یہ نکاح کیا جاتا ہے کیا آپکو یہ نکاح قبول ہے؟؟؟

زالان حیدر شاہ کو کوئی شدت سے یاد آیا تھا۔۔ ہاں سمیحہ متین!!! ایسے ہی سمیحہ اسکے سامنے بیٹھی تھی اور عبد المتین سامنے بیڈ پر پڑا تھا۔۔ ان کا نکاح بھی اسی طرح مجبوری کی حالت میں ہوا تھا۔۔ بس فرق یہ تھا کہ سمیحہ کی جگہ وفا نے لے لی تھی اور زالان حیدر شاہ کی جگہ زائر زاران حیدر شاہ تھا۔۔ ایک آنسو ٹوٹ کر زالان حیدر شاہ کے گال پر گرا تھا۔۔ جسے جلدی سے کسی کی نظروں میں آئے بغیر زالان حیدر شاہ نے صاف کیا تھا۔۔

حمیرا بیگم نے وفا کا ہاتھ پکڑ کر اسے ہمت دی تھی۔ اور ہاں کہنے کا کہا تھا۔۔۔ وہ جھکے ہوئے سر کیساتھ بولی تھی۔۔ جی قبول ہے۔۔ قبول ہے!! قبول ہے۔۔۔ تین بار یہی الفاظ دہرائے جب زائر زاران حیدر شاہ کی باری آئی تو وہ خاموش ہو گیا وہ کیسے قبول کر سکتا تھا۔۔ اس لڑکی کو جسے وہ سرونٹ سمجھتا آرہا تھا مگر زالان حیدر شاہ کے چہرے کو دیکھتے ہوئے اسے یہ زہر کا گھونٹ پینا ہی پڑا۔۔ اسے یہ فکر کھائے جارہی تھی کہ اگر لوگوں کو پتہ چل گیا تو پھر وہ کیسی سبکی محسوس کرے گا کہ ایک سرونٹ اسکی بیوی ہے!!! زالان حیدر شاہ نے اسے ہاں کرنے کا اشارہ کیا تھا۔۔۔

مجبوراً اسے قبول ہے قبول ہے کہنا پڑا تھا اور یوں وفا آدم حیات سے وفا زائر زاران حیدر شاہ بن گئی تھی۔۔۔ نکاح ہوتے ہی زائر وہاں سے غصے سے اٹھ کر چلا گیا تھا۔۔ زالان نے فیصل کو سختی سے منع کر دیا تھا کہ فی الحال یہ نکاح انھیں خفیہ رکھنا ہو گا کسی کو بھی اس۔ نکاح کے بارے میں کچھ بھی پتہ نا چلے۔۔ فیصل نے سر ہاں میں ہلا یا تھا۔۔۔ پھر اچانک ہی حمیرا بیگم کی طبیعت خراب ہو گئی سب باہر

نکل آئے تھے۔۔ وفا کا رو رو کر برا حال تھا۔۔ ڈاکٹر اپنی پوری کوشش کر رہے تھے۔۔ سر میں شدید چوٹ لگنے کی وجہ سے حمیرا بیگم کومہ میں چلی گئی تھی۔۔۔

وفا بلک بلک کر رو رہی تھی۔۔

ذالان نے اسے سینے سے لگالیا تھا۔۔ وہ خود بھی رو رہا تھا۔۔ وہ وفا کو اپنے ساتھ حویلی لے آیا۔۔ وفا نہیں آنا چاہتی تھی مگر ذالان اسے زبردستی کے آیا تھا۔۔ اسے سخت بخار ہو گیا تھا۔۔ وہ حمیرا بیگم کا علاج اچھے سے اچھے ڈاکٹروں سے کروا رہا تھا۔۔ اس وقت وہ وفا کیلیئے بہت پریشان تھا۔۔ جو بخار میں تپ رہی تھی اور نیم بے ہوشی میں بار بار اپنی نانی کو پکار رہی تھی۔۔ ذالان حیدر شاہ پوری رات اسکے سرہانے بیٹھا رہا۔۔ بالکل اپنی سگی اولاد کیطرح وہ اسکا خیال رکھ رہا تھا۔۔ وہ تڑپ رہی تھی تو تکلیف وہ محسوس کر رہا تھا۔۔ ربیعہ شاہ بھی وہاں آگئی تھی۔۔ ذالان نے اسے پوری بات بتادی تھی۔۔ ماسوائے ان کے نکاح کی۔۔۔ وہ بات اس نے پوشیدہ ہی رکھی تھی۔۔ اور یہی وہ غلطی کرنے جا رہا تھا۔۔ بیس بائیس سال پہلے بھی وہ اپنے نکاح کو گناہ کیطرح چھپا کر بہت بڑی غلطی کر چکا تھا اور اب وہ اپنی اولاد کا نکاح بھی چھپا کر یہ خطرناک غلطی کرنے جا رہا تھا۔۔ جس کا اندازہ اسے بعد میں لگنا تھا۔۔

حویلی کے تمام لوگ ذالان کی وفا کیلیئے یہ فکر دیکھ کر اندر ہی اندر جل بھن رہے تھے۔۔ خاص کر مدیحہ، نادیہ اور آپا صغریٰ۔۔۔ انکی سمجھ میں یہ نہیں آ رہا تھا کہ آخر پرائی لڑکی کیلیئے ذالان حیدر شاہ جیسا بندہ کیوں اتنا فکرمند ہو رہا ہے؟؟ کیوں ہلکان ہو رہا ہے۔؟؟ اسکا کیا رشتہ اس نوکرانی کی بیٹی سے۔۔۔؟؟

ڈاکٹر اسکا چیک اپ کر کے گئے تھے۔۔ جب وہ ہوش میں آئی تو اس نے ربیعہ شاہ اور ذالان حیدر شاہ کو اپنے پاس بیٹھے دیکھا۔۔ وہ اسکی داد رسی کر رہے تھے۔۔ اور وہ بلک بلک کر رو رہی تھی اسے چپ کراتے کراتے وہ دونوں بھی رو پڑے تھے۔۔ وہ اسکا دکھ سمجھتے تھے۔۔۔ وفا کو اس وقت وہ دونوں اپنے سب سے بڑے ہمدرد لگے تھے۔۔ ذالان نے اس سے کہا کہ وہ حویلی آ جائے۔۔ مگر وفا نے انکار کر دیا کہ وہ یہاں پر ٹھیک ہے۔۔

وقت سب سے بڑا مرہم ہے۔۔ اور یہی کچھ اسکے ساتھ بھی ہوا تھا۔۔ وقت کیساتھ ساتھ اس نے خود کو بہلا لیا تھا۔۔ وہ بس دعائیں ہی کر سکتی تھی جو کہ وہ کر بھی رہی تھی۔۔۔ ذالان حیدر شاہ نے حویلی کے تمام لوگوں پر یہ بات واضح کر دی تھی کہ آج کے بعد وفا اس حویلی کا کوئی بھی کام نہیں کرے گی اور ناں کوئی اس سے اپنا کام کروائے گا۔۔ وہ اسکی کفالت میں ہے۔۔ اور کوئی بھی اسکے ساتھ زور زبردستی نہیں کرے گا۔۔ آپا صغریٰ تو یہ سن کر جل بھن گئی تھی کہ ذالان آخر اس پرائی لڑکی کیلئے اتنا مر کیوں رہا ہے؟؟ کیا لگتی ہے یہ اسکی؟؟ اس لڑکی کو اتنا سر پر چڑھا لیا ہے کہ اب وہ لڑکی اس حویلی کے کوئی بھی کام نہیں کرے گی اس کا بس نہیں رہا تھا۔۔۔

وفا کافی حد تک مطمئن ہو گئی تھی۔۔ اسکی نانو نے اسے ذالان کے ہاتھوں میں دیکھ کر بہت اچھا فیصلہ کیا تھا۔۔۔ ذالان حمیرا بیگم سے کیا ہوا اپنا وعدہ نبھانے کی پوری کوشش کر رہا تھا۔۔ اور ایک بیٹی کی طرح اسکا خیال رکھ رہا تھا۔۔ زائر ذالان سے ناراض تھا مگر ذالان نے اسے یہ سمجھا کر مطمئن کر دیا تھا کہ یہ

صرف وقتی طور پر نکاح ہوا ہے۔۔ ارصم کے آنے کے بعد وہ اسے طلاق دے دے گا اور پھر وہ لوگ ارصم سے اسکا نکاح کر دیں گے۔۔ زائر مطمئن ہو گیا تھا۔۔۔۔

اس دن کے بعد نا وفا اسکے سامنے آئی اور نا اسکا سامنا وفا سے ہوا۔۔ وفا سب کچھ جانتی تھی اسے بس اپنی نانو کے ٹھیک ہونے کا انتظار تھا۔۔ ارصم امین تو تقریباً آسے بھ ہی گیا تھا۔۔ یہ دکھ ہی اسے کھائے جا رہا تھا۔۔۔

آج صبح وہ زالان کے کمرے میں آئی تھی۔۔ ذالان آفس کیلئے تیار ہو رہا تھا اسے دیکھ کر وہ محبت سے بولا آؤ بیٹا اندر آؤ۔۔ خیریت؟؟ کسی چیز کی ضرورت تو نہیں ہے؟؟

نہیں۔۔ وہ سر سر جھکا کر بولی وہ آپ آفس جا رہے ہیں تو کیا راستے میں آپ مجھے نانو کے پاس ہاسپٹل چھوڑ دیں گے؟؟ میں نانی جان کیساتھ کچھ وقت گزارنا چاہتی ہوں۔۔

ذالان مسکرایا کیوں نہیں بیٹا ضرور۔۔ آپ گاڑی میں جا کر بیٹھو میں بس آرہا ہوں۔۔

وفا سر جھکا کر بولی شکریہ!!

اور کمرے سے نکل گئی۔۔

ذالان حیدر شاہ وفا کا جاتے دیکھ کر گہری سوچ میں پڑ گیا تھا۔۔ کوئی اور بھی تھی اسی کی طرح معصوم سر جھکا کر بات کرنے والی۔۔ سر کو ہمیشہ کور کر کے رکھنے والی۔۔ نماز قرآن کی پابند!! شرم و حیا کا پیکر ۔۔۔ صبر و شکر کرنے والی!!!! ذالان نے سر کو جھٹکا اور جلدی سے جھک کر شوز پہننے لگا۔۔۔ وفا ذالان

کے کمرے سے نکلی تھی تبھی سیٹی کی دھن بجاتا گاڑی کی چابی انگلی میں گھماتا زائر اپنے کمرے سے نکلا تھا۔۔

وفا کی نظر اس پر پڑی تو اموی اسے نظر انداز کر کے جانے لگی۔۔

زائر کو اپنا یوں نظر انداز کر جانا بالکل بھی پسند نہیں آیا تھا وہ فوراً سے اسکے سامنے آکر اسکا راستہ روک گیا تھا۔۔ وفا نے جلدی سے اپنے قدموں کو بریک لگائی تھی ورنہ زائر زاران شاہ سے زور کی ٹکر ہو جاتی ۔۔ وہ غصے سے بولی یہ کیا بد تمیزی ہے ؟؟ کیوں میرا راستہ روکا ہے ؟؟

واہ!!! تمھارے منہ میں تو زبان بھی آگئی ہے۔۔ ویسے تم اتنا اچھل کس بات پر رہی ہو؟؟ اس خوشفہی میں ہو کہ تمھارا میرے ساتھ نکاح ہو چکا ہے۔۔ تو محترمہ نکل آؤ اس خوش فہمی سے۔۔ میرے سامنے تمھاری اوقات سرونٹ کی سی ہے۔۔۔

ضبط سے وفا کا چہرہ سرخ پڑ گیا تھا۔۔ وہ بولی تو بس اتنا۔۔ مجھے ایسی کوئی خوشفہمی کی بیماری نہیں ہے۔۔ اور نا میں خوشفہمیاں پالتی ہوں۔۔ میری کیا اوقات ہے ؟؟ یہ مجھے اچھے طریقے سے پتہ ہے۔ مگر ہاں اپنے بارے میں زرا سوچو!! تمھاری سوچ بہت زیادہ گر چکی ہے۔۔ بڑے لوگ ہو مگر سوچ بہت چھوٹی اور گری ہوئی ہے۔۔ وفا اسے آئینہ دکھاتی اسکے سامنے سے تیزی سے نکل گئی تھی۔۔

زائر نے غصے سے ریلنگ پر مکا دے مارا تھا۔۔ یہ اتنا اچھل کس بات پر رہی ہے ؟؟ مجھ سے نکاح کر کے !!!؟ شاید وہ بھول رہی ہے کہ دو بول بول کر میں اسے آسمان سے زمین پر پٹخ سکتا ہوں۔۔ وہ غصے

سے سیڑھیاں اترتا نیچے چلا گیا۔۔ چوہ جونہی گاڑی کے پاس آیا تو اسنے وفا کو اپنی گاڑی میں بیٹھا پایا۔۔ وہ غصے سے اسکے پاس آیا اور غصے سے بولا تم ادھر میری گاڑی میں بیٹھی کیا کر رہی ہو؟؟۔۔ وفا نے اسے کوئی جواب نا دیا۔۔ وہ تلملا کر رہ گیا۔۔۔ اتنی اکڑ!؟؟؟؟

تبھی ذالان بھی وہاں آگیا۔۔ بیٹا میں نے اس سے کہا ہے۔۔ دراصل میری گاڑی خراب ہو گئی ہے مجھے آفس ڈراپ کر دینا اور اسے ہاسپٹل چھوڑ دینا۔۔

جی ڈیڈ۔۔۔

ذالان کیوجہ سے اسے یہ کڑوا گھونٹ پینا پڑا تھا۔۔ مگر اسے اس بات ک ابھی غصہ تھا کہ اب ذالان حیدر شاہ اور ربیعہ شاہ کی آدھی محبت اس "" بے چاری "" لڑکی کو مل رہی تھی۔۔ اور یہی تو اس سے برداشت نہیں ہو رہا تھا۔۔۔ ذالان پچھلی سیٹ پر وفا کیساتھ بیٹھا ہوا تھا۔۔ وہ وفا کے سر پر محبت سے ہاتھ رکھتے ہوئے بولا بیٹا میں نے اپنے ایک دوست سے بات کی ہے۔۔ اسلام آباد میں ایک بہت اچھا اور مہنگا ہاسپٹل ہے جلد ہی میں اماں بی کو وہاں لے جاؤں گا انشاءاللہ جلد ہی اماں بی ٹھیک ہو جائیں گی۔

وفا نم آنکھوں سے بولی بہت بہت شکریہ آپکا۔۔

اسلام علیکم

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ آپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں۔ تو

www.kitabnagri.xyz آن لائن ویب سائٹ آپ کو پلیٹ فارم فراہم کر رہی ہے۔

Posted On Kitab Nagri

اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، ارٹیکل یا شاعری پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو

ابھی ای میل کریں۔

logicalmoez@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک پیج اور ای میل کے ذریعے رابطہ کر سکتے ہیں۔

Fb/Pg/Kitab Nagri

logicalmoez@gmail.com

whatsapp _ 0319 8276205

ذالان حیدر شاہ مسکرایا باپ اور بیٹی میں شکریہ کیسا؟؟ ذالان نے اسے اپنے سینے سے لگایا تھا۔۔

اور سامنے لگے مرر سے یہ سارا منظر دیکھ کر زائر زاران شاہ پہلی بار حسد کا شکار ہوا تھا۔۔۔ اس نے ایک منصوبہ بنایا تھا۔۔ اس طرح کہ وہ وفا کو اتنا تنگ اور اتنا سب کر دے گا کہ وہ خود ہی اس سے طلاق لینے پر مجبور ہو جائے گی۔۔ اور اس طرح سب کے سامنے وہ بری ٹھہرے گی۔۔ اور یوں اس لڑکی سے میری جنا چھوٹ جائے گی۔۔۔ وہ اپنے منصوبے پر خود ہی مسکرایا تھا۔۔

وہ نہیں جانتا تھا کہ ایک دن ایسا بھی آئے گا جب وہ اسے چھوڑ کر چلی جائے گی تو اسے اس لڑکی کیلئے کتنا رونا پڑے گا۔۔۔ وہ نہیں جانتا تھا کہ وہ جس لڑکی سے نفرت کرتا ہے۔۔ کسی دن اسے اس لڑکی سے

عشق ہو جائے گا۔۔ مگر شاید تب وہ اسکے پاس نا ہو۔۔۔ کیونکہ بعض اوقات ہمیں ان چیزوں کی قدر نہیں ہوتی جب وہ ہمارے پاس ہوتی ہیں اور جب ہم ناشکری کرتے ہیں تو اللہ اسے ہم سے چھین کر بہت دور کر دیتا ہے اور تب ہمیں اس چیز کی اصل قدر معلوم پڑتی ہے۔۔ بے شک ناشکرے انسان کو اللہ تعالیٰ پسند نہیں کرتا۔۔۔

زائر نے پہلے وفا کو ہاسپٹل چھوڑا اور پھر ذالان کو آفس چھوڑ کر وہ اپنے دوستوں کے پاس چلا گیا۔۔۔

وہ کافی دیر تک اپنی نانی جان کیساتھ بیٹھی باتیں کرتی رہی۔۔ وہ کافی دیر تک وہیں روتی رہی تھی پھر وہ ٹیکسی پر واپس حویلی آگئی تھی۔۔۔

شام کو پہر تھا وفا خاموش سی سیڑھیوں پر بیٹھی اپنی نانی جان اور ارصم کو سوچ رہی تھی۔۔ ارصم کہاں ہو تم؟؟ کیا تم مجھے بھول گئے ہو؟؟ تم نے تو کہا تھا کہ تم وہاں جا کر مجھے نہیں بھولو گے۔۔ مگر تم نے مجھے بھلا دیا۔۔ ہاں کیسے یاد رکھو گے؟؟ میں کونسا تمہارے لیے اتنی اہم تھی؟؟ کونسا قیمتی تھی؟؟ ایک عام سی وفا حیات تھی۔۔ تم بھی باقیوں کی طرح ہی نکلے ارصم امین!!!! دو آنسو ٹوٹ کر اسکے گالوں پر بہہ آئے تھے۔۔۔

تبھی کوئی اسکے پاس آکر بیٹھا تھا۔۔ وفا نے جلدی سے اپنے آنسو صاف کیے تھے۔۔ اور چہرہ موڑ کر دیکھا تو وہ کوئی اور نہیں بلکہ زائر زاران حیدر شاہ تھا جو اسکے بہت پاس بہت قریب بیٹھا تھا۔۔

وفا جلدی سے سرک کر فاصلہ بنا گئی تھی۔۔ وہ غصے سے بولی یہ کیا بدتمیزی ہے؟؟

بدتمیزی؟؟کونسی بدتمیزی؟؟

یہ والی اور کونسی؟؟آپ میرے پاس اور میرے ساتھ کیوں بیٹھے ہیں؟؟

زائر زاران حیدر شاہ اسکے خوف سے خوب محفوظ ہوا تھا۔۔ وہ اپنی امڈ آنے والی مسکراہٹ دباتے ہوئے بولا اس میں بدتمیزی والی کونسی بات ہے؟؟ بھئی نکاح ہوا ہے ہمارا منکوحہ ہو تم میری!! میں تمھارے پاس تمھارے ساتھ بیٹھ سکتا ہوں۔۔ وہ وفا کے قریب ہوا تھا۔۔

وفا خوف سے بدک کر اٹھ کھڑی ہوئی تھی.. آپ حد سے بڑھ رہے ہیں!!!

اچھا واقعی۔؟؟؟۔ وہ دلکشی سے مسکراتے ہوئے بولا چلو پھر تم ہی مجھے میری حد دکھادو!! چلو!!!

وفا سے جواب نا بن پایا تو وہاں سے تیزی سے اپنے کمرے کی طرف بھاگ گئی۔۔ اور پیچھے اسکے خوف سے محفوظ ہوتے زائر زاران حیدر شاہ نے ایک قہقہہ لگایا تھا۔۔۔۔

بس اتنی سی ہمت تھی تم میں وفا حیات؟؟ ابھی کہاں؟؟ ابھی تو شروعات ہے۔۔ میں تمھیں اتنا تنگ کردوں گا کہ تم خود چل کر میرے پاس آؤ گی مجھ سے طلاق لینے۔۔ وہ اٹھ کھڑا ہوا ایک نظر اس بند کمرے کے دروازے پر ڈالی اور وہاں سے چلا گیا۔۔۔۔۔

آپا صغریٰ نے کہا ہائے!!!! میں تو تنگ ہی آگئی ہوں ہر روز کے حیلے بہانوں سے۔۔۔

نادیہ نے پوچھا۔۔ آپا کس کی بات کر رہی ہیں آپ؟؟

آپا صغریٰ صوفے پر بیٹھتے ہوئے بولی فاریہ کا آج پھر فون آیا تھا باپ کی طبیعت اچھی بھی خراب ہے۔۔ وفا کا پوچھ رہی تھی۔۔ میں نے ہر بار کیطرح جھوٹ بول دیا کہ ٹھیک ہے۔۔ اب اسے کیا بتاتی کہ ادھر وہ لڑکی ہمارے سینوں پر مونگ دل رہی ہے۔۔۔ اور وہ لڑکا!!! بس ناہی پوچھو۔۔ بہت ہی ضدی لڑکا ہے۔۔ ضد کر رہا تھا کہ وفا سے اسکی بات کراؤں۔۔۔ بڑا ہی ڈھیٹ لڑکا ہے۔۔ بڑی مشکلوں سے اسے ٹالا ہے۔۔ میں تو تنگ ہی آگئی ہوں۔۔ بھئی اب کچھ نا کچھ تو کرنا ہی پڑے گا اس منہوس کا۔۔۔

ادھر سے گزرتے ہوئے زائر زاران شاہ نے آپا صغریٰ کی ساری باتیں سن لی تھیں۔۔ چلو کوئی اور بھی ہے جو وفا کو یہاں سے نکالنے میں اسکی ہیلپ کر رہا ہے۔۔۔۔

پھر زائر وفا کو سچ کرنے کا کوئی بھی موقع ہاتھ سے جانے نا دیتا تھا۔۔ ذالان کے سامنے وہ جان بوجھ کر وفا کو اپنا کوئی کام کرنے کا کہتا اور وفا ذالان حیدر شاہ کیوجہ سے یہ کڑوے گھونٹ پی جاتی۔۔ ذالان حیدر خوش ہو جاتا کہ زائر آہستہ آہستہ اس رشتے کو قبول کرنے لگا ہے۔۔ مگر وہ نہیں جانتا تھا کہ زائر زاران حیدر شاہ کے کیا ارادے ہیں۔۔۔؟؟

ذالان نے پورا انتظام کر لیا تھا۔۔ حمیرا بیگم کو اسلام آباد شفٹ کیا جا رہا تھا۔۔ وہ آخری بار اپنی نانی جان کو دیکھنے گئی تھی۔ اور پھر ذالان وفا کو ربیعہ شاہ اور زائر شاہ کے حوالے کر کے حمیرا بیگم کو لیکر چند دنوں کیلیئے اسلام آباد چلا گیا۔۔ ذالان اسلام آباد کیا گیا ان سب کو تو موقع ہی مل گیا تھا وفا سے سارے بدلے سود سمیت لینے کے۔۔۔ آپا صغریٰ اور باقی گھر والوں نے اپنا اصل رنگ دکھانا شروع

کر دیا تھا۔۔ اور وفا کو گھر کے کاموں میں لگا دیا۔۔ وفا کیا کرتی ؟؟ اکیلی تھی۔۔ بے بس اور بے سہارا!!! جاتی تو کہاں جاتی ؟؟ جب تک نانی جان ٹھیک نہیں ہو جاتی یا پھر ذالان حیدر شاہ واپس نہیں آ جاتا اسے یہ سب برداشت کرنا تھا۔۔۔

رمل کو اب موقع ملا تھا وفا سے اپنی بے عزتی کا بدلہ لینے کا۔۔۔ اپنے وحشی پن دکھانے کا۔۔۔

وفا عشاء کی نماز پڑھنے کے بعد اب دعا کیلیئے ہاتھ اٹھائے اپنی نانی جان کی صحتیابی کیلیئے دعا مانگ رہی تھی کہ اچانک لائٹ چلی گئی۔۔ تبھی باہر سے کھٹکے کی آواز سنائی دی۔۔ وفا کا سانس رک گی تھا۔۔ وہ بہت خوفزدہ سی ہوگئی تھی اس نے جلدی سے دعا ختم کی۔۔ اور اٹھ گئی۔۔ کک کک کون ہے ؟؟ کون ہے وہاں ؟؟ وفا کے حلق سے بمشکل یہ آواز نکلی تھی۔۔ وہ ڈرتی ہوئی کمرے سے باہر نکلی تبھی کسی نے اسکے منہ پر سختی سے ہاتھ رکھ کر اسکی چیخوں کا گلہ گھونٹا تھا۔۔ ایک ہاتھ اسکے منہ پر رکھے اور دوسرے سے اسکا بازو دبوچے وہ ہیولہ اسے اندھیرے کیطرف لے جا رہا تھا۔۔ وفا خود کو اس کے چنگل سے چھڑاء کیلیئے ہاتھ پاؤں مار رہی تھی۔۔ مگر مخالف کی گرفت سخت تھی۔۔۔ وفا نے دل سے خدا کو مدد کیلیئے پکارا تھا۔۔ وفا کو اپنی عزت پیاری تھی۔۔ اس نے پوری قوت کیساتھ اپنی کہنی اسکے پیٹ پر دے ماری تھی ۔۔ وہ درد سے بلبلا اٹھا۔۔۔ اسکی گرفت ڈھیلی پڑی تو وفا کو وہاں سے فرار ہونے کا موقع مل گیا۔۔ اس نے اسے دھکا دیا اور وہاں سے بھاگ نکلی۔۔۔ وہ ہیولا بھی اپنی تکلیف بھلا کر اسکے پیچھے بھاگا تھا۔۔

وہ خوفزدہ سی پیچھے دیکھتی بھاگ رہی تھی تبھی زائر جو کہ گھوم پھر کر گاڑی کی چابی انگلی میں گھماتا گنگناتا ہوا ابھی حویلی میں داخل ہو رہا تھا۔۔ کہ وفا اس سے ٹکرا گئی۔۔

کوئی اور وقت ہوتا تو وہ اس سے ہرگز بھی مدد نا مانگتی مگر اس وقت اسکی عزت کا سوال تھا۔۔ وہ زائر کے پیچھے چھپ گئی تھی۔۔ وہ بری طرح سے رو رہی تھی۔۔۔

کیا ہوا ہے ؟؟ کہیں بھوت ووت تو نہیں دیکھ لیا ؟؟

وہ وہ وہاں کوئی ہے !! کسی نے مجھے کڈنیپ کرنے کی کوشش کی تھی۔۔۔

واٹ ؟؟؟ تم پاگل ہو گئی ہو ؟؟

مم میں سچ کہہ رہی ہوں آپ میرا یقین کریں۔۔ وہ روتی ہوئی بولی۔۔ کوئی میرا منہ بند کر کے مجھے گھسیٹ کر کے جا رہا تھا۔۔

زائر تھوڑی دیر خاموش کھڑا رہا۔۔ پھر بولا چلو آؤ دیکھتے ہیں کون ہے وہاں ؟؟

نن من نہیں میں نہیں آؤں گی !! وفا نے زائر کا بازو پکڑ لیا تھا۔۔۔

زائر نے مڑ کر پہلے روتی ہوئی وفا کو دیکھا پھر اپنے بازو پر رکھے اسکے کانپتے ہوئے ہاتھ کو۔۔۔ جو اسکا بازو پکڑے اسے وہاں نا جانے کا کہہ رہی تھی۔۔ اسکے ہاتھوں کی لغزش اسے واضح محسوس ہو رہی تھی۔۔۔ شاید وہ بہت ڈر گئی تھی۔۔۔ مانا کہ وہ اسے پسند نہیں کرتا تھا مگر ذالان حیدر شاہ اسے اسکے حوالے کر

کے گیا تھا۔۔ اگر خدانخواستہ اس کے ساتھ کچھ برا ہو جاتا ہے تو پھر وہ زالان کو کیا منہ دکھائے گا؟؟ یہی سوچ کر اس نے وفا کا ہاتھ پکڑا۔۔ وفا نے نم آنکھوں سے اسے دیکھا تھا۔۔

چلو میرے ساتھ دیکھتے ہیں وہاں کون ہے؟؟

وفا ڈر رہی تھی۔۔

میں ہوں نا!! چلو۔۔۔ وہ وفا کو لیکر وہاں آگیا۔۔ اب وہ وفا آ کو کھڑا کر کے وہ اس آدمی کو تلاش کر رہا تھا ۔۔۔ تبھی لائٹ بھی آگئی تھی۔۔ وہ جو کوئی بھی تھا زائر کو دیکھ کر بھاگ گیا تھا۔۔ مگر باغیچے میں زائر کو ایک رومال ملا تھا۔۔ جسے اس نے اپنی جیکٹ کی جیب میں ڈال دیا تھا۔۔ وہ وفا کے پاس آیا۔۔ کوئی بھی نہیں ہے۔۔ چلو جاؤ جا کر سو جاؤ۔۔۔۔

مم!!! مجھے بہت ڈر لگ رہا ہے!!! اگر وہ پھر آگیا تو؟؟

ڈرو نہیں وہ جو کوئی بھی تھا بھاگ گیا ہے۔۔ اب اندر جاؤ اور دروازہ اچھے طریقے سے اندر سے بند کر دو۔۔ اور خبردار جو کسی کے بھی کھٹکھٹانے پر تم نے دروازہ کھولا۔۔ ساری کھڑکیاں دروازے بند کر دو۔۔ چلو جاؤ اب۔۔۔ وفا سر ہلاتی ہوئی کمرے میں چلی آئی پھر اس نے دروازہ بند کر دیا۔۔ جتنی بھی دعائیں آتی تھیں وہ ساری پڑھ کر پھونکیں۔۔ کھڑکیاں اچھی طرح سے بند کیں۔۔ پھر کمبل میں دبک کر سو گئی۔۔۔ وہ سخت خوفزدہ ہو گئی تھی۔۔۔ زائر چند منٹ وہیں کھڑا رہا پھر وہاں سے چلا آیا۔۔۔

ریشم نے ٹیرس سے زائر کو وفا کے کمرے سے آتے دیکھا تھا۔۔ وہ تو کچھ اور ہی سمجھ بیٹھی تھی۔۔ اس نے جا کر جلدی سے یہ خبر آپا صغریٰ کو بتا دی۔۔ آپا صغریٰ بھی اسے غلط انداز میں لے گئی تھی اور غلط ہی سوچنے لگی تھی۔۔ آپا صغریٰ نے نفرت سے کہا جیسی ماں ویسے بیٹی۔۔ اب اس حویلی کے مردوں کو پھنسا رہی ہے۔۔ مگر میں ایسا نہیں ہونے دوں گی۔۔ نانی کیا بیمار ہوئی اس نے تو کوٹھا ہی آباد کر لیا۔۔۔ ناجائز کہیں کی۔۔۔ زائر کو میں کسی بھی حال میں اسکے جال میں پھنسنے نہیں دوں گی۔ وہ تو صرف میری ریشم کا ہی ہے۔۔۔ آپا صغریٰ نیا منصوبہ بنانے لگی تھی۔۔ اسکے دل میں آگ لگی تھی جو کسی بھی صورت کم ہونے کا نام نہیں لے رہی تھی۔۔۔

صبح ہو چکی تھی مگر رات والے واقعے کو یاد کر کے وفا بہت خوفزدہ سی ہو گئی تھی۔۔ وہ سوچ رہی تھی کہ آخر وہ کون تھا؟؟ مگر وہ کیسے جان پاتی کہ وہ کون تھا۔۔

اس دن کے بعد آپا صغریٰ کا رویہ اسکے ساتھ بہت تلخ اور تضحیک آمیز ہو گیا تھا۔۔ وہ اسکی جانی دشمن بن گئی تھی۔۔ تھوڑی تھوڑی بات پر اسے ذلیل کر کے رکھ دیتی۔۔ کوئی کام کرتی تو اس میں سو کیڑے نکالتی۔۔ یہ بھی ایک ایسا ہی دن تھا۔۔ ملازماؤں کو اس نے جان بوجھ کر چھٹی دے دی تھی۔۔ اس نے وگ آ کو ناشتہ بنانے کا حکم دیا تھا۔۔ وفا نے ٹیبل پر ناشتہ لگایا مرد حضرات ناشتہ کر کے آفس چلے گئے تھے۔۔ ماسوائے زائر، اور رمل کے۔۔۔

خواتین ناشتے کی میز پر ناشتہ کر رہی تھیں۔۔ زائر اور ربیعہ شاہ اپنے کمروں میں تھے۔۔۔

کچن میں وفا کو اکیلا دیکھ کر رمل چپکے سے وہاں چلا آیا تھا۔۔ وفا سنک صاف کر رہی تھی کہ چونک گئی رمل اسکے بہت قریب کھڑا تھا۔۔ بصہ جلدی سے پیچھے کو ہوئی تھی۔۔ یہ کیا بدتمیزی ہے رمل بھائی!!!؟ جان من ابھی تم نے میری بدتمیزی دیکھی ہی کہاں ہے؟؟ یہ تو صرف ایک ٹیلر ہے۔۔ ابھی تو تم نے پوری فلم دیکھنا ہے۔۔ ڈئیر۔۔۔ کیا تم اس تھپڑ کو بھول گئی ہو؟؟ اگر ہاں!! تو میں نہیں بھولا اس تھپڑ کو۔۔ اور نا ہی بھولوں گا۔۔ ھدی کو کچن میں آتا دیکھ کر رمل جلدی سے پیچھے ہوا اور بولا ایک گلاس جوس کا دینا۔۔

وفا نے جوس کا جگ اٹھایا اور گلاس میں جوس ڈالنے لگی۔۔

ھدی کچن سے نکل گئی تھی۔۔ وفا نے جوس کا گلاس رمل کیطرف بڑھایا تو رمل نے گلاس لینے کے بجائے اسکا ہاتھ ہی پکڑ لیا تھا۔۔ وہ گھبر اگئی تھی۔۔ جوس کا جگ اور گلاس اسکے ہاتھ سے چھوٹ کر نیچے جا گرے تھے اور کرچی کرچی ہو گئے۔۔ آپا صغریٰ آواز سن کر فوراً سے کچن میں آئی تھی۔۔ وفا نے روتے ہوئے کہا رمل بھائی میرا ہاتھ چھوڑیں۔۔۔۔ آپا صغریٰ یہ دیکھ کر بولی کیا ہو رہا تھا یہ؟؟؟

وہ روتے ہوئے بولی وہ رمل بھائی نے میرا ہاتھ پکڑ لیا تھا۔۔

رمل گڑبڑا گیا تھا۔۔ آہستہ آہستہ سب تماشہ دیکھنے کے لیے کچن میں جمع ہونا شروع ہو گئے تھے۔۔

رمل جلدی سے بولا تھا امی یہ جھوٹ بول رہی ہے میں تو اس سے جوس مانگنے آیا تھا اس نے خود ہی میرا ہاتھ پکڑ لیا تھا اور اب آپ کو دیکھ کر یہ جھوٹ موٹ کے آنسو بہا رہی ہے۔۔ اب میں آپکو کیا بتاؤں امی کہ یہ کیا کہہ رہی تھی مجھ سے۔۔۔؟؟

وفا روتے ہوئے بولی رمل بھائی جھوٹ بول رہے ہیں انھوں نے میرا ہاتھ پکڑا تھا۔۔ یہ ہر بار مجھے ہریسمنٹ کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔۔۔

اب رمل کیساتھ ساتھ آپا صغریٰ بھی گھبرا گئی تھی۔۔ آپا صغریٰ نے دیکھا کہ سب لوگ کچن میں جمع ہو گئے ہیں تو جلدی سے بات بدل دی تھی۔۔ کمبخت ایک کام ڈھنگ کا نہیں کر سکتی۔۔ ایک جوس کا گلاس ہی تو مانگا تھا میرے بچے نے۔۔

وفا کی سوئی وہیں اٹکی ہوئی تھی۔۔ وہ رمل بھائی نے میرا ہاتھ پکڑا تھا۔۔ اسی وجہ سے گلاس اور جگ میرے ہاتھ سے چھوٹ گئے وہ مجھ !!!!!

آپا صغریٰ کی زناٹے دار تھپڑ نے وفا کا منہ بند کر دیا تھا وہ سیدھی ٹوٹے ہوئے جگ اور گلاس کی کرچیوں پر جا گری تھی۔۔۔۔ رمل جلدی سے وہاں سے رفو چکر ہو گیا تھا۔۔۔

سب تماشہ دیکھ رہے تھے۔۔۔

زائر شور سن کر وہاں آیا تھا۔۔

کمبخت جیسی ماں بدکردار ویسی بیٹی بدکردار۔۔ میرے معصوم بیٹے پر تہمت لگا رہی ہے۔۔ خود کے لچھن ٹھیک نہیں ہیں۔۔ اب گھر کے مردوں پر بری نگاہ رکھنے لگی ہے۔۔ آوارہ کہیں کی۔۔ ارے ڈائن بھی سات گھر چھوڑ کر وار کرتی ہے مگر تو تو احسان فراموش ہے۔۔ جس تھالی میں کھایا اسی میں ہی چھید کر دیا۔۔ کم بخت نانی کیا بیمار پڑ گئی۔ تو تو آوارہ ہی ہو گئی ہے۔۔۔

وفا سر جھکائے رو رہی تھی۔۔ اسکی ذات کا تماشہ بنا دیا گیا تھا۔۔۔

چلو صاف کرو یہ سب۔۔ تیری ماں آکر نہیں کرے گی یہ سب۔۔۔ ذالان نے تجھے سر ہر چڑھا رکھا ہے۔۔ وفا کے دونوں ہاتھ زخمی ہو گئے تھے۔۔ اس نے سر اٹھا کر تماشہ دیکھنے والے بے حس لوگوں کو ایک نظر دیکھا تھا جن میں زائر زاران حیدر شاہ بھی شامل تھا۔۔ وہ دھندلائی ہوئی نگاہوں سے زائر کو دیکھ رہی تھی دکھ اس بات کا نہیں تھا کہ وہ اسکے لیے آواز نہیں اٹھا رہا تھا۔۔ دکھ تو اس بات کا تھا کہ وہ اسکی منکوحہ تھی۔۔ ذالان اسے اسکے حوالے کر گیا تھا پورے حق کیساتھ کہ وہ اسکا محافظ ہے وہ اسکا خیال رکھے گا۔۔ مگر ذالان حیدر شاہ غلط تھا وہ تو تماشہ دیکھنے والوں میں سے تھا۔۔ وہ بھی خاموش تماشائی بنا کھڑا تھا۔۔۔

چلو اب جلدی سے یہ کانچ صاف کرو۔۔ اور تم سب لوگ جاؤ یہاں سے۔۔ آپا صغریٰ نے ان سب کو جانے کا حکم دیا اور خود بھی نکل گئی۔۔۔

زائر ابھی تک دروازے پر کھڑا تھا۔ وفا نے ایک بڑا کانچ کا ٹکڑا اٹھایا اور اپنی مٹھی زور سے بند کر دی۔۔ زائر حیرانگی سے اسے دیکھ رہا تھا۔۔ خون اسکی ہتھیلی سے رس رہا تھا۔۔ مگر اسے پرواہ ہی کہاں تھی۔۔۔ تبھی شور سن کر ربیعہ شاہ وہاں آئی تھی وہ جلدی سے وفا کے پاس آئی یہ دیکھ کر وہ بولی یہ تم کیا کر رہی ہو وفا۔۔۔؟؟ کھولو اپنی مٹھی اور چھوڑو اسے۔۔ ربیعہ شاہ نے زبردستی اسکی مٹھی کھولی اور اسکی ہتھیلی سے کانچ کا ٹکرایا گرایا۔۔۔ ہتھیلوں سے خون بہہ رہا تھا۔۔ ربیعہ شاہ نے جلدی سے اپنا دوپٹہ اسکی دونوں ہتھیلیوں پر باندھ کر اسکے خون کے بہاؤ کو روکنے کی کوشش کی تھی۔۔ وفا رو رہی تھی۔۔ ربیعہ شاہ نے اسے گلے سے لگا لیا تھا۔۔ وہ سہارا پاتے ہی بلک بلک کر رو پڑی۔۔۔ ربیعہ شاہ نے افسوس سے دروازے پر کھڑے زائر زاران حیدر شاہ کو دیکھا تھا۔۔ زائر شرمندہ سا وہاں سے چلا گیا تھا

۔۔

اسلام علیکم

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں۔ تو

www.kitabnagri.xyz آن لائن ویب سائٹ آپ کو پلیٹ فارم فراہم کر رہی ہے۔

اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، ارٹیکل یا شاعری پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو

ابھی ای میل کریں۔

Posted On Kitab Nagri
logicalmoez@gmail.com
آپ ہمارے فیس بک پیج اور ای میل کے ذریعے رابطہ کر سکتے ہیں۔
Fb/Pg/Kitab Nagri
logicalmoez@gmail.com
whatsapp _ 0319 8276205

ربیعہ شاہ اسے دلاسہ دینے لگی پھر اسے اپنے ساتھ کے آئی اور اسکے زخموں کی مرہم پٹی کی اور آپا صغریٰ سے صاف الفاظوں میں کہہ دیا کہ اب وفا حویلی کے کوئی کام نہیں کرے گی۔۔ ذاالان وفا کو اسکے حوالے کر کے گیا ہے اب وہ اسکی زمہ دای ہے۔۔ جب تک ذاالان نہیں آجاتا وفا کسی کام کو ہاتھ نہیں لگائے گی۔۔۔

آپا صغریٰ کو ربیعہ پر بڑا غصہ آیا تھا۔۔ یہ سب سے بڑی رکاوٹ بن گئی تھی۔۔۔

آپا صغریٰ اب نیا منصوبہ بنانے لگی تھی۔۔

وفا کی وہ حالت دیکھ زائر زاران حیدر شاہ ناجانے کیوں بے چین سا ہو گیا تھا بار بار وفا کی شکوہ کرتی نگاہیں اسکی آنکھوں کے سامنے گھوم جاتی تھیں۔۔ وہ اس رات ٹھیک سے سو بھی نا سکا تھا وہ خود بھی اپنی اس

بے چینی کی وجہ نہیں سمجھ رہا تھا۔۔ ناں جانے کیوں اسے افسوس سا ہو رہا تھا وفا کی وہ حالت سوچ کر۔۔ وہ بار بار بے چینی سے کروٹیں بدل رہا تھا۔

ہمدان، زاران، سعدان، اور فضیل ایک اہم میٹنگ کیوجہ سے دوسرے شہر گئے ہوئے تھے۔۔ شانزل اور رمل دوستوں کیساتھ گئے ہوئے تھے۔۔۔ مردوں میں بس فیصل اور زائر ہی تھے۔۔

وفا ابھی عشاء کی نماز پڑھ کر سوئی تھی اور اسکی آنکھ لگی تھی۔۔ ابھی اسے سوئے ہوئے تھوڑا ہی وقت گزرا تھا کہ کوئی دروازے کے لاک کھول کر اندر داخل ہوا تھا اور دروازہ بھی اندر سے بند کر دیا۔۔ اب وہ ہیولا آہستہ آہستہ وفا کے بیڈ کیطرف بڑھ رہا تھا۔۔ وہ وفا کے بالکل پاس آ کر رک گیا۔۔ تبھی وفا کی آنکھ کھل گئی۔۔ اپنے پاس کسی ہیولے کو دیکھ کر وفا کی آنکھیں خوف سے پھیل گئی تھیں۔ اس سے پہلے کہ وہ اٹھتی اور چیخ مار کر سب کو جمع کرتی۔۔ اس ہیولے نے اسکے اٹھنے سے پہلے ہی اسکا سختی سے منہ بند کر دیا تھا۔۔ اندھیرے میں وہ نقاب میں چھپے اس انسان کا چہرہ نہیں دیکھ سکتی تھی۔۔ وہ بیڈ پر ہاتھ پاؤں مار رہی تھی۔۔ مگر سامنے والے کی گرفت مضبوط تھی۔۔ وہ بیڈ پر لیٹی وفا پر آہستہ آہستہ جھک رہا تھا۔۔ وفا کا دل چاہا کہ اسے ابھی اور اسی وقت موت آ جائے۔۔ مگر ابھی امتحان اور بھی تھے۔۔۔ وہ چیخنا چاہتی تھی مگر اسکی چیخوں کا گلہ اس نے گھونٹ رکھا تھا۔۔۔ تبھی دروازے پر زور زور سے دستک ہونے لگی۔۔

وفا گھبرا گئی تھی۔۔ دستک دینے والی آپا صغریٰ تھی۔۔

دروازہ کھولو بدکردار لڑکی!! دکھاؤ تو سہی کس مرد کو بلایا ہے تم نے اپنے کمرے میں؟؟؟ آپا صغریٰ چلا رہی تھی۔۔ باسکی آوازیں سن کر تمام گھر والے وہاں بھاگے چلے آئے تھے۔۔ کہ آخر ہوا کیا ہے؟؟

زائر بھی پریشان سا وہاں چلا آیا تھا۔۔۔

فیصل نے کہا کیا ہوا ہے پھپھو؟؟

اس بدکردار لڑکی نے کسی مرد کو اپنے کمرے میں بلایا ہے۔۔ میں نے اپنی آنکھوں سے اسے اسکے کمرے میں داخل ہوتے دیکھا تھا۔۔ میں کہتی ہوں دروازہ کھولو ناجائز اولاد۔۔۔۔

ربیعہ شاہ نے کہا آپا آپکو شاید غلط فہمی ہوئی ہو گی۔۔۔

مجھے کوئی غلط فہمی نہیں ہوئی میں نے اپنی ان گہنگار آنکھوں سے دیکھا ہے۔۔ اسے اندر جاتے ہوئے۔۔ پھر وہ دروازہ کیوں نہیں کھول رہی؟؟

اس نے فیصل سے کہا دروازہ توڑ دو فیصل !!

مگر پھپھو؟؟.

میں نے کہا دروازہ توڑو فیصل۔۔۔

جی پھپھو۔۔۔

فیصل دروازہ توڑنے لگا۔۔

وہ آدمی ڈر گیا تھا۔۔ دروازے کی اوپر والی کنڈی ٹوٹ گئی تھی۔۔ اس نے اپنی جان خطرے میں دیکھی تو جلدی سے وفا کو بیڈ پر دھکیلتا کھڑکی کھول کر باہر کود گیا۔۔ اندر داخل ہوتے ان سب لوگوں نے یہ منظر دیکھا تھا کہ جیسے وفا اس آدمی کیساتھ ایک ہی بستر پر موجود تھی۔۔ زائر زاران حیدر شاہ کو تو بالکل بھی یقین نا آیا تھا۔۔ وہ وہیں رک گیا تھا۔۔۔

وفا جلدی سے بیڈ سے اٹھی تھی۔۔ اور ربیعہ شاہ کے پاس آئی اور روتے ہوئے بولی۔۔ میرا یقین کریں میں اس شخص کو نہیں جانتی۔۔ پتہ نہیں وہ کون تھا۔۔ جو میرے کمرے میں گھس آیا تھا۔۔

آپا صغریٰ کو تو موقع مل گیا تھا۔۔

بدکردار بے حیا لڑکی!! ہماری آنکھوں میں دھول جھونک رہی تھی۔۔ ہاں!! اب بھی اپنے کالے کرتوتوں سے مکر رہی ہے؟؟ بے حیا ناجائز کہیں کی!! ہم نے خود اپنی آنکھوں سے یہ سب دیکھا تھا۔۔ کی آ کر رہا تھا وہ تیرے بستر پر تیرے ساتھ؟؟ جیسی ماں ویسی بیٹی۔۔ بالآخر گندے خون نے اثر دکھا ہی دیا نا؟؟ آپا صغریٰ اسے مارنے لگی تھی۔۔ وہ رو رو قسمیں اٹھ آ رہی تھی اپنی بے گناہی اور پاکدامنی کی مگر وہاں کون تھا کو اسکی فریادیں سنتا۔۔ کوئی بھی اس پر یقین نہیں کر رہا تھا۔۔ آپا صغریٰ نے اسے مار مار کر لہولہان کر دیا تھا۔۔ تبھی ربیعہ شاہ نے آگے بڑھ کر وفا کو آپا صغریٰ کے چنگل سے چھڑایا تھا۔۔۔

وفا ربیعہ شاہ کے پیچھے چھپ گئی تھی۔۔۔

بس کر دیں آپا۔۔ مر جائے گی یہ۔۔

مر جائے تو اچھا ہی ہے نا !!

وہ روتے ہوئے بولی میرا یقین کریں میں اللہ تعالیٰ کی قسم اٹھا کر کہتی ہوں میں بے قصور ہوں۔۔ میں نے کوئی گناہ نہیں کیا ہے۔۔ میں اسے جانتی تک نہیں ہوں۔۔

بس کر دے۔۔ بس کر دے قرآنی لڑکی۔۔ اور کتنی جھوٹی قسمیں کھائے گی۔۔ بے غیرت لڑکی !! تجھے خدا کا کوئی خوف نہیں ہے ؟؟ میں اس بد کردار لڑکی کو مزید اس گھر میں برداشت نہیں کر سکتی۔۔ ہٹو تم سامنے سے ربیعہ۔۔۔

آپا صغریٰ نے ربیعہ کو سامنے سے ہٹایا اور وفا کو بازو سے دبوچ لیا۔۔

آپا چھوڑیں اسے۔۔ یہ کہاں جائے گی اللہ کا کچھ خوف کریں۔۔

ہٹو تم ربیعہ۔۔۔

آپا زالان اسے میرے حوالے کر گئے ہیں۔۔ میں زالان کو کیا جواب دوں گی ؟؟

تم ہٹو سامنے سے ربیعہ۔۔۔ آپا صغریٰ نے ربیعہ کو ہٹایا اور روتی ہوئی وفا کو بازو سے پکڑ کر زبردستی گھسیٹتے ہوئے وہاں سے نکالنے لگی۔۔۔ تبھی فیصل آپا صغریٰ کے سامنے آگیا تھا۔۔ پھپھو پلیز مت کریں یہ گناہ ؟؟ کہاں جائے گی یہ آدھی رات کو۔۔ ؟؟ اسکا ہے ہی کون اس دنیا میں ؟؟

بہت یار بنا رکھے ہیں اس نے۔۔ کسی ن آ کسی کے پاس چلی ہی جائے گی۔۔

مت کریں پھپھو۔۔

فیصل تم آگے مت آؤ۔۔ جاؤ یہاں سے۔۔ نادیہ اپنے بیٹے کو دور کرو میرے سامنے سے !!!

تبھی جھٹ سے نادیہ نے فیصل کو بازو سے پکڑ کر روک لیا تھا۔۔

امی چھوڑیں مجھے۔۔ پھپھو غلط کر رہی ہیں۔۔ اتنی آدھی رات کو وہ کہاں جائے گی بے چاری۔۔۔ خدا کا کچھ خوف کریں امی۔۔ آپ لوگ بھی بیٹیوں کی مائیں ہیں۔۔۔

تو چپ کر۔۔ تیرا یہ کما نہیں ہے۔۔ خاموش ہو جا۔۔۔ نادیہ نے فیصل کو خاموش کرا دیا تھا۔۔

وفا نے ایک امید بھری نگاہ زائر زاران حیدر شاہ پر ڈالی تھی۔۔ یہ آخری شخص تھا جس سے وہ مدد طلب کر رہی تھی۔۔۔۔

زائر آپ میرا یقین کریں۔۔ میں سچ کہہ رہی ہوں۔۔ میں اس شخص کو نہیں جانتی۔۔ پا تو جانتے ہیں نا کہ اس دن بھی کوئی میرے روم میں گھس آیا تھا مجھے کڈنیپ کرنے۔۔ آپ بتائیں نا انھیں؟؟ آپ نے بھی دیکھا تھا۔۔ وہ شخص پہلے بھی یہاں آیا تھا۔۔ خدا کی قسم میں اسے نہیں جانتی۔۔ میرا یقین کریں۔ وہ بلک بلک کر سب کو اپنی بے گناہی کا یقین دلا رہی تھی۔۔۔۔

زائر نے اپنا منہ موڑ لیا تھا اور وہیں وفا کی صفائیاں دیتی زبان بھی خاموش ہو گئی تھی۔۔ وہ کیسا انسان تھا؟؟ اسکی بیوی پر تہمت لگائی جا رہی تھی۔۔ اس پر جھوٹا الزام لگ آ کر اسے گھر سے آدھی رات کو نکالا جا رہا تھا مگر وہ خاموش تماشائی بنا کھڑا تھا۔۔۔ وفا کو صدمہ ہوا تھا۔۔ یہ تھا وہ شخص؟؟ جسکے حوالے ذالان کر گیا تھا۔۔؟؟ یہ کیسا محافظ تھا؟؟

آپا صغریٰ بولی ارے زائر کو کیا کہہ رہی ہو؟؟ وہ کیا لگتا ہے تیرا؟؟ چلو نکلو یہاں سے؟؟ آپا صغریٰ اسے گھسیٹ کر باہر نکالنے لگی۔۔ زائر زاران حیدر شاہ کے پاس سے گزرتے ہوئے وفا نے نفرت سے کہا تھا تم جیسے بزدل، اور بے ضمیر انسان کو شرم سے ڈوب کر مر جانا چاہیے۔۔ جو خدا کی قسم پر بھی یقین نہیں رکھتا۔۔ میرا اللہ تم سب کو اچھی سزا دے گا جو تم لوگوں نے مجھ پر بہتان لگایا ہے۔۔ تم سب لوگوں کو اس بہتان کہ سزا ملے گی۔۔ تم سب لوگ تڑپو گے۔۔ میں نے اپنا معاملہ اپنے اللہ پر چھوڑ دیا ہے۔۔ وہ تم سب لوگوں کو دیکھے گا۔۔ اور زائر زاران حیدر شاہ آپ بھی اپنی سزا کیلئے تیار رہیے گا۔۔ یہ دنیا مکافات عمل ہے۔۔ میرے اللہ کی لاٹھی بے آواز ہے۔۔ جب ظلم حد سے زیادہ بڑھ جاتا ہے تو مٹ جاتا ہے۔۔ تم سب لوگوں کو میری آہ لگے گی۔۔

چل بی بی چل نکل یہاں سے!!

وفا نے پلٹ کر آنسو بھری آنکھوں سے شکوہ کناں نگاہوں سے زائر کو دیکھا۔۔۔

آپا صغریٰ اسے گھسیٹتی ہوئی گیٹ کے پاس لے گئی اور پھر گیٹ سے باہر دھکیل کر گیٹ بند کر دیا۔۔۔

ربیعہ شاہ آپا صغریٰ کے پیچھے آئی تھی۔۔ آپا وہ کہاں جائے گی اس اندھیری رات کو؟؟۔۔ خدا کیلئے آپا رحم کریں اس یتیم بچی پر۔۔۔ کہاں جائے گی۔۔

ارے جانا کہاں ہیں بہت سے یار ہیں اسکے۔۔ کسی کے بھی پاس چلی جائے گی۔ بہت سے ٹھکانے ہیں اسکے پاس۔۔ آپا صغریٰ ان سب سے بولی چلو جاؤ سب اپنے کمروں میں۔۔

آپا صغریٰ نے گیٹ پر تالا لگا دیا تھا۔۔ اسلیے کہ کہیں ربیعہ شاہ یا پھر فیصل اسے واپس نا لے آئیں۔۔

فیصل غصے سے بولا تھا۔۔ کہاں جائے گی وہ۔۔؟؟ ذالان چاچو اسے ہمارے حوالے کر کے گئے تھے۔۔ ب

نادیہ بولی فیصل تم خاموش ہو جاؤ۔۔ جاؤ تم اپنے کمرے میں۔۔ یہ تمھارا مسئلہ نہیں ہے۔۔۔

فیصل نے غصے سے ایک نظر ان سب خاموش تماشائیوں پر ڈالی۔۔ اور وہاں سے نکلتا چلا گیا۔۔

فیصل نے کمرے میں آکر جلدی سے ہمدان کو کال کر کے پوری بات بتا دی تھی۔۔

ہمدان نے اسے بتایا کہ وہ لوگ راستے میں ہیں بس پہنچنے ہی والے ہیں۔۔

فیصل باہر آکر پریشانی سے ٹہلنے لگا۔۔ تبھی زائر کو دیکھ کر وہ اسکے پاس آیا اور غصے سے اسکے گریبان سے پکڑ کر بولا کیسے انسان ہو تم ہاں ؟؟ تمھارے سامنے تمھاری بیوی پر گھٹیا بہتان لگا کر اسے ذلیل ورسواء کر کے گھر سے آدھی رات کو نکالا گیا اور تم کھڑے صرف تماشہ دیکھتے رہے !!! چاچو نے بہت غلط کیا جو اسکا نکاح تم جیسے بزدل شخص کیساتھ کروا دیا۔۔ انھیں کسی بہادر اور اچھے انسان کیساتھ وفا کا نکاح کرنا چاہیے تھا جو مشکل وقت میں اسکے سامنے آہنی دیوار بن کر کھڑا ہو جاتا۔۔ تم تو بہت ہی بزدل نکلے۔۔ تم تو یہ تک نہیں سکتے تھے کہ وفا تمھاری بیوی ہے۔۔ تف ہے تم جیسے بزدل مرد پر۔۔ تم وفا کے لائق تھے ہی نہیں۔۔ ڈوب مرنا چاہیئے تمھیں۔۔ اگر باہر اسکے ساتھ کچھ غلط ہو گیا تو چاچو کو کیا منہ دکھاؤ گے ؟؟ اور اماں بی کا کیسے اور کس منہ سے سامنا کرو گے ؟؟ اور خاص کر کیا تم اپنے ضمیر کو کبھی مطمئن

کر سکو گے جو تم نے ایک معصوم لڑکی کیساتھ کیا ہے؟؟ تم نے ایک دن خدا کو بھی منہ دکھانا ہے۔۔ زائر زاران حیدر شاہ!! مجھے تم سے یہ امید نہیں تھی۔۔ میں تو سوچ رہا تھا کہ پوری دنیا بھی اگر اسکے خلاف اٹھ کھڑی ہوئی تو اسکا ساتھ اسکا شوہر دے گا۔۔ مگر میں غلط تھا۔۔ کم از کم تم ہی اسکے لیے آواز اٹھاتے۔۔ مگر تم تو بے حس ہو چکے ہو۔۔ فیصل وہاں سے چلا گیا تھا۔۔۔ مگر زائر بے چین ہو گیا تھا۔۔ دل میں کہیں یہ افسوس جاگا تھا کہ کہیں میں نے غلطی تو نہیں کر دی؟؟ اب وہ زالان حیدر شاہ کا کیا منہ دکھائے گا؟؟ یہی سوچ کر وہ تیزی سے باہر کو بھاگا تھا۔۔ آپا صغریٰ سے گیٹ کھلوا کر وہ حویلی سے نکل گیا تھا وفا کو ڈھونے۔۔ مگر شاید وہ بہت دیر کر چکا تھا۔۔۔

وفا اسکارف کو اچھی طرح سے اوڑھے سڑک پر آہستہ آہستہ چل رہی تھی۔۔ گاڑیاں تیزی سے آ جا رہی تھیں۔۔

یااللہ اب میں کیا کروں؟؟ کہاں جاؤں میں؟؟ اس دنیا آمین اب تیرے سواء میرا کوئی سہارا نہیں ہے میرے مالک؟؟ صرف تیرا ہی سہارا ہے۔۔ آنسو گالوں پر زارو قطار بہہ رہے تھے۔۔ وہ ایک بنچ پر بیٹھ گئی تھی اور خاموشی سے سڑک پر آتی جاتی تیز رفتار گاڑیوں کو دیکھ رہی تھی۔۔۔

یااللہ میں تیری رضا میں ہی راضی ہوں تو نے جو کیا یقیناً اس میں بھی میری بھلائی ہی ہو گی۔۔۔ تبھی دائیں طرف ایک تیز رفتار گاڑی نے ایک آدمی کو ہٹ کیا تھا۔۔ وہ آدمی کئی فٹ اچھلتا ہوا سڑک پر گرا تھا۔۔ وفا جلدی سے اٹھی تھی۔۔۔ آہستہ آہستہ لوگ وہاں جمع ہونا شروع ہو گئے تھے۔۔ مگر وہ سب

کھڑے وہاں تماشہ ہی دیکھ رہے تھے اور چند ایک نے تو باقاعدہ اپنے موبائل فونز نکال کر ویڈیو بنانی شروع کر دی تھی۔۔ وفا جلدی سے آگے بڑھی تھی۔۔ اس نے دیکھا وہ آدمی بڑی طرح سے زخمی ہوا تھا۔۔ اسکا خون تیزی سے بہہ رہا تھا۔۔ وہ میڈیکل کی اسٹوڈنٹ تھی۔۔ اس نے جلدی سے اسکا خون روکنے کی کوشش کی تھی۔۔ کسی کے پاس رومال وغیرہ ہے پلیز وہ مجھے دیں۔۔ انکا خون بہت بہہ رہا ہے مجھے انکا خون روکنا ہے۔۔ کسی نے اپنا رومال بڑھایا تھا۔۔۔ اس نے کسی سے التجا کی تھی کہ وہ ایمبولینس کو کال کر دے۔۔ ایک شخص نے ایمبولینس کو کال کی تھی۔۔ تب تک وفا نے اسکے خون کو بہنے سے روکے رکھا تھا۔۔ وفا نے اسکی نبض چیک کی تھی اسکی نبض سلو ہو رہی تھی۔۔ وفا نے ابتدائی طبی امداد دے کر اسکا خون مزید بہنے سے روکا تھا۔۔۔ ۔۔ پھر ایمبولینس آگئی ۔۔ اس آدمی کو ایمبولینس میں ڈالا گیا۔۔ وفا بھی ساتھ چل پڑی تھی۔۔ وہ اس انجان آدمی کیلئے دعائیں مانگنے لگی۔۔۔ وہ آدمی کوئی چالیس اکتالیس سال کی عمر کا تھا۔۔ حلیے سے تو وہ بہت امیر وکبیر گھرانے کا لگ رہا تھا۔۔ ڈاکٹرز اسے دیکھتے ہی فوراً سے ایمرجنسی وارڈ کے گئے تھے۔۔۔ وفا اسکے لیے دعائیں مانگنے لگی۔۔۔

ایک ڈاکٹر وفا کے پاس آیا تھا۔۔ آپ پیشنٹ کی کیا لگتی ہیں؟؟

مجھے انھیں نہیں جانتی ڈاکٹر یہ مجھے سڑک پر زخمی حالت میں ملے تھے۔۔۔

اوکے۔۔۔ڈاکٹر نے اسکے موبائل سے اسکے گھر والوں کو کال کرکے اس آدمی کے بارے میں بتایا تھا

۔۔

آدھ گھنٹے بعد اس شخص کی بیوی اپنے چار سالہ بیٹے کا ہاتھ پکڑے وہاں آئی تھی۔۔ وہ ڈاکٹر سے بولی۔۔ڈاکٹر صاحب میرے ہزبینڈ اب کیسے ہیں؟؟

وہ ڈاکٹر مسکرایا الحمدللہ اب ڈاکٹر حبیب کی طبیعت بہت بہتر ہے۔۔

اس عورت نے اللہ کا شکر ادا کیا۔۔۔

وہ ڈاکٹر گویا ہوا آپکو انکا شکریہ ادا کرنا چاہیے۔۔ یہ اگر ڈاکٹر حبیب کو وقت پر نا لاتیں یا انھیں بروقت ابتدائی طبی امداد نا دیتیں تو شاید اب تک ہم ڈاکٹر حبیب جیسے ماہر سرجن کو کھو چکے ہوتے۔۔۔۔

اس عورت نے وفا کو دیکھا اور اسکے پاس آکر اسے گلے سے لگا لیا۔۔ تمھارا بہت بڑا احسان ہے ہم پر ۔۔ ہم تمھارا یہ احسان زندگی بھر نہیں اتار سکیں گے۔۔۔

اب آپ مجھے شرمندہ کر رہی ہیں۔۔ یہ میرا فرض تھا۔۔۔

اس عورت نے وفا کو بٹھایا اور اسے اپنے بارے میں بتانے لگی۔۔ کہ میرا نام ام لیلیٰ ہے۔۔ اور یہ میرا بیٹا علی ہے۔۔ ڈاکٹر حبیب میرے شوہر ہیں۔۔ وہ بہت بڑے سرجن ہیں۔۔ ڈاکٹر حبیب کا یہ اپنا ہاسپٹل ہے۔ تم نے آج میرے شوہر کی جان بچا کر ہم پر بہت بڑا احسان کیا ہے۔۔۔

آپ پھر مجھے شرمندہ کر رہی ہیں۔۔

ام لیلیٰ ہنسی اچھا اب نہیں کہوں گی۔۔ چلو اپنے بارے میں بتاؤ کیا کرتی ہو؟؟ کہا۔ رہتی ہو؟ تمھاری فیملی میں کون کون ہے؟؟

ام لیلیٰ کے سوالات سن کر وفا سر جھکا گئی تھی اسکی آنکھیں دھندلا گئی تھیں۔۔ وہ آپ ے جزبات پر قابو نا رکھ سکی اور رو پڑی۔۔

کیا ہوا ہے؟؟ تم ٹھیک ہو۔۔؟؟ ام لیلیٰ نے اسے خود سے لگا لیا۔۔ وفا ا رو رہی تھی۔۔ ام لیلیٰ اسکی پیٹھ سہلاتے ہوئے بولی۔۔ تم مجھ پر بھروسہ کر سکتی ہو۔۔ مجھے تم اپنی بڑی بہن سمجھ کر بتا سکتی ہو۔۔ اور پھر وفا نے اپنی پوری کہانی ام لیلیٰ کے گوش گزار کر دی۔۔۔

ام لیلیٰ کو بہت افسوس ہوا تھا۔۔

تم روؤ مت وفا۔۔ آج کے بعد تم ہماری ہی فیملی کا حصہ ہو۔۔ آج کے بعد تم ہمارے ساتھ ہی رہو گی ہمارے گھر۔۔۔ وفا یہ سن کر رو پڑی تھی۔۔ وہ اللہ کی شکر گزار تھی کہ اللہ نے اسے ایک اور فیملی عطاء کی تھی۔۔۔

ڈاکٹر حبیب احمد کو ہوش آیا تو لیلی وفا کو اس سے ملانے لے آئی۔۔ ام لیلیٰ نے ڈاکٹر حبیب احمد کو وفا کے بارے میں سب کچھ بتا دیا تھا۔۔

حبیب احمد اسے دیکھ کر خوش ہوا تھا۔۔ اللہ نے مجھے میری ہالے نور واپس کر دی۔۔ اسے دیکھتے ہوئے ڈاکٹر حبیب احمد کی آنکھیں بھر آئی تھیں۔۔ آج کے بعد تم ڈاکٹر حبیب احمد کی چھوٹی بہن ڈاکٹر ہالے نور ہو۔۔۔

وفا نے ام لیلیٰ سے پوچھا کہ یہ ہالے نور کون تھی۔۔؟؟

ہالے نور ڈاکٹر حبیب احمد کی چھوٹی اور لاڈلی بین تھی۔۔ یوں سمجھو کہ وہ بیٹی ہی تھی حبیب احمد کی۔۔ اسے ڈاکٹر بننے کا بہت شوق تھا۔۔ مگر بہت کم عمری میں ہی اسے کینسر جیسا موذی مرض لاحق ہو گیا۔۔ اور وہ وفات پا گئی۔۔

وفا کو افسوس ہوا تھا۔۔

ڈاکٹر حبیب احمد نے اسے اپنی بہن بنا لیا تھا۔۔۔ اور پھر وفا انکے لیے ہالے نور بن گئی۔۔ یہ ایک چھوٹی سی خوبصورت فیملی تھی۔۔ حبیب احمد اور ام لیلیٰ اس سے بہت محبت کرتے تھے۔۔

ڈاکٹر حبیب احمد اسے اپنے ساتھ ہاسپٹل لے جاتا تھا۔۔ اس نے وہاں تمام ڈاکٹرز اور انتظامیہ سے اسکا تعارف اپنی چھوٹی بہن ہالے نور کے طور پر کرایا تھا۔۔۔۔۔

ادھر ہمدان، زاران، سعدان، جب گھر آئے تو انھیں اسکی خبر ملی تھی۔۔ انھوں نے آپا صغریٰ کو بہت برا بھلا کہا مگر اس ڈھیٹ عورت پر کچھ بھی اثر نا ہوا تھا۔۔۔

شانزل، فیصل، فضیل، اور زائر وفا کو جگہ جگہ ڈھونڈ رہے تھے۔۔ مگر بے سود تھک ہار کر وہ لوگ واپس آ گئے۔۔ جب زالان اسلام آباد سے واپس آیا اور وفا کو حویلی میں نا پایا تو ا۔ سب سے پوچھا کہ وفا کہاں ہے؟؟

سب خاموش کھڑے تھے۔۔ تب فیصل نے ذالان کو بتایا تھا کہ آپا صغریٰ نے اسے گھر سے نکال دیا تھا ---ب

ذالان کو آپا صغریٰ سے یہ امید نا تھی۔۔ باور خاص کر زائر سے تو ہرگز بھی ہ امید نا تھی۔۔ وہ ان سب سے سخت ناراض ہو گیا تھا۔۔ کہ اس بچی کا اس دنیا میں تھا ہی کون؟؟ اماں بی اسے میرے حوالے کر کے گئی تھیں۔ اب میں انھیں کیا جواب دوں گا کہ میں انکی نواسی کی حفاظت بھی نا کر سکا۔۔؟؟ اگر خدانخواستہ اسکے ساتھ کچھ غلط ہو گیا تو پھر میں اماں بی اور اللہ کو کی آمنہ دکھاؤں گا؟؟ پتہ نہیں وہ کہاں ہو گی اور کس حال میں ہو گی؟؟۔ وہ خود ہی اکیلا وفا کو ڈھونڈنے نکل پڑا۔۔ کونسی ایسی جگہ تھی جہاں پر اس نے وفا کو نا ڈھونڈا تھا۔۔ مگر بے سود اسکی ساری کوششیں بیکار گئی تھیں۔۔۔ آج وہ ایک بار پھر اپنا وعدہ نبھانے میں ناکام رہا تھا۔۔ سالوں پہلے بھی اسکی وجہ سے ایک عورت اس ظالم دنیا میں اکیلی رہ گئی تھی۔۔ اب وفا حیات بھی بھی اسکی وجہ سے اس دنیا میں نا جانے کہاں بھٹکنے چلی گئی تھی۔۔۔ وہ ہر روز کہیں نا کہیں اسے ڈھونڈنے نکل جاتا تھا۔۔ اخبارات میں اشتہار بھی دیے۔۔ مگر اسکا کچھ بھی پتہ نا چل سکا۔۔۔ب

اور پھر ارصم بھی اپنے والدین کیساتھ واپس پاکستان آگیا۔۔ معلوم پڑا تھا کہ فاریہ کا والد انتقال کر گیا تھا۔۔ جس کی وجہ سے انھیں پاکستان آنے میں زرا دیر ہو گئی تھی۔۔۔ ارصم وفا سے ملنے سیدھا حویلی آیا تھا۔۔ مگر وہ اسے کہیں بھی دکھائی نا دی تھی۔۔ بالآخر فاریہ نے ہی پوچھ لیا کہ وفا آ کہاں ہے ؟؟ نظر نہیں آرہی ؟؟ اور حمیرا بیگم کہاں ہے ؟؟

وہ بیمار تھی اسلام آباد میں اسکا علاج ہو رہا ہے۔۔۔۔

اور وفا؟؟ ارصم نے بے تابی سے آپا صغریٰ سے پوچھا۔۔۔۔

اس بد کردار لڑکی کا نام بھی مت لو۔۔ آپا صغریٰ نے پوری بات انکے گوش گزار کر دی۔۔۔

ارصم کو تو یقین ہی نہیں آرہا تھا۔۔

وہ پھٹ پڑا۔۔ جھوٹ بول رہی ہیں آپ!! آپ نے جان بوجھ کر میری وفا کو اس حویلی سے نکالا ہے۔۔ بتائیں کہاں ہے میری وفا؟؟ بتائیں نا؟؟؟

ارے ارے پاگل ہو گئے ہو کیا لڑکے ؟؟ کوئی تمیز ہوتی ہے ؟ کوئی شرم و لحاظ ہوتا ہے۔۔ کیا سب بیچ آئے ہو امریکہ میں ؟؟ یہ کس لہجے میں بات کر رہے ہو مجھ سے ؟؟ آپا صغریٰ نے فاریہ سے کہا۔۔

فاریہ سمجھاؤ اپنے لڑکے کو۔۔۔

فاریہ ارصم کو سمجھانے لگی مگر وہ کسی کی بھی بات نہیں سن رہا تھا۔۔ اس نے بس ایک ہی رٹ لگا رکھی تھی کہ اسکی منگیتر وفا کہاں ہے ؟؟

وہ خاموش ہی نہیں ہو رہا تھا تبھی فاریہ اسے زبردستی وہاں سے لے گئی تھی۔۔۔

پھر ارصم امین پاگلوں کی طرح وفا حیات کو ڈھونڈنے لگا۔۔

دن ہفتوں میں، ہفتے مہینوں میں اور مہینے سالوں میں بدل گئے۔۔ وفا کو گم ہوئے دو سال کا عرصہ بیت گیا تھا۔۔ ارصم بھی تھک ہار کر بیٹھ گیا تھا۔۔ اسکا دل ہی نہیں مان رہا تھا کہ وفا بھاگ سکتی ہے۔۔ وہ تو بہت معصوم اور پاکیزہ سی تھی۔۔ نماز و عبادت کی پابند۔۔ بھلا وہ کیسے بدکردار ہو سکتی ہے۔۔؟؟

یہی حال زائر زاران حیدر شاہ کا بھی تھا۔۔ وہ اپنے ضمیر کا قیدی بن گیا تھا۔۔ نا جانے وفا کہاں چلی گئی تھی؟؟ وہ آنکھیں بند کرتا تو بار بار روتی شکوہ کرتی، آنسو بھری نگاہوں سے فریاد کرتی وفا کی تصویر اسکی نگاہوں کے سامنے آجاتی۔۔۔ وہ سوتا تو ہڑبڑا کر اٹھ جاتا۔ اسکی راتوں کی نیندیں حرام ہو گئی تھیں۔۔ وفا اسکے حواسوں پر چھائی رہتی۔۔

ربیعہ اور صبیحہ اسکی شادی کرانا چاہتے تھے مگر وہ انکاری تھا۔۔ وہ بالکل ہی بدل گیا تھا۔۔ وہ ہفتے میں دو تین بار وفا کے کمرے میں ضرور جاتا اسکی ایک ایک چیز اٹھا کر اسے دیکھتا رہتا۔۔ وہ بہت شرمندہ تھا۔۔ وہ ہر نماز کے بعد رو رو کر بس یہی ایک دعا کرتا کہ بس ایک بار اسے کہیں سے وفا مل جائے۔۔ وہ اس سے معافی مانگ کر اپنے ضمیر کا بوجھ ہلکا کرے۔ وفا بے قصور تھی۔۔ یہ راز بعد میں کھلا تھا۔۔ کہ اس رات وفا کے کمرے میں گھسنے والا کوئی اور نہیں بلکہ رمل کریم تھا۔۔ ہوا کچھ یوں کہ ایک دن وہ

رومال جو زائر کو باغیچے سے ملا تھا۔۔ ایک موبائل نکالتے وقت زائر کے جیب سے نکلا تو اس رومال کو دیکھ کر رمل نے کہا تھا۔۔ زائر یہ تمھیں رومال کہاں سے ملا؟؟

کیوں؟؟ زائر چونکا تھا !!!

یہ رومال میرا ہے۔۔۔

کہاں چھوڑا تھا اسے؟؟ زائر اسے دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔

تو رمل نے کہا شاید کہیں گر گیا تھا۔۔

کہیں تم نے رات کو وفا کے کمرے میں گھسنے کے چکر میں وہیں باغیچے میں تو نہیں چھوڑ آئے تھے؟؟ زائر کے کہنے پر رمل کا چہرہ زرد پڑ گیا تھا۔۔

تت تت تم یہ کیا کہہ رہے ہو؟؟

زائر کی آنکھوں میں خون اتر آیا تھا۔۔ کیوں میں غلط کہہ رہا ہوں؟؟

رمل ہکلایا۔۔ یہ یہ کیا کہہ رہے ہو تت۔۔۔۔۔ تت۔۔۔ تم زز۔۔ زائر؟؟

وہاں سب موجود تھے۔۔۔۔ اور انھیں ہی دیکھ رہے تھے۔۔۔

زائر اٹھ گیا۔۔۔

تو اسکا مطلب ہے کہ وہ تم ہی تھے۔۔ وہ وفا کی عزت کے پیچھے ہاتھ دھو کر پڑے تھے۔۔۔

اور پھر سب کے منہ کھلے رہ گئے۔۔۔

زائر نے رمل کو پکڑ کر خوب مارا اتنا کہ اسکے منہ سے خون نکل پڑا۔۔ وہ شدید غصے میں تھا۔۔ وہ بری طرح سے رمل کو پیٹ رہا تھا۔۔۔ رمل کیساتھ باقی سب بھی چیخ رہے تھے۔۔

وہ اسے بری طرح سے لاتوں اور گھونسوں سے مارتے ہوئے کہہ رہا تھا۔۔ تمھاری ہمت کیسے ہوئی وفا پر بری نگاہ رکھنے کی؟؟: میں تمھاری یہ آنکھیں نکال دوں گا۔۔ تم نے یہ غلیظ ہاتھ وفا کو چھونے کیلیئے بڑھائے میں یہ ہاتھ ہی توڑ ڈالوں گا۔۔ زائر نے اسکے دایاں ہاتھ توڑ ڈالا تھا۔۔

آپا صغریٰ دوڑ کر بیچ میں آئی تھی اور زائر کی گرفت سے اپنے لہولہان بیٹے کو چھڑایا تھا۔۔۔ وہ پھٹ ہی پڑی تھی۔۔ کیوں مار رہے ہو میرے بیٹے کو؟؟ کیا رشتہ ہے تمھارا اس بد کردار لڑکی کیساتھ؟؟ جس کی وجہ سے تم اسے مار رہے ہو؟؟ کیا لگتی ہے وہ تمھاری؟؟

بیوی تھی وہ میری!! نکاح کیا تھا میں نے اسکے ساتھ!! سنا آپ نے؟؟ نکاح کیا تھا اسکے ساتھ۔۔۔

سب پر سکتہ طاری ہو گیا تھا۔۔ یہ کیساتھ انکشاف تھا؟؟

فیصل نے افسوس سے سر نفی میں ہلایا تھا۔۔ کہ کاش زائر اس دن یہ اسٹینڈ لیتا وفا کیلیئے تو شاید آج وفا یہاں ہوتی۔۔ مگر اس نے اسٹینڈ لینے میں بہت دیر کر دی تھی۔۔۔

بد کردار وہ نہیں بلکہ بد کردار آپکا اپنا بیٹا ہے۔۔ کاش کہ وفا پر نگاہ رکھنے کے بجائے آپ اپنے بیٹے پر نگاہ رکھتیں تو یہ دن دیکھنا پڑتا۔۔۔

تم اس بد کردار لڑکی کی خاطر مجھ سے زبان چلا رہے ہو؟؟

وہ چلایا تھا۔۔ وہ بدکردار نہیں ہے۔۔ خبردار جو آئندہ کسی نے بھی میری بیوی کے بارے میں ایسے گھٹیا الفاظ استعمال کیے تو میں بھول جاؤں گا کہ اسکا اور میرا کیا رشتہ ہے۔۔

رمل کی حقیقت جاننے کے بعد اب سب لوگ ہی شرمندہ تھے۔۔ اور زائر کی گلٹ میں مزید اضافہ ہو گیا تھا۔۔۔ وہ خود کو وفا کا مجرم سمجھ رہا تھا۔۔ وہ ہر نماز ہر سجدے کے بعد اللہ سے رو رو کر بس ایک ہی دعا مانگتا کہ بس ایک وہ اسے وفا سے ملا دے۔۔ بس ایک بار!!! تاکہ وہ اس سے معافی مانگ سکے۔۔

کہاں ہو تم وفا؟؟ پلیز ایک بار مجھے مل جاؤ۔۔ میں ت۔۔ سے معافی مانگنا چاہتا ہوں۔۔ پلیز۔۔۔۔

دو سال ہو چکے تھے وفا کی گمشدگی کو۔۔ فاریہ نے سوچا کہ اب ارصم کی شادی کر دینی چاہیے۔۔ فاریہ کو ھدی اچھی لگتی تھی۔۔ اس نے صبیحہ اور زاران شاہ سے اس بارے میں بات کی کہ وہ ھدی کو اپنی بہو بنانا چاہتی ہے تو انھیں یہ سن کر بہت خوشی ہوئی تھی۔۔ انھوں نے اس رشتے کیلئے اپنی رضامندی دے دی تھی۔ ھدی بھی راضی تھی۔۔۔ اور اب بس ارصم سے ہی بات کرنا باقی رہ گیا تھا۔۔

فاریہ نے جب ارصم سے بات کی تو تو اس نے فوراً سے انکار کر دیا کہ وہ ھدی سے بالکل بھی شادی نہیں کرے گا۔۔ وفا ارصم کی نہیں تو پھر کوئی اور بھی نہیں۔۔

Kitab Nagri

اسلام علیکم

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ آپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں۔ تو

www.kitabnagri.xyz آن لائن ویب سائٹ آپ کو پلیٹ فارم فراہم کر رہی ہے۔

Posted On Kitab Nagri

اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، ارٹیکل یا شاعری پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو

ابھی ای میل کریں۔

logicalmoez@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک پیج اور ای میل کے ذریعے رابطہ کر سکتے ہیں۔

Fb/Pg/Kitab Nagri

logicalmoez@gmail.com

whatsapp _ 0319 8276205

Kitab Nagri

بیٹے کی وجہ سے فاریہ پریشان ہو گئی تھی۔۔ امین صاحب ایک سال پہلے ایک ایکسیڈینٹ میں انتقال کر گئے تھے۔۔ اب ارصم ہی فاریہ کا سب کچھ تھا۔۔ بیٹے کی پریشانی میں وہ بیمار پڑ گئی۔۔ ماں کی یہ حالت ارصم سے دیکھی نہیں جا رہی تھی۔۔ وہ اپنی ماں سے بہت پیار کرتا تھا۔۔ ارصم کو ناچار ماں کی یہ ضد پوری کرنا ہی پڑی۔۔ وہ اس رشتے پر مان گیا تھا۔۔ مگر وہ دل سے رضامند نا ہوا تھا۔ بس ماں کی خوشی کی خاطر وہ یہ سب کر رہا تھا۔۔ مگر اس نے ایک بات اپنی ماں پر واضع کر دی تھی کہ اگر اس عرصے میں وفا واپس آگئی تو پھر وہ وفا سے شادی کر لے گی۔۔ پھر وہ اسے نہیں روکے گی۔۔

فاریہ تو اسی میں ہی خوش ہو گئی تھی۔۔ اور پھر دونوں گھرانوں کی رضامندی کیساتھ ھدی اور ارصم کی منگنی ہو گئی۔۔ ارصم پورے فنکشن میں خاموش ہی رہا تھا۔ اسے کوئی خوشی نا تھی۔۔ اسکی تو ہر خوشی وفا سے شروع ہوتی اور وفا پر ہی آکر ختم ہوتی تھی۔۔

شادی کی تاریخ دونوں خاندانوں کی رضامندی کیساتھ اگلے مہینے کو طے پا گئی تھی۔۔ فاریہ بس یہ دعا کر رہی تھی کہ یہ شادی خیر خیریت سے ہو جائے۔۔ مگر بعض اوقات ہماری تمام دعائیں قبول نہیں ہوتیں۔۔۔۔

اللہ تعالیٰ نے اسکے ہاتھوں میں شفاء رکھی تھی۔۔ وہ جس کا بھی علاج کرتی تھی اسے شفاء ملتی تھی۔۔ جلد ہی وہ ڈاکٹر ہالے نور کے نام سے مشہور ہو گئی تھی۔۔ اسکی شہرت دور دور تک پھیل گئی تھی۔۔ وہ ڈاکٹر حبیب احمد کی چھوٹی بہن کے طور پر جانی جاتی تھی۔ وہ بہت ذہین ڈاکٹر تھی۔۔ وہ اپنا فرض باخوبی نبھا رہی تھی۔۔ حبیب اور لیلیٰ اس سے بہت پیار کرتے تھے۔۔ اور وفا کیلئے یہ محبتیں کسی نعمت سے کم نا تھیں۔۔ وہ اللہ تعالیٰ کے اجتماع بھی شکر ادا کرتی وہ کم تھا۔۔ مگر کبھی کبھار اسے نانی جان کی شدت سے یاد آجاتی تھی تو وہ رو پڑتی۔۔ رونے کے علاوہ وہ کر ہی کیا سکتی تھی۔۔؟ تب ام لیلیٰ اسے دلاسے اور تسلیاں دیتی۔۔

اس نے اپنے روم کے دروازے کے باہر اپنے ہاتھوں سے ایک خوبصورت کیلی گرافی بنا کر لٹکائی ہوئی تھی جس پر اس نے لکھا تھا"""ان مع العسر ایسرا""" بے شک ہر مشکل کے بعد آسانی ہے""" اسے دیکھ

کر وہ مطمئن ہوتی تھی۔۔ کہ بے شک اللہ کا وعدہ سچا ہے۔۔ وہ ہر مشکل کے بعد آسانی عطاء فرماتا ہے۔۔ اللہ نے اس سے بہت کچھ اگر چھینا تھا تو بہت سے زیادہ عطاء بھی کیا تھا۔۔ وہ اللہ تعالیٰ کی رضا میں راضی تھی۔۔۔۔

ان دو سالوں میں شاہ حویلی والوں کیساتھ بھی کیا کچھ نہیں ہو چکا تھا۔۔ کیونکہ یہ دنیا مکافات عمل ہے۔۔۔ ریشم کی شادی آپا صغریٰ نے ایک زمیندار گھرانے میں کرائی تھی۔۔ مگر پھر کو سلوک ریشم کیساتھ ہونے لگا وہ بیان سے باہر تھا۔۔ ملازموں کے ہونے کے باوجود سارے کام ریشم سے کروائے جاتے۔۔ وہ ریشم جسے آپا صغریٰ نے ریشم کی طرح رکھا تھا۔۔ آج اسکا بہت برا حال تھا۔ جب وقت پر کام نا کرتی تو اسے مار بھی پڑتی تھی۔۔ اور اب تک وہ اولاد کی نعمت سے بھی محروم تھی۔۔۔ جب وہ حویلی آتی اور اپنی ماں کو اپنے زخم دکھاتی اور اپنی تکلیف بیان کرتی تو آپا صغریٰ کو بے اختیار روتی گڑگڑاتی ہوئی وفا حیات یاد آجاتی۔۔ چوہ زیادتیاں وہ ستایا جانا!! آہ کیا کچھ نہیں سہا تھا اس معصوم جان نے؟؟ اب وہی کچھ اسکی بیٹی کیساتھ ہو رہا تھا۔ کل آپا صغریٰ نے جو بیج بویا تھا آج اسکی فصل ریشم کاٹ رہی تھی۔۔ جب ریشم اپنے زخم آپا صغریٰ کو دکھاتی تو آپا صغریٰ رو پڑی۔۔ یہ تھا مکافات عمل۔۔ اسکا بیٹا نشئی اور شرابی بن گیا تھا ہر روز کسی نا کسی تھانے سے کال آجاتی کہ اسکے بیٹے کو پولیس نے نشے میں دھت ہو کر توڑ پھوڑ کرتے پکڑ لیا ہے۔۔ تو آپا صغریٰ بھائیوں کی منتیں کر کے اپنے بیٹے کو چھڑانے کا کہتی۔۔ اب تو سارے گھر والے ہی آپا صغریٰ اور اسکے نشئی شرابی بیٹے سے تنگ آگئے تھے۔۔ آپا

صغریٰ کا رعب و دبدبہ تو کہیں کھو سا گیا تھا۔۔۔ بے شک غرور کا سر ہمیشہ نیچا ہی ہوتا ہے۔۔۔ وفا کی آہیں اور بد دعائیں انکا پیچھا نہیں چھوڑ رہی تھیں۔۔۔

نادیہ کی یہ سزا ملی تھی کہ جو وفا کو بدنام کرنے کو کوئی موقع ہاتھ سے جانے نا دیتی تھی ایک رات کو اسکی بیٹی نازنین بھی کسی لڑکے کیساتھ حویلی سے بھاگ گئی۔۔ اور جا کر اسکے ساتھ کورٹ میرج کر لی۔۔۔ لوگوں کو پتہ چلا تو وہ ہمدردی کرنے کے بہانے آ کر ان کی حالت اور بے بسی کے مزے لیتے۔۔ نادیہ نے تو لوگوں کے ڈر سے حویلی سے باہر نکلنا ہی چھوڑ دیا تھا۔۔ جب وہ باہر نکلتی تو لوگ اس سے پوچھتے کہ تمھاری بیٹی کا کیساتھ بھاگ گئی تھی؟؟ ہاں بھئی جیسی کرنی ویسی بھرنی !!

اور پھر مدیحہ کو بھی خوب اچھی سزا ملی تھی۔۔ سیڑھیوں سے گرنے کیوجہ سے اسکا گھٹنا ٹوٹ گیا تھا۔۔ اور اب وہ چلنے پھرنے سے معزور وہیل چیئر پر بیٹھی رہتی۔۔ شاہ حویلی کی تمام خواتین کا سارا غرور اور رعب و دبدبہ کہیں منوں مٹی تلے تب گیا تھا۔۔ اب وہاں بے بسی اور لاچار گی ہی تھی۔۔۔

ناشتے کی میز پر جب زائر آیا تو صبیحہ نے اس سے کہا۔۔۔ زائر ہم نے ایک فیصلہ کیا ہے۔۔۔

کیسا فیصلہ ؟؟؟؛

یہی کہ ہم تمھارا اور زینش کا رشتہ طے کر چکے ہیں۔۔ جلد ہی منگنی ہو گی اور پھر شادی بھی۔۔۔

یہ سن کر زینش خوش ہو گئی تھی۔۔۔

زائر غصے سے اٹھ گیا تھا۔۔ آپ لوگوں نے مجھ سے پوچھے بغیر اتنا بڑا فیصلہ کیسے کر لیا؟؟

تو پھر کیا کرتے؟؟ ستائیس سال کے ہو چکے ہو۔۔ اب بھی شادی نہیں کرو گے تو کب کرو گے؟؟ کب تک یوں کنوارے رہو گے تم؟؟

میں کنوارا نہیں ہوں ماما۔۔ میں شادی کر چکا ہوں۔۔ شاید لوگ بھول گئے ہیں؟؟ وفا میری بیوی ہے۔۔۔

کہاں ہے وہ بتاؤ؟۔۔ دو سال تو ہو چکے ہیں۔۔۔

ماما دو سال ہو چکے ہیں کوئی دو سو سال نہیں۔۔۔ اور میں آپ لوگوں کو ایک بات کلیئر کر دینا چاہتا ہوں کہ میں شادی کر چکا ہوں۔۔ وفا میری بیوی ہے ۔۔ اور یہی میری پہلی اور آخری شادی ہے۔۔۔ وفا کے علاوہ کوئی دوسری لڑکی میری زندگی میں داخل نہیں ہو سکتی۔ یہ بات آپ لوگ اچھی طرح سے ذہن نشین کر لیں۔۔۔ میں اسے ڈھونڈونگا۔۔۔

کب ڈھونڈو گے اسے تم؟؟ کیوں تم اپنی زندگی برباد کرنے پر تلے ہوئے ہو۔۔ وفا کو اگر ملنا ہوتا تو اب تک وہ مل چکی ہوتی۔۔۔ ارصم آگے بڑھ چکا ہے تو تم بھی آگے بڑھ جاؤ زائر۔۔۔

زائر نے غصے سے ٹیبل پر مکا دے مارا تھا۔۔ ارصم کا میری بیوی سے کیا تعلق؟؟ کوئی تعلق نہیں ہے اسکا میری بیوی کیساتھ!! وفا کل بھی میری بیوی تھی آج بھی میری بیوی ہے اور ہمیشہ میری ہی بیوی رہے گی۔۔۔ وہ اپنے سینے کیطرف انگلی سے اشارہ کرتے ہوئے بولا۔۔ سمجھ گئے آپ لوگ؟؟ اگر آپ لوگوں نے مجھے تنگ کیا یا پھر مجبور اکرنے کی کوشش کی تو میں یہاں سے ہمیشہ ہمیشہ کیلئے لندن چلا

جاؤں گا۔۔ زائر غصے سے وہاں سے بغیر ناشتے کے وہاں سے چلا گیا۔۔ صبیحہ پریشانی سے ربیعہ کو دیکھنے لگی۔۔۔ ربیعہ نے کہا آپا آپ فکر نا کریں۔۔ رات کو میں زائر سے بات کروں گی۔۔ اسے سمجھاؤں گی۔۔ فاریہ نے حویلی کے پاس ہی ایک گجر خریدا تھا۔۔ ارصم اور ھدی کی شادی کی تیاریاں شروع ہوگئی تھیں۔۔ اتنے عرصے بعد حویلی میں کوئی خوشی آئی تھی۔۔ ھدی بھی بہت خوش تھی وہ ارصم کو پسند کرتی تھی۔۔ مگر ارصم اس رشتے پر ہر گز بھی خوش نا تھا۔۔ اسے صرف ماں کیوجہ سے یہ کڑوا گھونٹ پینا پڑا رہا تھا۔۔ ورنہ تو آج بھی وفا اسکے دل پر حکمرانی کر رہی تھی۔۔

رات کو زائر حویلی واپس آیا تو سیدھا اپنے کمرے میں چلا گیا۔۔ ربیعہ شاہ اس سے بات کرے اسکے پیچھے کمرے میں آئی۔۔ کمرے کی حالت دیکھ کر ربیعہ شاہ کو افسوس ہوا تھا۔۔ زائر ایسا تو نا تھا۔۔ اسکی تو ہر چیز پرفیکٹ ہوتی تھی۔۔ زائر واش روم میں تھا۔۔ ربیعہ اسکے بیڈ پر بیٹھ گئی۔۔ تھوڑی دیر بعد اپنے گیلے بالوں کو وہ تولیتی سے رگڑتا ہوا واش روم سے باہر نکلا تو ربیعہ کو اپنے کمرے میں موجود پایا۔۔۔

موم آپ یہاں؟؟ زائر نے تولیہ صوفے پر پھینکا۔۔۔ اور ماں کے پاس چلا آیا۔۔ وہ ماں کے قدموں کے پاس بیٹھ گیا۔۔ اور سر ربیعہ کے بعد میں رکھ دیا۔۔

ربیعہ شاہ اسکے گیلے بالوں پر اپنی انگلیاں پھیرنے لگی۔۔

یہ تم نے اپنا اور اپنے کمرے کا کیا حال بنا رکھا ہے زائر؟؟:

موم میں کیا کروں؟؟ میرا کسی بھی چیز میں دل نہیں لگ رہا۔۔۔

کیوں بیٹا؟؟

موم میں نے اسکے ساتھ بہت برا کیا اس کیساتھ۔۔ کاش کہ میں اسکا دفاع کر پاتا موم۔۔ اسے یوں جانے نا دیتا تو آج وہ میرے ساتھ میرے پاس ہوتی۔۔

ہاں یہ تو تم نے سچ کہا۔۔ تم نے اس بچی کیساتھ بہت برا کیا۔۔ جب اسکے ساتھ نکاح کر لیا تھا تو اسے پروٹیکٹ بھی کرتے۔۔

یہی تو مجھ سے غلطی ہوگئی موم کہ میں اسکی حفاظت نا کر پایا۔۔۔ موم میں یہی تو چاہتا تھا کہ وہ مجھے چھوڑ کر چلی جائے۔۔۔ مگر دیکھیں اب میں خالی ہاتھ رہ گیا ہوں۔۔ وہ میرے پاس نہیں ہے۔۔ وہ مجھے سچ میں چھوڑ کر جا چکی ہے۔۔ موم نا جانے وہ کہاں ہو گی؟؟ اور کس حال میں ہو گی؟۔۔ نا جانے اس کے ساتھ کیا ہوا ہو گا۔۔ یہ سوچتے ہی میرا سانس بند ہونے لگتا ہے کہ کہیں اسکے ساتھ کچھ غلط نا ہو گیا ہو موم۔۔۔ میں خود سے نظریں نہیں ملا پاتا۔۔ میں بہت شرمندہ ہوں موم میں بہت اذیت میں ہوں۔۔۔ میں نے ایک لڑکی کی زمہ داری لی۔۔ مگر اسے پورا نا کر سکا۔۔ اسے اپنی آنکھوں کے سامنے ذلیل ہوتا دیکھتا رہا۔۔ وہ مجھ سے شکوہ کر رہی تھی مام۔۔ اور یہی وہ آنکھیں مجھے رات کو چین سے سونے نہیں دیتیں۔۔۔۔

ربیعہ مسکرا کر بولی۔۔ کہیں تمھیں اپنی بیوی سے شدید قسم کا عشق وشق تو نہیں ہو گیا؟؟

یہ سن کر زائر نے سر اٹھا کر اپنی ماں کو دیکھا۔۔ پھر ربیعہ کے دونوں ہاتھ اپنے ہاتھوں سے پکڑ کر وہ نم آنکھوں سے بولا۔۔ موم یقیناً میں حسن پرست تھا۔۔ خوبصورتی میری کمزوری تھی۔۔ مگر موم مجھے لگتا ہیکہ وفا ہی اس دنیا کی سب سے خوبصورت لڑکی ہے۔۔ بیت زیادہ خوبصورت اور اچھی لڑکی۔۔ جس کی میں نے قدر نہیں کی۔۔ موم وہ بہت خاص تھی۔۔ بہت خاص۔۔۔ اپنے اللہ کے بہت قریب تھی۔۔ مگر میں نے اسے کھو دیا موم میں نے اسے کھو دیا۔۔ اب میں اسے تلاش کر رہا ہوں۔۔ مگر وہ۔ مجھے مل ہی نہیں رہی۔۔ میں اسے دوبارہ پانا چاہتا ہوں موم۔۔ میں اس سے معافی مانگنا چاہتا ہوں۔۔ آپ دعا کریں نا میرے لیے موم کہ وہ مجھے مل جائے۔۔ کہتے ہیں کہ ماؤں کی اپنے بچوں کے حق میں کی گئی دعائیں قبول ہوتی ہیں۔۔ پلیز موم میرے لیے بھی دعا کریں۔۔ وہ ربیعہ کے دونوں ہاتھ پکڑے اسکے گھٹنوں پر سر رکھے پھوٹ پھوٹ کر رو رہا تھا۔۔

اپنے لاڈلے بیٹے کو یوں روتا دیکھ کر ربیعہ کے دل کو کچھ ہوا تھا۔۔ ایک آنسو اسکی آنکھ سے نکل کر زائر کے گیلے بالوں میں جذب ہو گیا تھا۔۔ اس نے جھک کر زائر کے سر کا بوسہ لیا تھا۔۔ وہ اسے تسلیاں دے رہی تھی۔۔۔

موم بس ایک بار وہ مجھے مل جائے میں پھر اسے کہیں بھی جانے نہیں دوں گا۔ میں اسے ہر وہ خوشی دوں گا جس کی وہ حقدار تھی۔۔ اسے بہت محبت دوں گا۔۔ کوئی غم اسکے پاس بھی بھٹکنے نہیں دوں گا

۔۔ موم اب میں بھی نماز پڑھنے لگا ہوں۔۔ میں ہر روز اللہ سے بس یہی ایک دعا مانگتا ہوں کہ وہ مجھے میری وفا واپس کر دے۔۔ میں پھر کبھی بھی ناشکری نہیں کروں گا۔۔ وہ بری طرح سے رو رہا تھا۔۔ اسکے آنسو ربیعہ کے دل پر گر رہے تھے۔۔ اس نے بمشکل خود کو رونے سے روکا ہوا تھا۔۔ وہ دل میں گویا ہوئی۔۔ کہاں ہو تم وفا؟؟ پلیز واپس آجاؤ۔۔ میرے بیٹے کا کیا حال ہے؟؟ دیکھو تو سہی۔۔ اس نے زائر کو سینے سے لگالیا جو بچوں کیطرح رو رہا تھا۔۔۔۔۔

وفا اپنے روم میں بیٹھی کسی مریض کی فائل چیک کر رہی تھی۔۔ پورا ہاسپٹل ڈاکٹرز سے خالی تھا۔۔ دراصل پاس ہی ایک گاؤں میں ایک بس اور ٹرالر میں خوفناک تصادم ہوا تھا۔۔ اس بس میں کئی مسافر سوار تھے۔۔ سیکنڑوں کی تعداد میں زخمی تھی جنھیں قریبی سرکاری ہاسپٹل لایا گیا تھا۔۔ ڈاکٹروں کی کمی کے باعث ڈاکٹر حبیب بیت سے ڈاکٹروں کو اپنے ساتھ وہاں لے گئے تھے اور اب وہ لوگ بھی اپنی خدمات سر انجام دے رہے تھے۔۔ تاکہ لوگوں کی جانیں بچائی جا سکیں۔۔

ہاسپٹل میں اس وقت ڈاکٹر عمیر کیساتھ بس ڈاکٹر وفا یعنی ہالے نور ہی سینئر ڈاکٹر تھے۔۔۔ ڈاکٹر حبیب ہاسپٹل ہالے نور اور عمیر کے حوالے کر گیا تھا۔۔ کہ وہ چند گھنٹوں بعد آجائیں گے۔۔۔۔

وفا فائل چیک کر رہی تھی۔۔ تبھی ڈاکٹر عمیر دروازہ ناک کر کے اندر آیا۔۔ ڈاکٹر ہالے ابھی ایک پیشنٹ لایا گیا ہے۔۔ انکی حالت بہت سیریس ہے۔۔ کافی خون بہہ چکا ہے سانسیں بھی مدھم پڑ رہی ہیں۔۔ ہمیں انھیں دیکھنے جانا ہو گا۔۔۔ چ

مگر میں کیسے ؟؟؟

ڈاکٹر ہالے آپ کر سکتی ہیں۔۔ آپ معروف سرجن ڈاکٹر حبیب احمد کی بہن ہیں۔۔ اپنی صلاحیتوں پر شک نا کریں۔۔ اس وقت آپکے اور میرے علاوہ اور کوئی بھی ڈاکٹر نہیں ہے۔۔ سب ایمرجنسی میں دوسرے ہاسپٹل گئے ہوئے ہیں۔۔ ہمیں ہی یہ سب دیکھنا ہو گا۔۔ چلیں اللہ پر بھروسہ کر کے اسے دیکھتے ہیں۔۔۔

آپ نے انکی فیملی کو کال کی ہے ؟؟

جی وہ بس پہنچنے ہی والے ہیں۔۔

چلیں پھر۔۔ ڈاکٹر ہالے نور ڈاکٹر عمیر کیساتھ کمرے سے نکل کر ایمرجنسی وارڈ کیطرف بڑھ گئی۔ جہاں پر وہ نوجوان موت و حیات کی کشمکش میں تھا۔۔۔

وفا کی جونہی نظر اس زخمی شخص پر پڑی۔۔ وہ اپنی جگہ تھم سی گئی۔۔ یہ کیسا انصاف تھا کہ آج اسکا مجرم اسکے سامنے تھا مگر وہ کچھ بھی نا کر سکتی تھی۔۔ وہ اس سے بدلہ بھی نہیں لے سکتی تھی۔۔۔ وہ اسکا گنہگار اسکا مجرم رمل کریم تھا۔۔

میں اسے کیسے بچا سکتی ہوں۔۔ ؟؟

اس نے میرے ساتھ بہت برا کیا۔۔ اسکے دماغ سے آواز آئی تو اسکے ضمیر نے اسے ٹوکا۔۔ وفا تم اس وقت وفا حیات نہیں بلکہ ڈاکٹر ہالے نور ہو۔ جس نے مسیحائی کا راستہ چنتے وقت یہ نہیں سوچا تھا کہ وہ اپنے گنگہار انسان کا علاج نہیں کرے گی۔۔ وہ اپنے دشمن کا علاج نہیں کرے گی۔۔

تم نے جب یہ پیشہ اختیار کیا تھا۔ تم نے یہ حلف لیا تھا کہ اس مقدس پیشے کو انتہائی ایمانداری سے نبھاؤ گی۔۔ تم انسانیت کی رنگ و نسل امیر و غریب کا فرق کیے بغیر انکا علاج کرو گی۔۔ اگر آج تم نے اسکا علاج کرنے سے انکار کر دیا تو سمجھ جانا کہ تم نے وعدہ خلافی کی ہے اپنے پیشے سے غداری کی ہے۔۔ اگر آج وہ مر گیا تو پھر اپنے رب کا اور اپنے ضمیر کا سامنا کیسے کرو گی؟؟ تم بے حس نہیں ہو ڈاکٹر ہالے نور۔۔ اگر تم نے اسکے ساتھ برا کیا تو پھر تم میں اور اس میں کوئی فرق نہیں رہے گا۔۔۔

مت کرو وفا حیات مت کرو۔۔ اللہ نے تمھیں اس نیکی کے کام کیلئے چنا ہے۔۔ برائی کا بدلہ اچھائی سے دو۔۔ اور اللہ بہترین انصاف کرنے اور بدلہ لینے والا ہے تم کون ہوتی ہو کسی سے بدلہ لینے والی؟؟ اپنا معاملہ اللہ پر چھوڑ دو۔۔ وہ بہترین حساب لینے والا ہے۔۔۔

اور پھر وفا نے اپنی انا اور بدلے کو پس پشت ڈال کر اسے بچانے کی سر توڑ کوششیں کرنے لگی۔۔

باہر آپا صغریٰ نے چینی سے ٹہل رہی تھی۔۔ فضیل اسکے ساتھ تھا۔۔ وہ رو رہی تھی اور فضیل اسے دلاسے دے رہا تھا۔۔

پ

آپا صغریٰ ہاتھ اٹھائے اپنے بیٹے کی زندگی کیلیئے دعائیں مانگ رہی تھی۔۔

ایک گھنٹے بعد آئی سی یو کا دروازہ کھلا اور ڈاکٹر عمیر باہر آئے۔۔

آپا صغریٰ اسکی طرف بھاگی ڈاکٹر میرا بچہ کیسا ہے؟؟ اسے کچھ ہوا تو نہیں نا؟؟ وہ ایک آس سے بولی۔۔

ڈاکٹر عمیر مسکرایا۔۔ الحمدللہ اب آپکا بیٹا بالکل ٹھیک ہے۔۔ اسکی حالت خطرے سے باہر ہے۔۔ آپ لوگوں کی قسمت اچھی تھی کہ ڈاکٹر ہالے نور یہاں موجود تھیں۔۔ آپ لوگوں کو انکا شکریہ ادا کرنا چاہیے اگر وہ اپنی کوشش نا کر پاتیں تو آج وہ زندہ نا ہوتا۔۔ اور تو اور آج تو کوئی سینئر ڈاکٹر بھی ادھر موجود نا تھے۔۔ ڈاکٹر ہالے نور کی کوشش اور اللہ کی مدد سے ہم نے آپکے بیٹے کو بچا لیا۔۔۔

یا اللہ تیرا لاکھ لاکھ شکر ہے۔۔۔

آپ میرے ساتھ آیئے زرا۔۔ ڈاکٹر عمیر فضیل کو اپنے ساتھ لے گیا۔۔۔

آپا صغریٰ ہاتھ اٹھا کر اللہ کا شکر ادا کرنے لگی تبھی آئی سی یو کا دروازہ کھلا اور وفا باہر نکلی۔۔

آپا صغریٰ اسکے پاس آگئی۔۔ ڈاکٹر صاحبہ آپکا بہت بہت شکریہ۔۔ آپ نے میرے بیٹے کی جان بچائی۔۔

تبھی ڈاکٹر ہالے نور آپا صغریٰ کیطرف پلٹی تھی۔۔ اور آپا صغریٰ اپنی جگہ جم سی گئی۔۔ وہ اس شخصیت کو کیسے بھول سکتی تھی؟؟؟

وو۔۔ وفا؟؟ وفا یہ۔۔۔ یہ تم ہو نا؟؟

آپا صغریٰ آنسو بھری آنکھوں سے بولی تو وفا نے اپنے دستانے اتارتے ہوئے بولی جی میں وفا حیات۔۔ بدکردار عورت کی بدکردار بیٹی۔۔ جسے آپ نے رنگے ہاتھوں پکڑا تھا۔۔ کیسے بھول سکتی ہوں میں؟؟

آپا صغریٰ آنسو بھری آنکھوں سے اپنے لرزتے ہوئے ہاتھوں سے اسے چھوتے ہوئے بولی تت۔۔ تت۔۔ تم ڈاکٹر بن گئی ہو؟؟ اور۔۔ اور تم نے میرے رمل کو بچایا؟؟

جی وہ رمل کو میرا گہنگار تھا۔۔

پھر کیوں بچایا اسے؟؟ وہ گہنگار تھا نا تمھارا اسے مار دیتی یا پھر اسے مرنے دیتی۔۔ کیوں بچایا اسے؟؟

صحیح کہا آپ نے۔۔ پھر آپ میں اور مجھ میں فرق ہی کیا رہ جاتا صغریٰ بیگم؟؟ میں نے یہ پیشہ اس لیے اپنایا تھا کہ لوگوں کو بچا سکوں۔۔ نا کہ انھیں مار کر ان سے اپنا بدلہ لے سکوں۔۔ میں نے اپنا معاملہ اللہ پر چھوڑ دیا تھا۔۔ وہی بہترین حساب لینے والا ہے میں کون ہوتی ہوں انسانوں سے بدلہ لینے والی۔۔

یہ کہہ کر وفا وہاں سے چلی گئی اور آپا صغریٰ خود سے ہی نظریں نہیں ملا پا رہی تھی۔۔ کیسا بدلہ لیا تھا وفا حیات نے کہ وہ خود سے ہی نظریں نہیں ملا پا رہی تھی۔۔ اسے اسکی نگاہوں میں ہی گرا دیا تھا۔۔ اس نے سوچا کہ زمین پھٹے اور وہ اس میں سما جائے۔۔ وہ رو رہی تھی۔۔ اپنے بیٹے کے لیے نہیں بلکہ اپنے کیے پر۔۔ اگر وفا چاہتی تو اسکے بیٹے کو مار کر اس سے اچھا بدلہ لے سکتی تھی۔۔ وہ سوچ رہی تھی کہ ہاں وہ واقعی میں ایک عظیم ماں کی عظیم بیٹی تھی۔۔ اسکا خون اعلیٰ تھا۔ اس نے اپنے اخلاق اور پیشے سے یہ

ثابت کر دیا تھا کہ کوئی انسان کہنے سے برا نہیں ہوتا۔۔ آپا صغریٰ وہیں نیچے فرش پر گر گئی اور دھاڑیں مار مار کر رونے لگی۔۔ جیسے اس نے اپنی اولاد کھو دی ہو۔۔۔

زالان کو اسلام آباد سے ڈاکٹر کی کال آئی تھی کہ حمیرا بیگم کو ہوش آگیا ہے اور وہ بار بار انھیں ہی پکار رہی ہیں۔۔ انکی طبیعت خراب ہو رہی ہے۔۔ ذالان فورآ سے اسلام آباد روانہ ہو گیا تھا۔۔۔

زائر کی حالت کو دیکھتے ہوئے ربیعہ نے ایک فیصلہ کیا تھا۔۔ اس نے زائر کو اپنے کمرے میں بلایا اور اس سے بولی۔۔

اسلام علیکم

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں۔ تو

www.kitabnagri.xyz آن لائن ویب سائٹ آپ کو پلیٹ فارم فراہم کر رہی ہے۔

اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، ارٹیکل یا شاعری پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو

ابھی ای میل کریں۔

logicalmoez@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک پیج اور ای میل کے ذریعے رابطہ کر سکتے ہیں۔

Fb/Pg/Kitab Nagri

Posted On Kitab Nagri
logicalmoez@gmail.com
whatsapp _ 0319 8276205

زائر مجھ سے تمھاری یہ حالت دیکھی نہیں جاتی۔۔ پلیز بیٹا خود کو سنبھالو۔۔ وفا نے اگر ملنا ہوتا تو کب کی مل چکی ہوتی۔۔۔ خود کو سزا مت دو۔۔ آخر کب تک یوں اذیت میں مبتلا رہو گے۔ یہ دیکھو میں تمھارے آگے ہاتھ جوڑتی ہوں۔ خدا کے لیے مت کرو اپنے ساتھ ایسا۔۔ آگے بڑھ جاؤ اور زینش سے شادی کرلو۔۔

آپ یہ کیا کہہ رہی ہیں موم؟؟ میں ایسا نہیں کر سکتا۔۔۔

کیوں نہیں کرسکتے تم آخر؟۔۔ آخر کب تک اس طرح رہو گے؟؟ کیا تمھاری خوشیوں پر ہم ماں باپ کا حق نہیں ہے کہ ہم تمھاری خوشیاں دیکھیں تمھارے بچے اپنے ہاتھوں میں کھلائیں۔۔؟؟ ہم تمھیں خوش دیکھنا چاہتے ہیں۔۔

میں خوش ہوں مام۔۔۔

مے کرو زائر یہ دیکھو میرے جڑے ہوئے ہاتھ!! میں نے کبھی بھی تم سے کچھ بھی نہیں مانگا۔۔ آج یہ میری پہلی اور آخری خواہش سمجھ کر پوری کر دو۔۔ زینش سے شادی کرلو بیٹا۔۔

مام پلیز۔۔۔ زائر نے اسکے جڑے ہوئے ہاتھ نیچے کیے آپ مجھے گنہگار کر رہی ہیں۔۔۔ مگر میرا دل نہیں مانے گا اس کے لیے۔۔۔۔

پلیز بیٹا ہماری خاطر۔۔۔۔ ربیعہ نم آنکھوں سے بولی تو زائر اسکے ہاتھ پکڑ کر چومنے لگا۔۔ مام پلیز ایسے نا کریں۔۔۔ مجھے تکلیف ہوتی ہے۔۔

مجھے بھی ہوتی ہے تکلیف بیٹا تمھاری یہ حالت دیکھ کر۔۔ رحم کھاؤ خود پر بھی اور ہم پر بھی۔۔۔

وہ ربیعہ کے ہاتھ چومتا ہوا بولا ٹھیک ہے موم۔۔ میں آپکے لیے کچھ بھی کر سکتا ہوں۔۔ مگر میں آپکو بتا رہا ہوں کہ اگر اس دوران میں میری بیوی وفا واپس آگئی تو میں یہ شادی نہیں کروں گا۔۔۔ اگر شادی ہو گئی تو میں زینش کو چھوڑ دوں گا۔۔۔ یہ یاد رکھیے گا۔۔ یہ کہہ کر زائر کمرے سے نکل گیا۔۔۔

ربیعہ کیلیئے اتنا ہی کافی تھا کہ زائر مان گیا تھا۔۔ ربیعہ نے یہ خوشخبری سب کو سنائی سب ہی زائر کے اس فیصلے سے خوش ہوئے تھے۔۔ فیصلہ یہ ہوا کہ ارصم اور ھدی کے نکاح کیساتھ ہی ان دونوں کا بھی نکاح کر دیا جائے گا۔۔ حویلی میں شادیوں کی تیاریاں شروع ہو گئی تھیں۔۔

رمل کو جب معلوم پڑا کہ اسے بچانے والا کوئی اور نہیں بلکہ وفا ہی ہے۔۔ جسکی عزت کے پیچھے وہ ہاتھ دھو کر پڑا تھا۔۔ وہ اپنی نظروں میں ہی گر گیا تھا۔۔ وفا ایک مسیحا کیطرح اسکا علاج کر رہی تھی۔۔

رمل نے انجیکشن لگاتی وفا کو پکارا۔۔ وفا!!!!!

وفا نے اسے کوئی جواب نا دیا اور اسے انجیکشن لگا دی۔۔

رمل نے اسکے آگے دونوں ہاتھ جوڑ لیے۔۔ اور رونے لگا۔۔ تبھی آپا صغریٰ بھی کمرے میں داخل ہوئی۔۔۔

مجھے معاف کر دو وفا۔۔ میں تمھارا گہنگار ہوں۔۔ میں نے تمھارے ساتھ بہت برا کیا۔۔۔ بہت زیادہ۔۔ رمل پھوٹ پھوٹ کر رو رہا تھا۔۔

دوسری طرف آپا صغریٰ بھی اسکے آگے ہاتھ جوڑے کھڑی اس سے معافی مانگ رہی تھی۔۔ وفا نے دیکھا دونوں طرف اسکے گہنگار اور مجرم کھڑے ہیں۔۔

معاف کر دو وفا میں نے پوری زندگی تمھارے اوپر ظلم کیے اور اب دیکھو اللہ نے مجھے میری اولاد کے زریعے اچھی سزا دی ہے۔۔ ریشم میری بوئی ہوئی فصل کاٹ رہی ہے۔۔ اور رمل ادھر پڑا ہے۔۔

معاف کر دو وفا۔۔ میں تمھاری گہنگار ہوں۔۔ آپا صغریٰ پھوٹ پھوٹ کر رو پڑی تھی۔۔

وفا کے کانوں میں گونجا۔۔ وفا!!! اللہ معاف کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔۔ تم بھی انھیں معاف کر دو اور اللہ تعالیٰ کی پسندیدہ بندی بن جاؤ۔۔ اور اپنی نیکیوں میں ایک اور اضافہ کر لو۔۔ انتقام میں کچھ بھی نہیں رکھا۔۔۔

وفا آگے بڑھی اور آپا صغریٰ کے جڑے ہوئے ہاتھ نیچے کر دیے۔۔ میں نے آپ دونوں کو اللہ تعالیٰ کی رضا کیلیئے معاف کر دیا۔۔۔

رمل نم آنکھوں سے مسکرایا۔۔

آپا صغریٰ نے اسے بے اختیار اپنے گلے سے لگا لیا۔۔اور روتے ہوئے بولی تم واقعی میں عظیم ہو وفا ۔۔۔ تمھاری تربیت تمھاری نانی نے بہت ہی اچھی کی ہے۔۔ تمھاری رگوں میں واقعی اعلیٰ خون دوڑ رہا ہے۔۔

وفا حیرت زدہ رہ گئی تھی کہاں وہ مغرور اکڑ اکر چلنے والی آپا صغریٰ ؟؟ اور کہاں یہ جھکے کندھوں والی جھریوں زدہ چہرے اور کمزور جسامت کی مالک روتی بلکتی آپا صغریٰ ؟؟ بے شک اللہ بہترین حساب لینے والا ہے۔۔ متکبر تو میرے اللہ کی ذات ہے۔ وہ بھی نم آنکھوں سے مسکرائی تھی۔۔۔۔

منگنی کا ایک چھوٹا سا فنکشن رکھا گیا تھا۔۔ بس حویلی کے ہی آفراد اور فاریہ کی فیملی آئی تھی۔۔ بزائد بالکل بھی خوش نا تھا۔۔ مگر ربیعہ کی خوشی کی خاطر اسے یہ کڑوا گھونٹ پینا پڑ رہا تھا۔۔ اور پھر اسنے زینش کو اپنے نام کی انگوٹھی پہنا دی۔۔ زینش کی خوشی کا کوئی ٹھکانہ نا تھا۔۔ ربیعہ نے محبت سے اسکا ماتھا چوم لیا تھا۔۔ زائر کی آنکھ سے ایک آنسو پھسل کر گال پر بہہ آیا تھا۔۔ سب ایک دوسرے کو مبارکباد دینے لگے۔۔ زائر وہاں سے اٹھ کر چلا گیا تھا۔۔۔ صبیحہ افسوس سے اپنے بیٹے کو جاتا دیکھنے لگی۔۔ وہ جانتی تھی کہ اسکا بیٹا خوش نہیں ہے۔۔ وہ وفا کی جگہ کسی اور کو دینے کے حق میں نہیں تھا۔۔ اسکے آنسو اسکی نظروں سے پوشیدہ نا رہ سکے تھے۔۔ کہاں اسکا وہ مغرور پرسنالٹی کا مالک بیٹا زائر زاران حیدر شاہ!! اور کہاں یہ زائر جس نے وفا کے پیچھے اپنی یہ حالت بنالی تھی۔۔۔

رمل کو ڈسچارج کر دیا گیا تھا۔۔ وہ اسے حویلی لے آئی تھی۔۔ سب نے آپا صغریٰ سے یونہی سر سری سا رمل کے بارے میں پوچھا تھا کیونکہ رمل کی اصلیت جاننے کے بعد کوئی بھی اسے منہ نا لگاتا تھا۔۔

آپا صغریٰ کو جب معلوم پڑا کہ زالان حمیرا بیگم کو حویلی کا رہا ہے تو وہ خاموشی کیساتھ حویلی سے نکل گئی تھی۔۔۔ وہ سیدھا ہاسپٹل آگئی تھی۔۔ اس نے ڈاکٹر ہالے نور کا پوچھا تو اسے پتہ چلا کہ وہ گھر جا چکی ہے۔۔ اس نے ہاسپٹل سے ڈاکٹر حبیب احمد کے گھر کا ایڈریس لیا اور وہاں روانہ ہو گئی۔۔۔

اسے یہاں دیکھ کر وفا بولی۔۔ آپ یہاں کیوں آئی ہیں؟؟

حبیب اور لیلیٰ انھیں دیکھنے لگے۔۔۔ وفا نے انھیں آپا صغریٰ کے بارے میں بتایا تھا۔۔

وفا سپاٹ لہجے میں بولی میں آپکو معاف تو کر چکی ہوں پھر آپ یہاں کیوں آئی ہیں؟؟

وفا میری بچی میں نے تمھیں اور تمھاری نانی کو بہت ستایا مجھے اسکی اچھی سزا ملی ہے۔۔ مگر اب میں چاہتی ہوں کہ میں نے کو غلط کیا ہے اسے صحیح بھی کروں۔۔ میں تمھیں حویلی واپس لے جانے آئی ہوں۔۔

یہ سن کر ڈاکٹر حبیب اور لیلیٰ ایک دوسرے کو دیکھنے لگے۔۔ وہ لوگ پریشان ہو گئے تھے۔۔

میں واپس حویلی نہیں جانا چاہتی۔ جہاں سے مجھے دھکے دیکر مجھ پر بہتان لگا کر مجھے ذلیل و رسواء کر کے آدھی رات کو باہر نکالا گیا تھا۔۔ وہاں میری دکھ بھری یادیں وابستہ ہیں۔۔ میں وہاں دوبارہ نہیں جانا چاہتی۔۔۔

انکار مت کرو بیٹا۔۔ آخری بار آکر اپنی نانی جان سے مل لو۔۔۔ ذالان آج اسے اسلام آباد سے واپس لارہاہے۔۔ اسکی طبیعت بہت بگڑ گئی ہے۔۔ بس ایک بار!!!!

نانی جان!!!! وفا تڑپ گئی تھی اپنی نانی جان کے بارے میں سن کر۔۔

نانی جان کومہ سے نکل آئی ہیں؟؟

آپا صغرٰی نے سرہاں میں ہلایا تھا۔۔

میں نانی جان کیلئے کچھ بھی کرسکتی ہوں۔۔۔ پھر وہ اپنی انا کو پس پشت ڈال کر لیلیٰ ڈاکٹر حبیب احمد اور آپا صغرٰی کیساتھ حویلی روانہ ہوگئی۔۔۔

حمیرا بیگم بہت لاغر اور کمزور ہوچکی تھیں۔۔ وہ اپنی زندگی کی آخری سانسیں لے رہی تھی۔۔ حویلی کے تمام افراد اسکے بیڈ کے گرد جمع ہوگئے تھے۔۔ سب باری باری حمیرا بیگم سے اپنے گناہوں کی معافی مانگ رہے تھے۔۔ حمیرا بیگم کی بوڑھی نگاہیں بار۔ آر بھٹک رہی تھیں وہ اپنی نواسی کو ڈھونڈ رہی تھی۔۔۔

ذالان میری وفا کہاں ہے؟؟ کیا اسے نہیں معلوم کہ اسکی بوڑھی نانی آئی ہے۔۔۔؟۔۔ اسے بلاؤ مجھے اسے دیکھنا ہے اس سے بات کرنی ہے۔۔

سب کے سر جھک سے گئے تھے۔۔ سب اپنی جگہ شرمندہ سے کھڑے تھے۔۔۔ کچھ کی آنکھوں میں آنسو آگئے تھے۔۔ فاریہ اور ارصم بھی وہیں موجود تھے۔۔۔

ذالان کو چپ دیکھ کر حمیرا بیگم بولی تم چپ کیوں ہو ذالان ؟؟ کہاں ہے میری وفا؟؟ میں اسے تمھارے اور زائر کے حصے کر گئی تھی نا؟؟ کہاں ہے میری وفا؟؟۔ زائر کا سر شرمندگی سے جھک گیا تھا

--

اماں بی مجھے معاف کر دیں میں آپکی نواسی کی حفاظت نا کر سکا۔۔ آپ سے کیا ہوا وعدہ میں پورا نا کر سکا ۔۔وہ حمیرا بیگم کے کمزور ہاتھ تھامے رو پڑا تھا۔۔ سب دکھ اور افسوس سے انھیں دیکھ رہے تھے۔۔

حمیرا بیگم نے اپنے ہاتھ اسکی گرفت سے ہٹائے۔۔

تم یہ کیسے کر سکتے ہو ذالان ؟؟ تم نے مجھ سے وعدہ کیا تھا۔۔

میں شرمندہ ہوں اماں بی۔۔۔

تبھی آپا صغریٰ رش کو چیرتی ہوئی وہاں آئی اور حمیرا بیگم کے ہاتھ پکڑ کر انھیں چومتے ہوئے روتے ہوئے ان سے معافیاں مانگنے لگی مجھے معاف کر دیں اماں بی۔۔ میں نے آپکو اور آپکی نواسی کو بہت ستایا ۔۔ میں نے آپکی معصوم نواسی پر بہتان لگا کر اسے رات اندھیرے میں حویلی سے نکالا۔۔ میں نے اسے نکالا تھا اماں بی میں نے نکالا تھا میں مجرم ہوں اسکی اور آپکی۔۔ آپا صغریٰ زارو قطار رو رہی تھی۔۔

تم نے میری نواسی کو مجھ سے دور کیا میں کیسے معاف کر دوں تمھیں صغریٰ؟؟

اماں بی دیکھیں میں اسے اپنے ساتھ لائی ہوں۔۔ یہ دیکھیں۔۔ یہ آپکی نواسی ہے۔۔۔

تبھی وفا وہاں آئی تھی۔۔ نانی جان!! وہ حمیرا بیگم کے ہاتھ پکڑے چومنے لگی۔۔ وہ زاروقطار رو رہی تھی۔۔ وہ حمیرا بیگم کا کبھی ہاتھ تو کبھی چہرہ چومتی۔۔ اسکے آنسو حمیرا بیگم کے ہاتھوں اور جھریوں زدہ چہرے پر گر رہے تھے۔۔

سب پر سکتہ طاری ہو گیا تھا۔۔۔ وفا زندہ تھی اور یہ بات آپا صغریٰ جانتی تھی؟؟؟

زائر کی آنکھیں چمکی تھیں۔۔ وہیں ارصم کی خوشی کا کوئی ٹھکانہ نا تھا۔۔۔

وفا کے آنے سے سب کے اداس چہروں پر مسکراہٹ دوڑ گئی تھی۔۔

حمیرا بیگم نے بری طرح سے روتی ہوئی وفا کے سر پر اپنا کمزور ناتواں ہاتھ رکھا۔۔ مت روؤ میری پیاری بچی۔۔۔ مت روؤ۔۔۔

نانی جان میری پیاری نانی جان ۔۔۔۔ دیکھیں مجھے!! آپکی نواسی ڈاکٹر بن گئی ہے۔۔ میں نے آپکی خواہش پوری کر دی ہے۔۔ میں ایک ڈاکٹر بن گئی ہوں۔۔ لوگ مجھے جانتے ہیں نانی جان ۔۔۔۔ آج آپکی وہ یتیم نواسی وفا حیات ڈاکٹر ہالے نور سے جانی جاتی ہے۔۔۔ دیکھیں مجھے نانی جان ۔۔۔

وفا کے آنسو گر رہے تھے۔۔۔ نانی اور نواسی کو یوں روتے ہوئے دیکھ کر سب ہی رو پڑے تھے۔۔۔

میری وفا ڈاکٹر بن گئی ہے۔۔۔؟؟ وفا نے سرہاں میں ہلایا۔۔

یااللہ تیرا لاکھ لاکھ شکر ہے۔۔ جس نے مجھے مرنے سے پہلے یہ دن بھی دکھایا۔۔۔

نانی جان پلیز ایسی بات نا کریں۔۔ میرا آپکے علاوہ ہے کون؟؟

حمیرا بیگم نے محبت سے اسکے ہاتھ چوم لیے۔۔۔

وفا گھٹنوں کے بل اسکے سرہانے بیٹھ گئی تھی۔۔

زائر کی نگاہیں اسی پر ہی جمی تھیں۔۔وہ بہت بدل گئی تھی۔۔ایک بھولی بسری مسکراہٹ اسکے ہونٹوں کو چھو گئی۔۔ آج کتنے عرصے بعد وہ یوں مسکرایا تھا۔۔۔

ذالان آر جھکائے بیٹھا تھا۔۔

حمیرا بیگم نے اسے شکوہِ کناں نگاہوں سے دیکھا۔۔اور بولی مجھے تم سے یہ امید نہ تھی ذالان شاہ۔۔۔

تم اس بچی کی حفاظت بھی نا کر سکے۔۔اگر یہ کسی غلط انسان کے ہاتھ لگ جاتی تو؟؟ پھر تم اپنے رب سے کا سامنا کیسے کرتے؟؟

میں شرمندہ ہوں اماں بی۔۔۔

حمیرا بیگم نے گہری سانس کھینچی اور بولی اب وقت آگیا ہے کہ تمھیں ایک راز کی بات بتاؤں۔۔ چاہتی ہوں کہ میری مرنے سے پہلے یہ حقیقت آشکار ہو جائے۔۔۔

کمرے میں خاموشی طاری ہو گئی تھی۔۔۔ صرف حمیرا بیگم کے بولنے کی آواز گونج رہی تھی۔۔

وفا میری بیٹی آمنہ کی بیٹی نہیں تھی۔۔

سب کا منہ کھل گیا۔۔

ہاں یہی سچ ہے۔۔۔

نانی جان یہ آپ کیا کہہ رہی ہیں ؟؟

ہاں بیٹا یہی سچ ہے۔۔ تم میری نواسی نہیں ہو۔۔۔ تم زالان حیدر شاہ کی بیٹی ہو۔۔۔

انکشاف تھا کہ بم ؟؟ سب پر سکتہ طاری ہو گیا تھا۔۔ یہ کیسا راز تھا؟؟

وفا نے حیرانگی سے سر اٹھا کر سامنے بیٹھے ذالان حیدر شاہ کو دیکھا تھا۔۔ پھر اپنی نانی جان کو۔۔

سب منہ کھولے ایک دوسرے کو دیکھ رہے تھے کہ یہ سب کیا ہے ؟؟

ذالان بمشکل بول پایا۔۔ مم۔۔ مم۔۔ میری بیٹی ؟؟؟

ربیعہ شاہ بھی حیرانگی سے ذالان اور پھر وفا کو دیکھ رہی تھی۔۔۔

ہاں تمھاری اور سمیحہ کی بیٹی "" مرحا زالان شاہ ""

سب پر سکتہ طاری ہو گیا۔۔ وفا نے سر اٹھا کر ذالان حیدر شاہ کو دیکھا تھا۔ ذالان تو شاکڈ ہی رہ گیا تھا۔۔

اسکی اور سمیحہ کی بیٹی ؟؟

ربیعہ نے کہا یہ سمیحہ کون ہے ذالان ؟؟

ذالان بمشکل بول پایا۔۔ مم میری پہلی بیوی تھی وہ۔۔ جسے میں دنیا آ کے رحم و کرم پر چھوڑ آیا تھا ۔۔ اسکے مرتے ہوئے باپ سے وعدہ کیا تھا مگر وہ وعدہ وفا نا کر سکا۔۔ آنسو اسکی آنکھوں سے گر رہے تھے۔۔ میں سمیحہ کی حفاظت نا کر سکا۔۔ ذالان حیدر شاہ نے پوری کہانی سنا ڈالی۔۔

مجمعے میں خاموشی چھا گئی۔۔

وفا کی آنکھوں سے آنسو گر رہے تھے۔۔ ستم ظریفی تو دیکھو کہ وہ باپ کے سامنے اسکی نگاہوں کے سامنے تھی اور لوگ اسے ناجائز اولاد کہتے تھے۔۔ اسے بدکردار ماں کی بیٹی کہتے تھے۔۔

ربیعہ نے پوری کہانی سننے کے بعد افسوس سے کہا ذالان آپ نے بہت غلط کیا سمیحہ کیساتھ۔۔ آپ مجھ سے بات تو کرتے۔۔ میں کیوں روکتی آپکو۔۔ اسکا بھی آپ پر اتنا ہی حق تھا جتنا کہ میرا۔۔۔ پھر آپ اتنے بے حس کیسے ہو سکتے ہیں۔۔؟؟ کہ اپنی بیوی کو ہی دنیا کے رحم و کرم پر چھوڑ کر آ گئے؟؟ مجھے آپ سے یہ امید نہیں تھی۔۔۔

سب کو ہی افسوس ہوا تھا۔۔

وفا کو سامنے بیٹھے شخص سے نفرت سی محسوس ہوئی تھی جو بدقسمتی سے اسکا باپ تھا۔۔ اس شخص نے اپنے نکاح کو گناہ کیطرح چھپایا تھا۔۔ اور دوسرا ظلم یہ کیا تھا کہ اس عورت کو جو اسکی بیوی تھی اسے اکیلا چھوڑ کر وہ پانی دوسری بیوی کیساتھ خوشی خوشی اپنی زندگی گزارنے لگا تھا۔۔ یہ بھی نا سوچا کہ وہ کس حال میں ہو گی؟؟؟

ربیعہ نم آنکھوں سے بولی آپکو کیسے پتہ چلا سمیحہ کا اماں بی؟؟

یہ اس دن کی بات تھی جس دن تم لوگ ہنیں مون منانے سوئٹزرلینڈ گئے ہوئے تھے۔۔ باقی لوگ شادی پر گئے ہوئے تھے۔۔ تم دونوں کی شادی کو دو مہینے ہو چکے تھے۔۔ اس دن میں اور میری بیٹی ہی حویلی میں تھے۔۔ کہ اچانک کسی کا فون آ گیا۔۔ وہ لڑکی ذالان کا پوچھ رہی تھی۔۔ اس نے بتایا کہ وہ

ذالان کی بیوی ہے۔۔ اور وہ اسے اس حالت میں چھوڑ کر چلا گیا ہے۔۔ میں جانتی تھی کہ اگر حویلی والوں کو پتہ چلا ذالان کی پہلی شادی کے بارے میں تو بہت بڑا ہنگامہ کھڑا ہو جائے گا۔۔ مجھے ڈر لگا کہ کہیں وہ لوگ سمیحہ یا پھر اسکے بچے کو کوئی نقصان نا پہنچائیں۔۔۔ وہ بے چاری اکیلی تھی اسکا اللہ کے سوا اور کوئی بھی ناتھا۔۔ تب میں نے اسکی حالت کو دیکھتے ہوئے آمنہ کو چند مہینوں کیلیئے اسکے پاس بھیج دیا۔۔ آمنہ اسکا سہارا بن گئی تھی اور ادھر اب لوگ یہی سمجھ رہے تھے کہ میری آمنہ کسی لڑکے کیساتھ بھاگ گئی ہے۔۔۔ میں بھی ایک دم اسکے پاس گئی تھی وہ بہت رو رہی تھی۔ تب میں نے ایک فیصلہ کیا تھا۔۔ آمنہ کو اسکے پاس ہی رہنے چھوڑ دیا تھا۔۔ میں نے لوگوں کی باتیں سن کر ضبط سے کام لینا شروع کر دیا۔۔ اور انکے طعنے سنتی رہی۔۔ میں ہر مینے ایک معقول رقم خرچے کیلیئے بھیجتی تھی۔۔ سمیحہ اپنی زندگی کے آخری ایام گزار رہی تھی۔۔ وہ ذالان سے بہت محبت کرتی تھی وہ اکثر اسے یاد کر کے روتی رہتی تھی۔۔ اسکی بے وفائی نے اسے اندر سے ختم کر دیا تھا وہ تو بس بچی کی پیدائش تک زندہ رہنا چاہتی تھی اور پھر ایک دن اسکی طبیعت بہت بگڑ گئی آمنہ اسے ہاسپٹل لے گئی۔۔ وہاں اس نے ایک بچہ کو جنم دیا تھا۔۔ جس کا نام اس نے مرحا زالان شاہ منتخب کیا تھا۔۔ اس نے مرنے سے پہلے مجھ سے ایک وعدہ لیا تھا کہ میں اسکی بچہ کی پرورش کروں اور اس بچی کے بارے میں کبھی بھی ذالان کو کچھ بھی نا بتاؤں کہ وہ اسکی بچی ہے۔۔ اسے ذالان سے دور ہی رکھوں۔۔ اور پھر وہ چلی گئی ننھی سی پری کو چھوڑ کر۔۔ میں اب بھی تمھیں یہ بات نا بتاتی اگر مجھے زندگی کا کچھ بھروسہ نا ہوتا۔۔

ذالان حیدر شاہ پھوٹ پھوٹ کر رو پڑا تھا۔۔ یہ کیسی سزا تجویز کی تھی سمیحہ متین نے کہ میری بیٹی میرے جگر گوشے میرے وجود کا حصّہ میری آنکھوں کا نور میری بیٹی مرحا ذالان میری آنکھوں کے سامنے رہی اور میں اسے پہچان ہی نا سکا۔۔ پوری زندگی میں اولاد جیسی نعمت کیلئے تڑپتا رہا اور میری بیٹی میری پہلی اولاد میری نگاہوں کے سامنے ہی تھی۔۔ میں اسے چھو ہی نہیں سکتا تھا اور نا اسے گلے سے لگ آسکتا تھا۔۔ میرے سامنے اسے بدکردار ماں کی بیٹی کہتے تھے۔۔ اسے ناجائز کہتے تھے۔۔ یہ تم نے کیا کر دیا سمیحہ متین یہ کیسی سزا تم نے میری لیے تجویز کی تھی؟؟ ---- اور میں نے بھی یہ کیا کیا؟؟ اپنے نکاح کو ایک گناہ کیطرح چھپایا؟؟ ذالان حیدر شاہ پھوٹ پھوٹ کر رو رہا تھا۔۔ سب افسوس سے اسے دیکھ رہے تھے۔۔۔ کچھ تو ابھی بھی اس حقیقت کو تسلیم نہیں کر پا رہے تھے کہ وفا ذالان حیدر شاہ کی بیٹی ہے؟؟ جسے وہ لوگ بچپن ہی سے دھتکارتے ہوئے آرہے تھے۔۔ وہ ایک ایک لمحہ وہ ظلم و زیادتیاں کسی فلم کی طرح انکی نگاہوں کے سامنے گھوم رہا تھا۔۔۔

تبھی سکوت کو حمیرا بیگم کی اکھڑتی سانسوں نے توڑا تھا۔

ذالان۔۔۔ ذالان مجھ۔۔ مجھ سے وعدہ۔۔۔ کرو۔۔ کہ تم۔۔ وفا۔۔ کا۔۔ خیال۔۔ رکھو گے؟؟ ذالان نے حمیرا بیگم کے ہاتھ پکڑ لیے تھے اور بولا

اماں بی میں وعدہ کرتا ہوں اپنی بیٹی کا بہت خیال رکھوں گا۔۔ خود سے بڑھ کر اسے چاہوں گا۔۔ اسے وہ تمام خوشیاں دونگا جس کیلیئے وہ کبھی ترسی ہو گی۔۔ اسے ساری محبتیں دوں گا۔۔ جس کی وہ حقدار ہے۔۔۔

حمیرا بیگم مسکرائی تھی اور ایک آخری بار وفا کو دیکھا اور محبت سے بولی میری۔۔ پیاری۔۔ نواسی۔۔ میری ڈاکٹر بیٹی۔۔ ڈاکٹر وفا حیات۔۔۔ پھر حمیرا بیگم اپنے خالق حقیقی سے جا ملی۔۔ وفا رونے لگی۔۔ نانی جان مجھے یوں چھوڑ کر نا جائیں۔۔ پلیز نانی جان۔۔ کم از کم تھوڑا سا وقت اور تو گزارتیں میرے ساتھ ۔۔۔۔

ربیعہ شاہ نے آگے بڑھ کر روتی ہوئی وفا کو خود سے لگایا تھا۔۔ وہ ربیعہ کے گلے لگی رو رہی تھی۔۔۔ حویلی میں سبھی لوگ افسردہ ہو گئے تھے۔۔ آپا صغریٰ، ہمدان، زاران، سعدان یہ سبھی اسکے ہاتھوں پلے بڑھے تھے۔۔ آج انھیں لگ رہا تھا کہ جیسے انھوں نے اپنی ماں کو کھو دیا ہے۔۔۔

حمیرا بیگم کی تدفین ہو چکی تھی۔۔ وفا کا بہت برا حال تھا۔۔ ربیعہ شاہ اسے سنبھالے ہوئے تھے۔۔ لیلی اور حبیب بھی اسکے پاس تھے۔۔۔۔

حمیرا بیگم کو دفنانے کے بعد سب ہی اپنے گھروں کو لوٹ گئے تھے اور وہاں سے سیدھا سمیحہ متین کی قبر پر آیا تھا۔۔ وہ روتے ہوئے بولا کیسی سزا دی ہے تم نے مجھے سمیحہ ؟؟ یہ بہت بڑی اور تکلیف دہ سزا تھی سمیحہ !! اگر آج بھی اماں بی مجھے نا بتاتی تو مجھے تو کبھی بھی یہ پتہ نا لگنا تھا کہ ہماری بھی کوئی بیٹی ہے ؟؟ ہاں

میری اور تمہاری بیٹی۔۔ ""مرحازالان شاہ"" وہ نم آنکھوں سے بولا اماں بی نے مجھے بتایا کہ تم مجھ سے بہت محبت کرتی تھی۔۔۔ ہاں اور آج میں ذالان حیدر شاہ بھی یہ اعتراف کر رہا ہوں کہ۔ مجھے اپنی پہلی معصوم سی بھولی بھالی سی وہ سانولی پر کشش سی بیوی سمیحہ متین سے شدید محبت ہے۔۔ جو میری بیٹی کی ماں تھی۔۔ میری مرحا۔۔ میرے جگر کا ٹکڑا۔۔ میرے وجود کا حصّہ۔۔۔ تم نہیں جانتی سمیحہ۔۔ تم نے مجھے کتنی بڑی خوشی دی ہے۔۔ کاش کہ تم آج زندہ ہوتی۔۔ مگر میں ہی ناشکرا تھا جو تمھاری قدر نا کر سکا۔۔ مگر میں وعدہ کرتا ہوں کہ میں اپنی بیٹی کو بہت خوش رکھوں گا۔۔ ہماری بیٹی بالکل تمھاری طرح ہے۔۔ رحمدل، لائق فائق، قابل، فرمانبردار، نمازی سب سے پیار کرنے والی۔۔ پتہ اسکے گالوں پر پڑنے والے ڈمپل اس نے مجھ سے چرائے ہیں۔۔ وہ بالکل میری طرح دکھتی ہے۔۔ میں اکثر اسے جب بھی دیکھتا تھا تو تم مجھے بے اختیار یاد آتی تھی۔۔ اسکی تمام عادات بالکل تم پر گئی ہیں۔۔ وہ بالکل بھی کسی سے بھی کوئی شکایت نہیں کرتی۔۔ اسکی اپنے رب کیساتھ بہت اچھی دوستی ہے۔۔ اور پتہ ہے ہماری مرحا اپنی ہمت اور قابلیت سے ڈاکٹر بن گئی ہے۔۔ اسکا ایک نام ہے ایک پہچان ہے۔۔۔ اماں بی اور آمنہ کے مجھ پر بہت احسانات ہیں۔۔ انھوں نے میری بیٹی کی کئی سالوں تک پرورش کی۔۔ اسے پڑھایا لکھایا اور ایک اچھا انسان بنایا۔۔۔ اب وہ ڈاکٹر ہالے نور کے نام سے مشہور ہے۔۔ وہ واقعی میں نور کا ہالہ ہے۔۔ ماں باپ کا فخر ہے وہ۔۔ مجھے اپنی بیٹی پر فخر ہے سمیحہ۔۔۔ وہ نم آنکھوں سے بولا۔۔ ہماری مرحا ہمارا فخر ہے۔ مجھے معاف کر دینا میں بہت برا ہوں سمیحہ۔۔ مگر میں تمھارا شکر گزار

بھی ہوں کہ تم نے مجھے اولاد جیسا ایک خوبصورت تحفہ دیا۔۔ شکریہ سمیحہ ذالان حیدر شاہ۔۔۔ بہت بہت شکریہ۔۔۔ ہماری بیٹی نے بہت دکھ جھیلے ہیں۔۔۔ میں نہیں جانتا کہ وہ مجھے اب باپ مانے گی بھی یا نہیں۔۔ کیسے مانے گی؟؟ میرے گھر والوں نے اسکے ساتھ بہت زیادتیاں کیں اس پر بہت ظلم کیے۔۔۔ میں اس لائق تو نہیں ہوں مگر میں ہار نہیں مانوں گا۔۔ میں تمھیں کھو چکا ہوں مگر اپنی مرحا کو کھونے کی ہمت نہیں ہے مجھ میں میں اسے نہیں کھو سکتا۔۔ ابھی تو میں نے اسے جی بھر کر دیکھا بھی نہیں ہے اور نا اسے اپنے سینے سے لگا کر اسے محسوس کیا ہے۔۔ میں اسکے ساتھ اپنی زندگی کے باقی تمام سال گزارنا چاہتا ہوں۔۔۔ مجھے یقین ہے وہ مجھے معاف کر دے گی۔۔ وہ بالکل تمھاری طرح ہے۔۔ وہ اپنے گنہگار باپ کو معاف کر دے گی۔۔۔ ذالان وہاں سے حویلی کیطرف روانہ ہو گیا۔۔۔

اسلام علیکم

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں۔ تو

www.kitabnagri.xyz آن لائن ویب سائٹ آپ کو پلیٹ فارم فراہم کر رہی ہے۔

اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، آرٹیکل یا شاعری پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو

ابھی ای میل کریں۔

logicalmoez@gmail.com

Posted On Kitab Nagri
آپ ہمارے فیس بک پیج اور ای میل کے ذریعے رابطہ کر سکتے ہیں۔
Fb/Pg/Kitab Nagri
logicalmoez@gmail.com
whatsapp _ 0319 8276205

اسکی نانی کو فوت ہوئے ایک ہفتہ ہو چکا تھا۔۔ ذالان اس سے بات کرنے کی کوشش کرتا مگر وہ وہاں سے چلی جاتی۔۔ اور ایسا ہی سلوک وہ زائر کیساتھ بھی کر رہی تھی وہ اسے معاف کرنے کے حق میں بالکل بھی نہیں تھی۔۔ یہ دونوں ہی اسکے گنہگار اور قصوروار تھے۔۔۔ نانی نے اسے ان دونوں کے حوالے کیا تھا اور ان دونوں نے ہی اپنے وعدے کا پاس نا رکھا تھا۔۔ خاص کر زائر زاران حیدر شاہ۔۔۔ اسے تو اسکی نگاہوں کے سامنے ہی ذلیل کر کے نکالا گیا تھا۔۔ باقی سب نے وفا سے اپنے کیے کی معافی مانگی تھی۔۔ اور وفا نے سب کو معاف کر دیا تھا۔۔۔ ماسوائے ان دونوں کے۔۔ مرحازالان کیساتھ سب گھر والوں کا رویہ بیت اچھا اور پیار بھرا تھا۔۔ اب وہ آمنہ کی بیٹی وفا حیات نہیں تھی بلکہ وہ اب ڈاکٹر ہالے نور اور ذالان حیدر شاہ کی اکلوتی بیٹی مرحازالان شاہ تھی۔۔ اسکی حیثیت بدل گئی تھی اور وقت بھی۔۔۔

حبیب اور لیلیٰ واپس جانے لگے تو وفا بھی انکے ساتھ چلنے ہر آمادہ ہو گئی۔۔ تو حبیب نے اسے محبت سے سمجھاتے ہوئے کہا۔۔ دیکھو ہالے !! میرے لیے تم اب بھی میری چھوٹی بہن ہالے نور ہو میں اب بھی تم سے اتنی ہی محبت کرتا ہوں۔۔ میرے گھر کے اور میرے دل کے دروازے ہمیشہ تمھارے لیے کھلے رہیں گے۔۔ مگر تم فی الحال اپنی فیملی کیساتھ ٹائم گزارو۔۔۔ اللہ نے اتنے سالوں بعد تمھیں اپنی فیملی دی ہے۔۔ انکی محبتوں کی قدر کرو۔۔ بہت خوش قسمت ہو تم کہ اللہ نے اچانک سے اتنے سارے پیار کرنے والے رشتے عطاء کیے ہیں۔۔ باپ کو معاف کر دو بیٹے۔۔ اس سے خطاء ہو گئی ہے۔۔ مگر وہ تو اس بات سے انجان تھا نا؟؟ اسے تو پتہ نہیں تھا کہ تم اسکی بیٹی ہو۔۔ اور کون اپنی اولاد کو اس طرح تکلیف سے گزرتا دیکھنا چاہے گا۔۔؟ ان نئے رشتوں کی قدر کرو اس سے پہلے کہ اللہ یہ نعمتیں تم سے چھین لے۔۔ میری بات سمجھ رہی ہو نا ہالے۔۔۔؟؟ وفا نم آنکھوں سے مسکرائی تو ڈاکٹر حبیب احمد نے مسکرایا اور اسکا سر پیار سے تھپتھپایا۔۔۔ شاباش۔۔۔۔

سب گھر والے اسے محبت دے رہے تھے۔۔۔ ربیعہ تو پہلے ہی اس سے محبت کرتی تھی مگر اب ایک ماں کیطرح اس پر اپنا حق جتا رہی تھی۔۔ اسکی محبت میں اضافہ ہی ہو گیا تھا۔۔ ربیعہ تو بیٹی کو پا کر خوشی سے پھولے نہیں سما رہی تھی۔۔ کہ اللہ نے اسکی سن لی ہے اور اسے بیٹی کی نعمت سے نوازا ہے۔۔ ذالان کی بیٹی اسکی بیٹی تھی۔۔ ایک ماں کیطرح وہ اسکی ایک ایک چیز کا خیال رکھتی تھی۔۔ اپنے ساتھ والا کمرہ

اسکے لیے صاف کروایا تھا۔۔ اور پھر خود جا کر اسکے لیے شاپنگ بھی کر آئی تھی اسکی ضرورت کی ہر چیز وہ خرید لائی تھی۔۔ اسکا کمرہ اس نے خود اپنی ہاتھوں سے سجایا تھا۔۔

اتنی محبت پا کر وفا کی تشکر سے آنکھیں بھر آتیں۔۔ اسے اتنی محبت کب ملی تھی؟؟ وہ اپنی بنائی ہوئی کیلی گرافی """ان مع العسر ایسرا""" دیکھتی تو اسکا دل سکون سے بھر جاتا۔۔۔

فیصل، فضیل، شانزل اور رمل اسے بھائیوں کیطرح پیار کرتے تھے۔۔

ثناء، ھدی اور ریشم اس سے بہنوں کیطرح پیش آتی تھیں۔۔ ریشم نے اس سے اپنے کیے کی معافی مانگی تھی اور وفا آنے اسے معاف کر دیا تھا۔۔

اس بار جب ریشم حویلی آئی تو وہ بہت خوش تھی۔۔ وہ امید سے تھی اور اسکے سسرال والے اب اسکا بہت خیال رکھنے لگے تھے۔۔۔ب

آپا صغریٰ یہ خوشی سن کر خوشی سے نہال ہو گئی تھی اس نے اپنے اللہ کا شکر ادا کیا تھا۔۔ غموں کے بعد خوشیوں نے پھر سے ڈیرا جمانا شروع کر دیا تھا۔۔۔

وفا باقاعدگی سے ہاسپٹل جاتی تھی۔۔۔ وہیں سے وہ کبھی کبھار وہ لیلیٰ سے ملنے چلی جاتی۔۔ کچھ وقت وہ لیلی اور علی کیساتھ گزارتی۔۔۔

وہ ابھی ہاسپٹل سے واپس آئی تھی۔۔ وضو کر کے اس نے نماز ادا کی اور دعا کیلئے ہاتھ اٹھا دیے۔۔ وہ اپنے اللہ کا شکر ادا کر رہی تھی۔۔ جس نے اسے اتنی آزمائشوں کے بعد راحتیں عطاء کی تھیں۔۔ اسے اسکے صبر کا میٹھا پھل عطاء کیا تھا۔۔۔

وہ ہر روز اپنے سرونٹ کوارٹر والے کمرے میں جاتی اور اپنی پرانی یادیں تازہ کرتی۔۔ وہاں اسکی اچھی اور بڑی یادیں وابستہ تھیں۔۔ اسکی زندگی کا آدھا حصہ وہیں گزرا تھا۔۔ نانی جان کیساتھ بہت پیار بھرے لمحے گزارے تھے۔۔ وہ اب بھی وقت نکال کر یہاں آکر باقاعدگی سے کیلی گرافی بناتی تھی ۔۔اسکا سارا سامان، کیلی گرافیز اور ٹرافیاں ربیعہ نے اسکے کمرے میں منتقل کر دیا تھا۔۔۔ اسکی خوبصورت کیلی گرافیز کو حویلی کی دیواروں پر لٹکا دیا تھا۔۔ جو بھی آتا تھا وہ ان خوبصورت کیلی گرافیز کے سحر میں کھو جاتا تھا اور بنانے والے کو داد دیے بغیر نا رہتا۔۔۔

اس نے دعا مانگی اور جائے نماز تہہ کرنے لگی جبھی کوئی دروازہ کھول کر کمرے میں داخل ہوا۔۔ وفا نے چہرہ موڑ کر دیکھا تو ذالان حیدر شاہ تھا جو جھکے ہوئے سر کیساتھ کمرے میں داخل ہوا تھا۔۔ اسے دیکھ کر وفا نے اپنا چہرہ پھر لیا تھا۔۔

وہ سپاٹ لہجے میں بولی کیوں آئے ہیں آپ یہاں؟؟

میں اپنی بیٹی سے ملنے اور اس سے معافی مانگنے آیا ہوں۔۔۔

مت آیا کریں میرے سامنے۔۔ آپ کے آنے سے میرا ماضی میرے سامنے آجاتا ہے۔۔ لوگوں کے طعنے اور انکے زہریلے الفاظ میرے کانوں میں گونجنے لگتے ہیں۔۔ وہ نم آنکھوں سے بولی آپ میرے دکھوں ما مداوا نہیں کر سکتے۔۔ آپ نہیں جانتے کہ میں کس اذیت اور تکلیف سے گزری ہوں۔۔ والدین جب اپنے بچوں کو پیار کرتے تھے تو کیسی احساس محرومی محسوس کرتی تھی۔۔ یہ آپ نہیں جانتے۔۔ بائیس سالوں سے میں ماں باپ کی محبت کو ترستی رہی ہوں۔۔ ہر خوشی اور غم کے موقع پر وہ مجھے بہت شدت سے یاد آئے ہیں۔۔ آپ میرے دل میں نہیں جھانک سکتے۔۔۔ یہ دل درد سے خالی نہیں ہے۔۔ وفا رو پڑی تھی۔۔

جانتا ہوں بیٹے اسی لیے تو اپنے گناہوں کا کفارہ ادا کرنا چاہتا ہوں۔۔ وہ ساری محرومیاں مٹانا چاہتا ہوں وہ ساری محبتیں لٹانا چاہتا ہوں جس کی تم حقدار ہو۔۔ جس کیلئے تم تڑپی ہو۔۔ معاف کر دو بیٹا اپنے گنہگار باپ کو معاف کر دو۔۔ اس سے پہلے کہ کہ تمھارا یہ باپ اسی آرزو میں مر جائے کہ کاش ایک بار میری بیٹی میرے سینے سے لگ جائے۔۔۔ اس سے پہلے کہ مجھے موت سنائے ایک بار بیٹا بس ایک بار مجھے اپنے گلے سے لگنے دو۔۔ ذالان اسکے آگے ہاتھ جوڑتے ہوئے رو پڑا تھا۔۔۔ ب

وفا نے تڑپ کر باپ کو دیکھا تھا۔۔ جو اسکے آگے ہاتھ جوڑے کھڑا تھا۔۔ وفا نے جلدی سے اسکے جڑے ہوئے ہاتھ نیچے کیے تھے۔۔ اور اس سے لپٹ گئی تھی۔۔ کسی خوفزدہ بچی کیطرح۔۔ کہ کہیں وہ اپنی نانی کی طرح اپنے باپ کو بھی نا کھو دے۔۔ اس نے مضبوطی سے اپنے باپ کی کمر کو جکڑا ہوا تھا اور

اسکے سینے سے لگی روتے ہوئے کہہ رہی تھی بابا میں آپکو نہیں کھو سکتی۔۔ ابھی تو میں نے آپکی محبت آپکی خوشبو کو بھی محسوس نہیں کیا۔۔۔

ذالان نے محبت سے اسکا ماتھا چوم لیا۔۔ میرا بچہ میرا پیارا بچہ۔۔۔

دروازے پر کھڑی ربیعہ یہ منظر دیکھ کر نم آنکھوں سے مسکرائی تھی۔۔ ربیعہ کو دیکھ کر ذالان نے اسے بھی اندر بلایا تھا اور پھر وہ تینوں ماں باپ اور بیٹی ایک دوسرے سے لپٹے نم آنکھوں کیساتھ ایک دوسرے کو دیکھ کر مسکرا رہے تھے۔۔ کھلے ہوئے دروازے سے گزرتے ہوئے زائر زاران حیدر شاہ نے یہ خوبصورت منظر دیکھا اور مسکرایا تھا۔۔۔

وفا نے ذالان کو معاف کر دیا تھا۔۔ وہ بیٹی کے ناز اُٹھاتے نہیں تھکتا تھا۔۔ یہی حال ربیعہ کا بھی تھا۔۔۔ کس طرح وفا اس سے محبت کرتی تھی اسکا دل خوشی سے بھر جاتا تھا۔۔ کتنے سالوں تک اسکی ممتا تڑپی تھی اور بالآخر وفا کی صورت میں اسے بیٹی مل گئی تھی۔۔ ربیعہ کو یوں خوش دیکھ کر باقی سب بھی خوش ہوتے تھے۔۔ وہ ایک ماں کیطرح وفا کے کھانے پینے اور پہننے کا خیال رکھتی تھی۔۔۔ کہیں سے نہیں لگتا تھا کہ ربیعہ اسکی سوتیلی ماں ہے یا وفا اسکی سگی بیٹی نہیں ہے۔۔۔

وفا یہ سب دیکھ کر خوش ہوتی تھی۔۔ اسے اتنی محبتیں ملی ہی کب تھیں؟؟ شکر تو لازمی تھا اپنے رب کا۔۔۔۔۔

وفا کو زائر اور ارصم کی منگنی کا پتہ چل گیا تھا۔۔ ھدی ایک اچھی لڑکی تھی۔۔ اور ارصم کیلئے بہترین شریک حیات ثابت ہو گی۔۔ اس نے خود ہی پیچھے ہٹ جانے کا فیصلہ کیا تھا۔۔ اور دوسرا زائر تھا۔۔ وہ جانتی تھی کہ زائر نے یہ نکاح صرف اسکی حفاظت اور مجبوری میں کیا تھا۔۔۔ اب نا تو کوئی مجبوری تھی اور نا اسے کسی حفاظت کی ضرورت تھی۔۔ اس نے فیصلہ کر لیا تھا کہ وہ زائر سے طلاق لے لے گی۔۔۔ تا کہ وہ پنہ مرضی سے زینش سے شادی کر لے۔۔۔

وفا اس وقت اپنے باغیچے میں کھڑی کیلی گرافی میں "" الغفار "" لکھا تھا۔۔ معاف کرنے والا ""

آج ارصم اپنے والدین کیساتھ حویلی آیا ہوا تھا۔۔ اسمارا کے ہاں بیٹی کی ولادت ہوئی تھی اسی کی مبارکباد دینے آئے ہوئے تھے۔۔ اور ارصم موقع غنیمت جانتے ہوئے وفا کو ڈھونڈتا ہوا وہاں چلا آیا۔۔ وہ دونوں ہاتھ سینے پر باندھے اسے کیلی گرافی میں منہمک دیکھ کر مسکرایا۔۔ وہ آج بھی ویسی ہی معصوم تھی۔۔ تبھی ادھر سے گزرتے ہوئے زائر زاران حیدر شاہ کی نظر ارصم پر پڑی جو یک ٹک صف آ کو کھڑا دیکھ رہا تھا۔۔

وفا نظروں کی تپش محسوس کر کے پلٹی تو ارصم کو پانے پیچھے موجود پایا۔۔۔

ارصم مسکرایا۔۔ بہت خوبصورت ""

ارصم تم یہاں ؟؟؟

ارصم مسکراتے ہوئے بولا اچھا ہوا کہ میں تمھیں یاد ہوں ورنہ تو مجھے لگ رہا تھا کہ تم مجھے بھول ہی گئی ہو۔۔۔

وفا ہلکے سے مسکرائی تم بھی بھلا بھولنے کی چیز ہو۔۔۔

وہ مسکرایا ویسے میں سوچ رہا ہوں کہ اب تمھیں کس نام سے پکارنا چاہیے۔۔ وفا آدم حیات، ڈاکٹر ہالے نور، یا پھر مرحا زالان شاہ؟؟

وفا برش پھیرتے ہوئے بولی۔۔ میں چاہے کچھ بھی بن جاؤں مگر ان گھر والوں کیلئے میں ہمیشہ وفا حیات ہی رہوں گی۔۔

ارصم ہلکے سے مسکرایا۔۔

وفا بولی ویسے سنا ہے کہ جناب نے منگنی شنگنی کر لی ہے۔۔

یہ سن کر ارصم نے کہا یہ منگنی زور زبردستی سے ہوئی ہے میں خوش نہیں تھا موم کی ضد کیوجہ سے مجھے یہ کڑوا گھونٹ پینا پڑا۔ میں ھدی کو پسند نہیں کرتا۔۔ مجھے تم سے محبت ہے۔ میں آج بھی تم ہی سے محبت کرتا ہوں۔۔ میں تم سے کہہ کر گیا تھا وفا کہ میرا انتظار کرنا۔۔ اور تم نے کیا کیا؟؟ مجھے بھول گئی ۔۔ اور زائر کیساتھ نکاح کر لیا۔۔۔

وفا نے لمبی سانس کھینچی اور بولی۔۔ بھول تو تم گئے تھے مجھے وہاں جا کر۔۔ اور کتنا انتظار کرتی میں تمھارا ؟؟

مجبوری تھی میری وفا۔۔ نانا کی طبیعت بہت خراب ہو گئی تھی پھر ویزے کا مسئلہ کھڑا ہو گیا۔۔ اور پھر نانا کی ڈیتھ کے بعد وہیں چند دن رہنا پڑا۔۔ میں ہر روز کال تو کرتا تھا۔۔ تمھاری خیریت دریافت کرتا رہتا تھا۔۔ میں تم سے بات بھی کرنا چاہتا تھا مگر آنٹی صغریٰ نے کبھی بھی میری بات تم سے نہیں کرائی ۔۔ ہر بار وہی ہی کال اٹھاتی تھیں۔۔ میں نے کتنی منتیں کی تھیں اسکی۔۔ مگر وہ بہت ظالم تھیں۔۔ ہر بار وہ کوئی نا کوئی بہانہ بنا کر ٹال دیتی تھیں۔۔ پھر میں کیا کرتا تم ہی بتاؤ وفا؟؟ اس میں میرا کیا قصور تھا اور تم نے میرے ساتھ کیا کیا؟؟ تم نے میرا انتظار ہی نہیں کیا اور اس زائر زاران کیساتھ نکاح کر لیا۔۔۔

وہ نکاح بھی میری مجبوری تھی ارصم۔۔۔ میری نانی جنس مرنے سے پہلے مجھے کسی مضبوط ہاتھوں میں سونپنا چاہتی تھیں۔۔

ہاں تو جیسے اس نے تمھاری حفاظت کی تھی نا؟؟ اسی کے سامنے ہی تو تمھیں زلیل کر کے بہتان لگا کر اس حویلی سے نکالا گیا تھا۔۔ اور وہ کھڑا بس تماشہ دیکھتا رہا۔۔۔ کیسا محافظ تھا وہ؟؟

زائر نے غصے سے اپنی مٹھیاں بھینچ لی تھیں۔ دل نے چاہا کہ جا کر ارصم کی درگت بنا دے جو اسکی بیوی کو اسکے خلاف بھڑکا رہا تھا۔۔

وفا زائر یہ تختہ نبھانا ہی نہیں چاہتا تھا۔۔ اس نے تم سے جان چھڑانے کے لیے ہی تو یہ سب کیا تھا۔۔

وفا نے کہا میں جانتی ہوں۔ اور میں جلد ہی اس سے طلاق لے لوں گی۔۔۔

جہاں یہ سن کر ارصم خوش ہوا تھا وہیں زائر کے چہرے پر تاریک سایہ لہرایا تھا۔۔ اتنی دعاؤں اور مشکلوں کے بعد تو وہ اسے ملی تھی۔۔ اور اب وہ اس سے جدا ہونے کا کہہ رہی تھی۔ یہ تکلیف تو اسکے لیے ناقابل برداشت تھی۔۔ اور یہ سب یہ فسادی ارصم کروا رہا تھا۔۔۔

ارصم خوش ہو کر بولا میں مام کو تمھارے ہاں بھیجوں گا۔۔

وفا نے جلدی سے کہا ہرگز بھی نہیں۔۔ میں تم سے شادی نہیں کرنا چاہتی۔۔

مگر کیوں وفا؟؟

بس مجھے شادی نہیں کرنی۔۔۔ میں نے اپنی ساری زندگی فرض مسیحائی ہی میں گزار دینا چاہتی ہوں۔۔ اور یہی میں نے فیصلہ کیا ہے۔۔ ایک دوست ہونے کے ناطے میں تمھیں یہی مشورہ دوں گی کہ ھدی ایک بہترین لڑکی ہے۔۔وہ تمھارے لیے ایک بہترین ہمسفر ثابت ہو گی۔۔۔ اسے ٹھکرا کر تم بہت بڑی غلطی کرو گے۔۔ پلیز یہ غلطی مت کرنا۔۔

مم۔۔ مگر وفا میں تم سے محبت کرتا ہوں۔۔۔اسکی آواز بھرا گئی تھی۔۔۔

یہ وقتی محبت ہوتی ہے اور ایسی محبت جو نا محرم سے کی جائے یہ محبت حرام اور ناجائز ہوتی ہے ارصم ۔۔اصل محبت اپنے محرم رشتوں سے کی جاتی ہے ارصم !! پلیز ارصم بھول جاؤ جو کچھ ماضی میں ہوا اور آگے بڑھ جاؤ اسی میں ہی ہم سب کی بہتری ہے۔۔ ھدی کو پورے دل کیساتھ اپنا لو۔۔ یہاں سے تمھیں کچھ بھی نہیں ملنے والا ۔۔۔ یہیں سے واپسوٹ جاؤ ارصم اس سے پہلے کہ واپسی کے تمام

دروازے بند ہو جائیں۔۔۔ وفا نے اپنی نگاہیں ارصم سے پھرلی تھیں۔۔ ارصم کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے تھے جسے چھپانے کیلئے وہ جلدی سے وہاں سے چلا گیا تھا۔۔ وفا نے ارصم کی آنکھوں میں آنسو دیکھے تھے۔۔ وہ زیرلب بولی مجھے معاف کر دینا ارصم۔۔ اسی میں ہی تمھارے لیے بھلائی تھی۔۔۔ وہ دوبارہ سے کیلی گرافی کیطرف متوجہ ہوگئی تھی۔۔

تبھی زائر اسکے پاس آیا اور اسکے بازو سے پکڑ کر اسے اپنی طرف متوجہ کیا۔۔

یہ کیا بدتمیزی ہے؟؟ وہ غصے سے بولی۔۔۔

وہ کیا بکواس کر رہی تھی تم اس لڑکے کیساتھ؟؟ وہ وفا کا سوال نظرانداز کرتے ہوئے بولا۔۔۔

وہی جو تم نے سنا تھا۔۔۔

ایک بات تو بتاؤ مرحا زالان شاہ کہ کیا صرف میں نے ہی گناہ کبیرہ کیا تھا جس کی کوئی معافی نہیں ہے۔۔ باقی کو تو تم نے معاف کر دیا ہے۔۔۔

وفا نے اپنا بازو اسکی گرفت سے چھڑایا اور غصے سے بولی ہاں تم نے گناہ کبیرہ کیا ہے۔۔ جسکی کم از کم میں معافی نہیں دے سکتی۔۔ اگر اتنی ہی بری لگ رہی تھی تو تم مجھے بتا دیتے میں اسی وقت ہی تم سے طلاق لے لیتی۔۔ میرے کردار پر کیچڑ اچھالنے کی کیا ضرورت تھی۔۔ مجھے تو لگتا ہے کہ شاید رمل بھائی کو بھی تم نے ہی وہاں میرے کمرے میں بھیجا تھا تاکہ وہ میرے ساتھ!!!!! زائر نے جلدی سے اسکے منہ پر ہاتھ رکھ کر اسے مزید کچھ غلط بولنے سے روکا تھا۔ وہ اسکی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے بولا میں برا

ضرور ہوں مگر اتنا گھٹیا اور گرا ہوا نہیں کہ میں اپنی بیوی کے کمرے میں کسی غیر مرد کو بھیجوں۔۔۔ توبہ استغفر اللہ۔۔ لڑکی تم نے ایسا سوچا بھی کیسے میرے بارے میں ؟؟ ہاں میں مانتا ہوں کہ شروع میں مجھے یہ سب برا لگ رہا تھا میں نے تمھیں کبھی بھی اس نظر سے نا دیکھا تھا تمھیں بس سرونٹ کے ہی حوالے سے جانا اور دیکھا تھا۔۔ مگر پھر ہمارا نکاح ہوا تو میں یہ قبول نہیں کر پا رہا تھا۔۔ میں مانتا ہوں کہ میں تمھیں خود سے دور کرنا چاہتا تھا مگر میری سوچ اتنی گھٹیا اور گری ہوئی نہیں تھی کہ اپنی بیوی کے کمرے میں کسی غیر مرد کو بھیج دیتا۔۔

جب تم میرے سامنے تھی تو مجھے تمھاری قدر نہیں تھی مگر جب اللہ نے تمھیں مجھ سے دور کیا تب مجھے احساس ہوا کہ میں نے کیا چیز کھو دی ہے۔۔ وہ وفا کے چہرے کو محبت سے دیکھتے ہوئے بولا ان دو سالوں میں مجھ پر کیا بیتی ہے یہ صرف میں اور میرا اللہ ہی جانتے ہیں۔۔ میں نے تمھیں کہاں کہاں نہیں ڈھونڈا۔۔۔ تمھاری گمشدگی نے مجھے مجنوں بنا دیا تھا۔۔ ہاں آج میں اعتراف کر رہا ہوں کہ ہاں مجھے یعنی زائر زاران حیدر شاہ کو اپنی بیوی ڈاکٹر مرحا زالان شاہ سے محبت نہیں بلکہ عشق ہے۔۔۔ میں اسے کھونا نہیں چاہتا کبھی بھی نہیں۔۔۔ پلیز وفا مجھے معاف کر دو۔۔ مجھے تم کو بھی سزا دینا چاہو گی مجھے وہ منظور ہے۔۔ مگر پلیز اس رشتے کو ختم نا کرو۔۔ پلیز۔۔۔

وفا حیرانگی سے اس مغرور شہزادے کو دیکھ رہی تھی جو اسکی منتیں کر رہا تھا جو اس سے کہہ رہا تھا کہ وہ اس سے محبت نہیں بلکہ عشق کرتا ہے۔۔

وفا نے اسکا ہاتھ ہٹایا اور بولی۔۔ اچھا تبھی تم نے زینش سے منگنی کرلی ہے۔۔۔

نہیں وہ تو صرف موم کی بلیک میلنگ کیوجہ سے کی تھی میں آج ہی موم سے بات کر کے یہ منگنی ختم کر دوں گا۔۔۔

ہر گز بھی نہیں۔۔ میں نے فیصلہ کر لیا ہے کہ میں تم سے طلاق لونگی تو بس۔۔۔

زائر بھی ضدی لہجے میں بولا میں بھی دیکھتا ہوں کہ تم کیسے مجھ سے طلاق لیتی ہو۔۔ اگر تم مجھے معاف نہیں کرو گی تب بھی میں تم سے معافی مانگنے سے باز نہیں آوں گا۔۔ میں تمھیں اتنا مجبور کر دوں گا کہ تم مجھے خود معاف کرنے پر مجبور ہو جاؤ گی۔۔۔

چلو پھر دیکھتے ہیں۔۔

زائر وہاں سے چلا گیا۔۔۔

اور وفا وہاں کھڑی اسکی باتیں سوچنے لگی۔۔۔

وفا نے اس بارے میں ربیعہ سے بات کی تھی۔۔ تو یہ سن کر ربیعہ نے اسے ڈانٹا تھا کہ وہ کیسی غلطی کرنے جا رہی ہے۔۔ زائر واقعی میں بدل گیا ہے۔۔ اس نے تمھیں ان دو سالوں میں کہاں کہاں نہیں ڈھونڈا۔۔ گھنٹوں گھنٹوں وہ تمھارے کمرے میں بیٹھا تمھاری ایک ایک چیز کو اٹھا کر دیکھتا رہتا تھا۔۔ اسکی راتوں کی نیندیں حرام ہو گئی تھیں۔۔ وہ تم سے بہت محبت کرتا ہے اسکی قدر کرو بیٹا۔۔ اسے مت دھتکارو۔۔ میں گواہ ہوں اسکے ایک ایک لمحے کی۔۔ وہ تو زینش سے منگنی کرنے کے حق میں بالکل بھی

نہیں تھا وہ تو میری بلیک میلنگ کیوجہ سے مان گیا تھا۔۔ وگرنہ تو اس نے عہد کرر کھا تھا کہ تمھاری بعد اسکی زندگی میں اور کوئی لڑکی نہیں آئے گی۔۔۔ ربیعہ نے اسے سارا کچھ بتا دیا تھا۔۔۔

سب کچھ سننے کے بعد وفا کا دل مطمئن ہو گیا تھا مگر وہ ابھی اتنی آسانی سے اسے معاف کرنے کے موڈ میں نا تھی۔۔

زائر نے بھی ہار نا مانی تھی۔۔ وہ جہاں جہاں اسے ملتی وہ اس سے اپنی معافی کا طلبگار بن جاتا۔۔ مگر وہ اسے معافی دینے پر بالکل بھی تیار نا تھی۔۔۔ زائر نے زینش سے منگنی توڑ دی تھی۔۔ کیونکہ اس نے یہی شرط رکھی تھی کہ اگر اس عرصے میں اسے وفا مل گئی تو وہ یہ شادی نہیں کرے گا۔۔ زینش کو دکھ تو ہوا تھا مگر اسکے لیے حقیقت کو قبول کرلی ے میں ہی عافیت تھی اگر شادی ہو بھی جاتی تو زائر کیساتھ کبھی بھی خوش نہیں رہ سکتی تھی۔۔ کیونکہ اسکے دل میں وفا بستی تھی۔۔ اور وہ اسکی جگہ کبھی بھی نہیں لے سکتی تھی ایسے ان چاہے رشتے سے بہتر تھا کہ یہ رشتہ ہی نا ہوتا۔۔ وہ اسی میں ہی راضی ہو گئی تھی

وفا جب ربیعہ کو امی جان اور ذالان کو بابا جان پکارتی تو انکے دل خوشی سے بھر جاتے۔۔ وفا کیساتھ انکی فیملی مکمل ہو گئی تھی۔۔۔

زائر ربیعہ کے کان کھا رہا تھا کہ اب وہ ہی صف آکو سمجھائے مگر ربیعہ شاہ نے صاف کہہ دیا کہ جیسے اسکی بیٹی چاہے گی وہی ہی ہو گا۔۔ اور زائر تو ربیعہ شاہ کے پارٹی بدل جانے کر ہی صدمے میں چلا گیا تھا

کہاں وہ اسکے ناز اٹھاتی نا تھکتی تھی اسے بیٹا بیٹا کہتی نا تھکتی تھی آج اسے بیٹی کے آجانے کے بعد پرایا کر دیا۔۔۔۔

وہ یہ شکایت لیکر کچن میں اپنی ماں کے پاس چلا آیا تھا۔۔ جہاں پر صبیحہ، ثناء اور نادیہ دوپہر کا کھانا بنا رہی تھیں۔۔ زائر پلیٹ سے گاجر کا ٹکڑا منہ میں ڈالتے ہوئے بولا موم مجھے آپکی بہن سے شکایت ہے۔۔۔

کیسی شکایت؟؟

موم یار بیٹی کیا آگئی آپکی بہن نے تو پانی پارٹی ہی بدل لی ہے۔۔ کب سے کہہ رہا ہوں کہ وہ اپنی بیٹی کو سمجھائیں۔۔ مگر نہیں وہ تو جلاد ساسوماں بن گئی ہیں۔۔ مجھ غریب داماد پر رعب جھاڑ رہی ہیں۔۔۔

زائر کی دہائیاں سن کر ثناء، صبیحہ اور نادیہ ہنس پڑی تھیں۔۔ تبھی پیچھے سے ربیعہ نے اسکا کان کھینچتے ہوئے بولی کون ساسوماں جلاد بن گئی ہے۔۔؟؟ بتاؤ تو زرا !!

آئییی!!! چھوڑیں مام یار!! آپ واقعی میں بہت بدل گئی ہیں۔۔ پہلے آپ کتنی اچھی ہوتی تھیں۔۔ صرف مجھ ہی سے پیار کرتی تھیں اور اب ساری محبتیں اپنی اس لاڈلی اور چہیتی بیٹی کو دے رہی ہیں۔۔۔ مجھے تو آپ بھول ہی گئی ہیں۔۔۔

زائر کی دہائیاں سن کر وہ چاروں خواتین ہنس رہی تھیں۔۔

ربیعہ محبت سے بولی تم بھی بھلا کوئی بھولنے کی چیز ہو۔۔ تمھارے ساتھ میرے چار چار رشتے ہیں۔۔ خالہ، چاچی، ماں اور ساس کا رشتہ ہے۔۔

ہاں اور آپ جب سے ساس بنی ہیں ساس کیطرح ہی مجھے ٹریٹ کر رہی ہیں۔۔۔ اپکو۔ یرا ساتھ دینا چاہیے تھا کہ اپنی اس بیٹی کا۔۔۔

جیلس ہو رہے ہو میری بیٹی سے۔۔

آف کورس یار جیلس ہونا تو بنتا ہے ناں!! آخر اتنے سالوں تک یہ محبت مجھے ملتی رہی اور اب اچانک سے ساری محبتیں اس پر نچھاور کی جا رہی ہیں۔۔ ویسے اچھا انصاف ہے۔۔ اس بے چارے کو تو بھول ہی گئی ہیں آپ ؟؟ اور آپ موم ؟؟ آپکو تو بڑی فکر تھی میری شادی کی کہ میری عمر نکلتی جا رہی ہے۔۔ اور اب کہاں ہے میری وہ بھاگتی دوڑتی عمر ؟؟ آپ بھی اپنی بھانجی پلس بھتیجی اور بہو بھی شامل کر لیں اسکا ہی ساتھ دے رہی ہیں۔۔ آپکو تو اسے سمجھانا چاہیے۔۔ کہ بس بہت کر لی اس نے من مانی اب اسکی ایک بھی نہیں چلے گی۔۔۔ اب بس آپ لوگ رخصتی کی تیاری کریں۔۔ اگلے ہفتے رخصتی ہے۔۔ کہہ آپ اپنی ڈاکٹر بیٹی سے۔۔ جسے باہر کے مریضوں کی تو فکر ہے۔ ھر گجر کے مریض کی نہیں۔۔ زائر خفگی سے کہتا کچن سے ہی نکل گیا اور پیچھے ان سب نے قہقہہ لگایا تھا۔۔ پاگل کہیں کا۔۔۔

سب بیٹھے ناشتہ کر رہے تھے۔۔ تبھی وفا ہاتھ پونچھتی ہوئی اٹھ کھڑی ہوئی تھی اچھا بابا اچھا ماما چلتی ہوں۔۔ ہاسپٹل کیلئے دیر ہو رہی ہے۔۔ خدا حافظ۔۔

خدا حافظ بیٹا اللہ کی امان میں رہو۔۔

ذالان نے کہا بیٹا ہاسپٹل کیسے جاؤ گی؟ ڈرائیور نے تو آج چھٹی لی ہوئی ہے۔۔

بابا میں ٹیکسی میں چلی جاؤں گی۔۔

ٹیکسی میں کیوں جاؤ گی بیٹا۔۔ زائر ہے ناوہ تمھیں ڈراپ کر دے گا۔۔ جاؤ بیٹا زائر اسے ہاسپٹل ڈراپ کر کے آجاؤ۔۔

وہ جلدی سے اٹھ گیا جی ڈیڈ۔۔ ویسے بھی میں آج فارغ ہوں چلو کوئی نیکی کا کام ہی ہو جائے گا وہ وفا کو دیکھ کر بولا۔۔۔

بابا اسکی ضرورت نہیں ہے میں چلی جاؤں گی۔۔۔

بیٹا ضد نہیں کرتے جاؤ شاباش۔۔

زائر نے کہا ہاں اچھی بیٹیاں ضد نہیں کرتیں۔۔۔۔

وفا زائر کو گھورتی ہوئی وہاں سے نکل گئی تھی۔۔۔۔ اور پیچھے زائر بھی گاڑی کی چابی انگلی میں گھماتا چل پڑا تھا۔۔ پیچھے وہ سب مسکرائے تھے۔۔

زاران نے کہا ذالان میرے خیال سے اب وفا بیٹی کی رخصتی کر دینی چاہیے۔۔ دو سال ہو چکے ہیں۔۔

جی بھائی میں خود بھی یہی چاہتے آہوں بس مر حامان جائے۔۔ اسی کی ہاں کا انتظار ہے۔۔۔

صبیحہ نے کہا پھر ہم ھدی اور ارصم کی شادی کے ساتھ ہی انکی رخصتی بھی کر دیں گے۔۔۔

انشاءاللہ ضرور۔۔۔۔ سب نے یک زبان ہو کر کہا تھا۔۔۔

وفا نے غصے سے گاڑیں کا پچھلا دروازہ کھولا اور اندر بیٹھ کر اسنے زور سے دروازہ بند کیا تھا۔۔ زائر نے بھی ڈرائیونگ سیٹ سنبھال لی تھی۔۔

وہ اسے سامنے مرر میں دیکھتے ہوئے بولا ویسے تم ہو بہت ظالم۔۔ مجھ غریب پر اتنے ظلم کر رہی ہو۔۔ ہر چیز مجھ سے چھین رہی ہو۔۔ پہلے موم ڈیڈ چھینا اور ایک دل ہی بچا تھا۔۔ میرے اس معصوم دل پر بھی تم نے قبضہ کر لیا۔۔ ہاہ؟!! میں بے چارہ تو اکیلا ہی رہ گیا میرے پاس تو کچھ بچا ہی نہیں ہے۔۔

فضول بکواس بند کرو اور گاڑی چلاؤ مجھے ہاسپٹل کیلئے دیر ہو رہی ہے۔۔۔

جو حکم میری ملکہ عالیہ۔۔ ڈرائیور حاضر ہے دل و جان کیساتھ۔۔ وہ دل پر ہاتھ رکھ کر زرا سا جھک کر بولا اور گاڑی اسٹارٹ کر دی۔۔

پورے راستے میں ہی زائر اسے سامنے لگے مرر سے اسے دیکھتا آ رہا تھا۔۔ اور یہ منظر وفا کی نگاہوں سے چھپا نا رہ سکا تھا۔۔

وفا کو تو اس پر غصہ ہی آ گیا تھا۔۔ کیا ہے؟؟ کیا پہلے کبھی نہیں دیکھا جو اس طرح ندیدوں کی طرح دیکھ رہے ہو؟؟

زائر مسکرا کر بولا اپنی چیز کو دیکھ رہا ہوں تو تمھیں کیا مسئلہ ہے؟؟ ویسے ان دو سالوں میں تم بہت بدل گئی ہو۔۔

بکواس نہیں کرو اور مجھے جلدی سے ہاسپٹل ڈراپ کرو۔۔ اسپیڈ تیز کرو گاڑی کی مجھے جلدی ہاسپٹل پہنچنا ہے۔۔

اسلام علیکم

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں۔ تو

www.kitabnagri.xyz آن لائن ویب سائٹ آپ کو پلیٹ فارم فراہم کر رہی ہے۔

اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، ارٹیکل یا شاعری پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو

ابھی ای میل کریں۔

logicalmoez@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک پیج اور ای میل کے ذریعے رابطہ کر سکتے ہیں۔

Fb/Pg/Kitab Nagri

logicalmoez@gmail.com

whatsapp _ 0319 8276205

ویسے باہر کے مریضوں کی تو بڑی فکر ہے تمھیں۔۔ مگر اس مریض کی نہیں۔۔ ایسا نا ہو کہ یہ مریض تمھاری معافی کا انتظار کرتا کرتا اسی اس پر اس دنیا سے رخصت ہو جائے۔۔۔

وفا نے اسے غصے سے دیکھا تھا۔۔ جو بھی بنا بس فضول ہی بولنا۔۔۔۔ زائر نے لمبی سانس کھینچی ہاہ!! میں تو سوچا تھا کہ تم اس طرح سے بولو گی۔۔ ہائے اللہ کیسی باتیں کر رہے ہیں آپ ؟؟ ناں کریں ایسی باتیں۔۔ مریں آپکے دشمن۔۔ میری بھی عمر آپکو لگ جائے۔۔

مگر ادھر تو دل میں لڈو پھوٹ رہے ہیں۔۔ اور دل ہی دل میں آمین پڑھا جا رہا ہے۔۔۔ زائر خفگی سے بولا تھا اور وفا کھڑکی کیطرف چہرہ کر کے مسکرائی تھی جس سے اسکے ڈمپل واضح ہوئے تھے اور زائر کی نگاہوں سے اسکی یہ خوبصورت سی مسکراہٹ چھپی نا رہ سکی تھی۔۔ وہ بھی مسکرا پڑا۔۔ وہ اسے ہاسپٹل چھوڑ کر واپس چلا گیا تھا۔۔۔

رات کو کھانے کے بعد ربیعہ بادام کا تیل لیکر وفا کے کمرے میں آگئی تھی۔۔

آؤ چلو ادھر آؤ بیٹھو میں تمھارے سر میں تیل ڈال کر مالش کروں۔۔۔

وفا مسکرائی۔۔ پہلے نانی جان کرتی تھی اسکے سر کی مالش اور اب ربیعہ کرتی تھی۔۔ ربیعہ بیڈ پر بیٹھ گئی اور وہ نیچے اسکے قدموں کے پاس بیٹھ گئی۔۔ ربیعہ نے اسکا اسکارف اتارا اور اسکے بال کھول کر اس میں تیل ڈالنے لگی۔۔ وفا پر سکون سی آنکھیں موندے بیٹھی تھی۔۔ وہ ربیعہ کا ہاتھ پکڑ کر بولی ماما جان آپ

بہت اچھی ہیں۔۔۔ آپ مجھے شروع ہی سے بہت اچھی لگتی تھیں۔۔ اور اب تو آپ میری ماما جان ہیں۔۔

ربیعہ مسکرائی تھی اور تم میری پیاری بیٹی ہو۔۔۔

تبھی زائر کمرے میں بغیر ناک کیے اندر داخل ہوا تھا۔۔ اسکے ہاتھ میں ایک فوٹو فریم تھا۔۔ ماں بیٹی کو یوں پیار کرتے دیکھ کر بولا ارے واہ بھئی واہ یہاں تو بڑا مسکرایا جارہا ہے۔۔ کس بات پر مسکرا رہی ہیں آپ ماں بیٹی؟؟

زائر کی آواز سن کر وفا نے اسے دیکھا تھا اور پھر جلدی سے پاس رکھا بیڈ سے اسکارف اٹھا کر اوڑھ لیا تھا۔۔ اور اسکی یہ حرکت زائر سے چھپی نا رہ سکی تھی وہ مسکرایا تھا۔۔۔

وفا غصہ سے بولی یہ تم بغیر اجازت کے میرے کمرے میں کیسے گھس آئے ہو؟؟

آف کورس اپنی ٹانگوں سے گھسا ہوں اور کیسے؟؟ اور ویسے بھی یہ میری بیوی کا کمرہ ہے۔۔ یہاں آنے کیلئے مجھے کسی کی اجازت کی ضرورت نہیں ہے۔۔۔ کیوں موم میں نے صحیح کہا ہے نا؟؟

وفا جھٹ سے بولی یہ میری ماما ہیں تمھاری نہیں۔۔ تمھاری یہ خالہ چاچی ہیں تم انھیں خالہ بلاؤ یا پھر چاچی کہو۔۔۔۔

ربیعہ انکی نوک جھونک سے خوب محفوظ ہو رہی تھی۔۔ خود کہ زائر بھی۔۔۔

وفا ربیعہ سے بولی ہے ناں ماما؟؟ آپ صرف میری ماما جان ہیں۔۔ اور میں اپنی ماما کو کسی کے ساتھ بھی شیئر نہیں کر سکتی۔۔ وہ اٹھی اور ربیعہ کے گلے میں بازو ڈال دیے۔۔ ربیعہ ہنس کر بولی ہاں بالکل۔۔۔ وفا ٹھیک کہہ رہی ہے۔۔

زائر مصنوعی خفگی سے بولا دیٹس ناٹ فیئر موم بیٹی کے آتے ہی آپ نے اپنی پارٹی بدل لی ہے۔۔ اچھا نہیں کیا آپ نے ساسوماں۔۔۔۔

ربیعہ مسکرائی تھی یہ کیا ہے تمھارے ہاتھوں میں؟؟

یہ؟؟ یہ تصویر ہے۔۔ زائر نے وہ فریم انکے آگے کیا۔۔ یہ وہی وفا کی تصویر تھی جو پہلی بار زائر نے کھینچی تھی جب وہ باغیچے میں کھڑی کیلی گرافی کو دیکھ کر مسکرا رہی تھی۔۔۔۔

ربیعہ نے کہا ماشاء اللہ بہت ہی پیاری تصویر ہے۔۔ تم نے کھینچی ہے؟؟

یا آف کورس موم۔۔ دیکھ لیں اپکا داماد کتنی اچھی تصویریں کھینچتا ہے۔۔ اگر بندی خوبصورت نا بھی ہو تو خوبصورت لگنے لگتا ہے۔۔۔۔۔ وہ وفا کو دیکھ کر بولا تھا۔۔

وفا نے حیرت سے اپنی تصویر کو دیکھتے ہوئے کہا یہ تم نے کب کھینچی تھی؟؟

اس دن جب میں نے تمھیں پہلی بار دیکھا تھا اور تم مجھے تب تو اتنی اچھی نہیں لگی تھی۔۔ مگر اب بہت زیادہ اچھی لگنے لگی ہو۔۔۔ اسی لیے میں نے اسکے دو فوٹو فریم بنوائے ہیں ایک تصویر میرے کمرے میں لگی ہے اور ایک میں تمھارے پاس لے آیا۔۔۔

ربیعہ خاموشی سے وہاں سے نکل گئی تھی تاکہ ان دونوں کو بات کرنے کا موقع ملے۔۔۔

وفا نے تنگ آ کر کہا کیوں کر رہے ہو تم ایسا؟؟

تمھارے لیے!!!! میں ایسا نہیں چاہتی۔۔

مگر میں ایسا چاہتا ہوں۔۔

تم تھک نہیں رہے زائر؟؟

نہیں جب تم نفرت کرتے ہوئے نہیں تھک رہی تو میں کیوں محبت کرتے ہوئے تھکوں گا۔۔۔

وفا نے منہ پھیر لیا۔۔۔

اس نے وفا کا بازو پکڑا اور اپنی طرف متوجہ کرتے ہوئے بولا کیا تمھیں واقعی میں مجھ پر ترس نہیں آرہا؟؟ کیا میں تمھیں زرا بھی اچھا نہیں لگتا؟؟

وفا نے کہا نہیں لگتے تم مجھے اچھے۔۔۔۔چ

ٹھیک ہے پھر ایسا تو ایسا ہی سہی۔۔ میں بھی تنگ آگیا ہوں ہر روز تمھیں اپنی محبت کا یقین دلاتے دلاتے۔۔ مگر جان لو میں جان تو دے سکتا ہوں مگر تمھیں طلاق نہیں دے سکتا۔۔ اس نے فوٹو فریم بیڈ پر رکھا اور اپنی جیکٹ کی جیب سے ایک چاقو نکال لیا۔۔

چاقو دیکھ کر وفا حیران رہ گئی تھی۔۔

میں نے فیصلہ کر لیا ہے کہ ہر روز کے یہ تلخ لمحے دیکھنے سے بہتر ہے کہ میں مر ہی جاؤں۔۔ خود کو ختم کر لوں تو شاید تم خوش ہو گی اور مجھ سے تمھاری جنا بھی چھوٹ جائے گی۔۔ میری وجہ سے تم نے اتنی تکلیفیں جھیلیں تھیں نا۔۔ مجھے معاف کر دینا۔۔ اتنا کہہ کر اس نے چاقو اپنی ہتھیلی پر زور سے گھمایا تھا۔۔۔ جس سے اسکی ہتھیلی پر کافی بڑا کٹ لگ گیا تھا اور اس سے خون بہہ رہا تھا۔۔ یہ دیکھ کر وفا کی چیخ نکل گئی تھی وہ اسکے پاس آئی تھی یہ تم نے کیا کر دیا۔۔۔

وہ اس سے چاقو چھیننے لگی۔۔ چھوڑو اسے۔۔ کیا تم پاگل ہو گئے ہو؟؟۔

ہاں پاگل ہو گیا ہوں مجھے چھوڑو مجھے آج میں خود کو ختم کر دوں گا۔۔

زائر چھوڑو اسے۔۔ تمھارے ہاتھ سے خون بہہ رہا ہے۔ چھوڑو زائر لگ جائے گی۔۔۔

نہیں میں تب تک یہ چاقو نہیں چھوڑوں گا جب تک کہ تم مجھے معاف نہیں کر دیتی۔۔

وفا اسکے پاگل پن کیوجہ سے پریشان ہو گئی تھی۔۔

میں خود کو ختم کر دوں گا۔۔۔ اسکی ہتھیلی سے خون بہہ کر کارپٹ کو رنگین کر رہا تھا۔۔ مگر وہ چاقو کو نہیں چھوڑ رہا تھا اسکی چاقو پر گرفت مضبوط تھی۔

وہ تھک گئی تھی بالآخر ہار مانتے ہوئے بولی ٹھیک ہے۔۔ ٹھیک ہے۔۔ میں نے تمھیں معاف کر دیا۔۔ اب اسے چھوڑ دو۔۔۔۔

نہیں تم پہلے وعدہ کرو کہ تم مجھے معاف کر چکی ہو اور یہ بھی کہ تم مجھ سے اب طلاق کا مطالبہ نہیں کرو گی۔۔

وفا نے اسکی ضد کے آگے ہتھیار ڈالتے ہوئے بولی ٹھیک ہے وعدہ کرتی ہوں میں۔۔۔ اب چھوڑ دو اسے۔۔۔

زائر مسکرایا تھا۔۔ چاقو پر اسکی گرفت ڈھیلی پڑی تو وفا نے چاقو اسکے ہاتھ سے نکال کر پھینک دیا تھا۔۔

اب وہ اسکی ہتھیلی پکڑے اسکا زخم دیکھ رہی تھی۔ خون تو بہت بہہ رہا ہے مجھے ہٹی کرنی ہو گی۔۔ میں فرسٹ ایڈ بکس لیکر آتی ہوں تم ادھر بیٹھو۔۔ وفا جانے کو پلٹی تو اسکا بازو زائر کی گرفت میں آگیا۔۔ صف آنے پلٹ کر اسے دیکھا۔۔

وہ اب اپنے دونوں ہاتھ جوڑے اس سے معافی مانگ رہا تھا۔۔ آئی ایم سوری وفا۔۔ مجھے معاف کر دو یار۔۔ میں نے تمھارے ساتھ بہت برا کیا۔۔ اس نے آگے بڑھ کر وفا کو خود کیساتھ لگا لیا وہ روتے ہوئے بولا ان دو سالوں میں میں نے بہت تکلیف جھیلی ہے۔۔ تم اندازہ بھی نہیں لگا سکتی۔۔ میں تم سے بہت محبت کرتا ہوں وفا بہت زیادہ ۔۔ میں نے تمھیں کہاں کہاں نہیں ڈھونڈا۔۔ پلیز مجھے معاف کر دو۔۔ پھر ہم پچھلی تمام بری یادوں کو بھلا کر ہم ایک نئی خوبصورت زندگی کا آغاز کریں گے۔۔ میں ہر دکھ کو تم سے دور کر دوں گا۔۔ تمھیں ہر خوشی دوں گا۔۔ یہ میرا وعدہ ہے تم سے۔۔۔ تھینک یو سو

پچ مجھے معاف کرنے کیلئے۔۔ زائر کے آنسو وفا کے بالوں پر گر رہے تھے۔۔ رو تو وہ بھی رہی تھی۔۔ وفا نم آنکھوں سے اسے دیکھ کر مسکرائی تھی۔۔

زائر اسے یوں مسکراتا ہوا دیکھ کر بولا تمھاری مسکراہٹ بہت خوبصورت ہے۔۔ یہ مجھے بہت اچھے لگتے ہیں۔۔ وہ اسکے گالوں میں پڑتے ڈمپل کیطرف اشارہ کرتے ہوئے بولا۔۔ تو وہ ہنس پڑی تھی۔۔

وہ بولی تم ادھر بیٹھو میں تمھاری پٹی کرتی ہوں۔۔ زائر مسکرا کر بولا اب پٹی کی کوئی ضرورت نہیں ہے یہ اب ٹھیک ہو گیا ہے۔۔۔

خاموش ہو کر بیٹھ جاؤ تم۔۔

وفا فرسٹ ایڈ باکس لے آئی اور اسکے ہاتھ کی پٹی کرنے لگی۔۔

وہ یک ٹک اسے دیکھ رہا تھا۔۔

وفا اسکے یوں دیکھنے پر بولی ایسے کیا دیکھ رہے ہو؟؟

دیکھ رہا ہوں کہ تم کتنی اچھی اور پیاری ہو۔۔ اور سوچ رہا ہوں کہ میں نے ایسی کونسی نیکی کی تھی جس کے بدلے اللہ نے مجھے انعام کے طور پر ڈاکٹر وفا حیات عطاء کیا۔۔۔

وفا نے مسکرائی۔۔

اچھا یہ تو بتاؤ تم دوبارہ مکر تو نہیں جاؤ گی نا اپنی باتوں سے؟؟.

وفا نے مسکراتے ہوئے سر نفی میں ہلایا۔۔۔

پٹی ہو چکی تو زائر اسکے دونوں ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیتے ہوئے بولا کیا پھر میں موم ڈیڈ والوں کو بتا دوں کہ ڈاکٹر وفا حیات رخصتی کیلئے مان گئی ہیں؟؟ اور وہ لوگ شادی کی تیاریاں شروع کر دیں؟؟

وفا نے سرہاں میں ہلایا تو زائر دل سے مسکرایا تھینک یو سو مچ وفا فار ایوری ون۔۔ اس نے جھک کر اسکے دونوں ہاتھ باری باری چومے اور محبت کیساتھ اسکا ماتھا چوم کر وہ کمرے سے باہر نکل گیا میں کمار سب کو یہ خوشخبری سناتا ہوں۔۔۔ وفا مسکرائی تھی۔۔

زائر نے سب کو ہی یہ خوشخبری سنائی تھی سب نے ہی اس پر خوشی کا اظہار کیا تھا۔۔ پھر یہی طے پایا تھا کہ ارصم اور ھدی کی شادی کیساتھ ہی وفا کی رخصتی بھی کر دی جائے گی۔۔

وفا ہاسپٹل سے گھر آئی تو سب ہی لوگ ہال میں بیٹھے بڑے خوشگوار موڈ میں باتیں کر رہے تھے۔۔ فاریہ اور ارصم بھی آئے ہوئے تھے۔۔ ٹیبل پر مٹھائیوں کے ڈبے رکھے ہوئے تھے۔۔ وفا نے سب کو سلام کیا اور کہا واہ بھئی یہ مٹھائیاں کس خوشی میں کھائی جا رہی ہیں؟؟ سب خیریت ہے نا؟؟: وہ ربیعہ کے پاس بیٹھتے ہوئے بولی تو ربیعہ نے ایک لڈو اٹھایا اور اسکا منہ میٹھا کراتے ہوئے بولی مبارک ہو تم خالہ بننے والی ہو۔ اللہ نے ثناء کی دعائیں سن لی ہیں۔۔ وہ امید سے ہے۔۔۔

واقعی میں؟؟ وفا کو حیرت کیساتھ خوشی بھی ہوئی تھی۔۔ مبارک ہو ثناء آپی اور فیصل بھائی آپکو بھی مبارک ہو۔۔ ثناء اور فیصل مسکرائے تھے۔۔۔

ربیعہ نے کہا شادی کی ڈیٹ فکس ہو گئی ہے۔۔ اس جمعے کو ارصم اور ھدی کا نکاح ہے اور اسکے ساتھ تمھاری رخصتی بھی۔۔

کیا؟؟ رخصتی۔۔ اتنی جلدی؟؟؟

وفا۔ے باری باری سب کو دیکھا جو مسکرا رہے تھے۔۔

زائر نے کہا جلدی کہاں ہے؟؟ دو سال تو ہو چکے ہیں ہمارے نکاح کو۔۔ تم اسے جلدی کہہ رہی ہو؟؟

وفا نے سر جھکایا تھا۔۔۔ سب مسکرا کر باتیں کر رہے تھے۔۔ صف آ نے دیکھا تھا ارصم ھدی کو اور ھدی ارصم کو چوری چھپے دیکھ کر مسکرا رہے تھے۔۔ وفا کا دل مطمئن ہو گیا تھا۔۔۔ غالباً ارصم نے سب کچھ بھلا کر اس حقیقت کو تسلیم کر لیا تھا۔۔ اور یہی اس کے لیے بہتر تھا۔۔۔

آج ھدی اور ارصم کا نکاح تھا اور وفا کی رخصتی تھی۔۔ پوری حویلی کو دلہن کی طرح سجایا گیا تھا۔۔ سب بہت خوش تھے۔۔ ھدی دلہن بنی اسٹیج پر ارصم کیساتھ بیٹھی تھی۔۔ ابھی تھوڑی دیر پہلے ہی انکا نکاح ہوا تھا۔۔ حبیب بھی اپنی فیملی کیساتھ شادی پر آیا تھا۔۔۔ ربیعہ نے کہا یہ مرحا اور زائر کہاں ہیں؟؟

فیصل نے کہا چچی ابھی میں نے کال کی تھی وہ بس آتے ہی ہونگے۔۔

زائر وفا کیساتھ قبرستان میں داخل ہوا تھا۔۔ وفا اپنی نانی جان کی قبر کے پاس بیٹھی تھی۔۔

نانی جان دیکھیں آپکی وفا آپ سے ملنے آئی ہے۔۔ آج اس کی رخصتی ہے۔۔ آپ نے میرے لیے کیا کیا خواب نہیں دیکھے تھے۔۔ جب میرا کوئی نہیں تھا تب آپ میرے پاس تھیں۔۔ میری خوشی اور دکھ کے ہر لمحے میں مجھے سپورٹ کرنے والی۔۔ میں آپکو زندگی کے کسی بھی لمحے فراموش نہیں کر سکتی ۔۔ آپ میرے لیے بہت قیمتی ہیں۔۔ آپ چلی گئی ہیں مگر آپ کی یادیں آج بھی میرے ساتھ کڑی ہوئی ہیں۔۔ پیاری نانی جان۔۔ میں آپ سے بہت پیار کرتی ہوں۔۔ بہت زیادہ۔۔ آپکی وفا آج بہت خوش اور مطمئن ہے۔۔ وفا کے دو آنسو ٹوٹ کر قبر کی مٹی پر جذب ہو گئے تھے۔۔ زائر نے اسے بازوؤں سے پکڑ کر اٹھایا تھا۔۔ چاور اسکے آنسو صاف کرتے ہوئے بولا رونا نہیں آج خوشی کا موقع ہے چلو نانی جان کیلئے دعا کرتے ہیں۔۔ دونوں نے دعا کیلئے ہاتھ اٹھا لیے۔۔۔

دونوں نے دعا مانگی اور زائر مضبوطی سے وفا کا ہاتھ پکڑے قبرستان سے نکل آیا۔۔ دونوں ساتھ چلتے ہوئے ایک دوسرے کو دیکھ کر مسکرا رہے تھے۔۔ زائر اسے دلہن کے سرخ جوڑے میں دیکھ کر بولا دلہن بن کر تم بہت اچھی لگ رہی ہو۔۔ ہمیشہ اسی طرح مسکراتی رہنا۔۔۔

دونوں گاڑی میں بیٹھے اور زائر نے گاڑی حویلی والے راستے پر ڈال دی۔۔۔ جہاں پر تمام گھر والے اور خوشیاں ان دونوں کی منتظر تھیں۔۔

----------ختم شد------

Posted On Kitab Nagri

اسلام علیکم

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں۔ تو

www.kitabnagri.xyz آن لائن ویب سائٹ آپ کو پلیٹ فارم فراہم کر رہی ہے۔

اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، ارٹیکل یا شاعری پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو

ابھی ای میل کریں۔

logicalmoez@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک پیج اور ای میل کے ذریعے رابطہ کر سکتے ہیں۔

Fb/Pg/Kitab Nagri

logicalmoez@gmail.com

whatsapp _ 0319 8276205